قرآن واحادیث اور فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں

عوام الناس میں پھیلی
مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ





از قلم

مفتی عبد اللطیف علیمی رضوی





دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

قرآن واحادیث اور فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

از قلم

مفتی عبد اللطیف علیمی رضوی



دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

نام کتاب : عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

مؤلف : مفتی عبداللطیف علیمی رضوی بن عبدالعزیز

تصحیح ونظر ثانی : خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی محمد راحت خان قادری

پروف ریڈنگ : مفتی انور علی مصباحی، مفتی رئیس منظری

سن اشاعت : بموقع دستار فقہ وافتا یوم امام اعظم ۲ رشعبان المعظم ۱۴۴۵ھ
۱۳ رفروری ۲۰۲۴ء بروز منگل

کمپوزنگ : مولانا محمد اسرار مصباحی (9837527492)

تعداد : ۵۰۰

صفحات : 244

ملنے کا پتہ

☆ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف ☆ مکتبۂ تاج الشریعہ، محلّہ ذخیرہ، بریلی شریف

☆ قادری کتاب گھر، دھانے پور، گونڈہ، یو۔پی۔ ☆ پاکیزہ پریس دیوریا علاول گونڈہ

☆ سنی پبلی کیشنز، دہلی ☆ عزیزی منزل ٹڑ اغلام، گونڈہ یو۔پی

فہرست

☆☆☆☆☆☆☆

ہدیۂ تشکر و امتنان

اپنے جملہ اساتذۂ کرام

و والدین کریمین

اور جملہ محبین و مکرمین

کی بارگاہ میں کہ جن کی تربیت و اصلاح اور دعاؤں نے مجھے قلم پکڑنے کے قابل بنایا۔

خاکپائے اولیا و علما

عبد اللطیف علیمی رضوی

شرفِ انتساب

میں اپنی اس کاوش کو روحانیت کے ان پیشوایان کاملین کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جن کی نگاہ کیمیا نے لاکھوں افراد کو کفر وشرک کے دلدل سے نکال کر بیعت اسلام سے مشرف کیا اور کڑوروں فساق وفجار کو توبہ واستغفار کرا کران کے ایمان کو ثابت قدمی فرمائی۔

امام الائمہ کاشف الغمہ رئیس المجتہدین **امام اعظم ابوحنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(وصال ۱۵۰ھ)

غوث صمدانی قطب ربانی سیدنا **شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(وصال ۵۶۱ھ)

ہند کے راجہ عطاے رسول خواجہ خواجگان سیدنا **خواجہ معین الدین حسن** چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(وصال ۶۳۳ھ)

فقید المثال مجدد اعظم الشاہ اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا خان** قادری برکاتی علیہ الرحمہ
(وصال ۱۳۴۰ھ)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علامہ الشاہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ الرحمہ
(وصال ۱۳۶۷ھ)

خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام ماہر لسانیات حضرت علامہ **عبدالعلیم صدیقی میرٹھی** علیہ الرحمہ
(وصال ۱۳۷۲ھ)

تاج دار اہل سنت امام الفقہا مفتی اعظم ہند علامہ **مصطفیٰ رضا خاں** قادری علیہ الرحمہ
(وصال ۱۴۰۱ھ)

فخر اہل سنت مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان مفتی **محمد اختر رضا خان ازہری**
(وصال ۱۴۳۹ھ)

گر قبول افتد زہے عز وشرف

عبداللطیف علیمی رضوی

کلماتِ خیر

ماہر قلم، ادیب شہیر، حضرت علامہ **مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی** صاحب قبلہ
ایڈیٹر ماہ نامہ سُنّی دنیا و مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

آج کل اسلامی تعلیمات واحکامات سے عدم واقفیت کے سبب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اعتقادات وعبادات کے سلسلے میں غلط فہمیوں کا شکار ہے، جائز کو ناجائز اور ناجائز وحرام کو جائز تصور کیا جاتا ہے، ان میں سے بعض غلطیاں تو ایسی ہیں جو نہایت ہی سنگین اور کفر کی سرحدوں کو چھونے والی ہیں۔ لاعلمی روزمرہ ایسے اقوال وافعال کا صدور کراتی رہتی ہے اور لوگ ناجائز وحرام اُمور کا ارتکاب کر کے اپنے گناہوں کی گٹھری بھاری کرتے رہتے ہیں۔

لیکن یاد رکھیں کہ لاعلمی اور جہل شرعاً کوئی عذر نہیں۔ کل بروزِ قیامت جب پُرسش اعمال ہوگی تو مالک یوم الدین کے سامنے اپنی جہالت کا عذر پیش کر کے بچ نہیں سکتے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا کہ ہم نے تو حکم دیا تھا۔

"فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

اے لوگو! علم والوں سے پوچھو، اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۂ نحل، آیت ۴۳)

لہٰذا مسلمانوں کے لیے روزمرہ کی زندگی میں سرزد ہونے والی ایسی غلطیوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے زیرنظر کتاب "غلط فہمیوں کا ازالہ" کارآمد ثابت ہوسکتی ہے، جسے عزیز گرامی مولانا عبداللطیف صاحب نے بڑی ہی عرق ریزی کے بعد ترتیب دی ہے۔ جن مسائل پر میری نظر پڑی مدلل اور مبرہن پایا، اُمید ہے کہ باقی باتیں بھی حوالوں سے مزین ہوں گی۔ مولائے کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اس کتاب کو مقبولِ

خاص وعام بنائے اور مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

احقر محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ایڈیٹر ماہنامہ سنّی دنیا ومفتی مرکزی دارالافتا، سوداگران، بریلی شریف

۱۳؍رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵؍جنوری ۲۰۲۴ء، بروز جمعرات

تقریظ جلیل

عالم نبیل فاضل جلیل مصنف کتب کثیرہ خلیفۂ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد راحت خان قادری

بانی وناظم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ عزت نگر بریلی شریف

مذہب اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے تمام طریقوں اوران کی باریکیوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، انہیں بیان کردہ راہوں کی پاس داری کو ہی کام یابی کا ضامن قرار دیا ہے، مذہب اسلام سے ہٹی ہوئی تمام راہوں سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ یہ شیطانی گمراہ کن راہیں ہیں جو غضب الٰہی کی سزاوار ہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں شیطانی راہوں کو بالکل ترک کر کے ایمانی واسلامی راہ پر گامزن ہو جائیں۔

آج کے اس مادّی وسائنسی دور میں مسلمانوں اور دنیا کے لوگوں نے بہت سی اختراعات وایجادات میں پیش قدمی کی ہے لیکن اسلام وشریعت سے ناواقفی کے سبب مذہب کی اقدار اور روایات۔ سے دن بہ دن دور ہوتے چلے جارہے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ جیسے اہم فرائض میں بھی کوتاہیاں کرنے لگے یہاں تک بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پابندی سے نماز ہی نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، حج وزکوۃ کی ادائیگی نہیں کرتے اور جو کرتے ہیں ان میں اکثر مسائل واحکام سے واقف نہیں ہوتے بلکہ ان عبادات میں بھی طرح طرح کے باطل خیالات اور فاسد مختر عات کو شامل کر دیتے ہیں، اہم عبادات کے علاوہ دیگر عبادات ومعاملات بھی خیالات فاسدہ اور مختر عات کاسدہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔

علما پر لازم ہے کہ عوام کی دیگر محاذ پر اصلاح کے ساتھ ساتھ ان معاملات میں بھی ان کی اصلاح کریں کہ جہاں انہوں نے غیر شرعی کاموں کو شرعی حکم اور کار ثواب سمجھ کر انجام دینا شروع کر دیا ہے۔

فاضل جواں سال عزیز القدر مولانا مفتی عبداللطیف رضوی علیمی زید مجدہ ہمارے ادارہ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ" میں تخصص فی الفقہ سال دوم کے طالب علم ہیں، موصوف علمی و فقہی ذوق کے حامل، محنت و جانفشانی کے عادی ہیں، تحریر و تحقیق سے خاص شغف رکھتے ابھی زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ کے مضامین مختلف اخبار ورسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں، اس سال ۲ر شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ کو موصوف کی دستاری بندی ہے اس مبارک موقع پر دعوت نامہ کے طور پر موصوف نے اس کتاب کو ترتیب دیا جس میں عوام الناس میں پھیلی غلط باتوں کو ذکر کر کے قرآن واحادیث اور اقوال علما وفقہا سے ان کا رد وابطال اور لوگوں کی اصلاح کے لیے بہتر کوشش فرمائی ہے۔

زیر نظر کتاب علمی و تحقیقی ہونے کے ساتھ مستند و معتبر حوالوں سے مزین ہے میں نے کتاب کے اکثر مندرجات کو پڑھا جہاں اصلاح و تصحیح کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں درستگی بھی کر دی پھر بھی غلطیوں اور خطاؤں کا ہونا تو انسانوں کا خاصہ ہے لہذا اگر کتاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو مرتب کو براہ راست آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس علمی و اصلاحی کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں علمی و فکری، تحریری و تصنیفی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے، حوصلوں میں استحکام، قلم میں پختگی عطا فرمائے۔ آمین آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

محمد راحت خاں قادری
دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف
۱۰ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ

تقریظ جمیل

ماہر قرطاس وقلم زینت تدریس وافتا خلیفہ تاج الشریعہ
حضرت علامہ **مفتی محمد عبدالرحمٰن قادری رضوی** صاحب قبلہ
اُستاذ ومفتی جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم، چھوٹی تکیہ، بہرائچ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا۟ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُوا۟ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓا۟ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ" (القرآن، پ:۱۱، س:التوبہ، آیت:۱۲۲)

ترجمہ: تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتی اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقہ (دین میں سمجھ بوجھ) حاصل کرتے اور اپنے لیے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لیے حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کے لیے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرما دیتے۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لکھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی (راہنما) بنا

دیتے تھے "۔(تفسیر خزائن العرفان)

اسی فریضہ کی تکمیل کے لیے اور عوام بلکہ بہت سے خواص کو بھی صحیح مسائل شرعیہ سے واقف کرانے کی خاطر پیش نظر کتاب مستطاب ''غلط فہمیوں کا ازالہ'' ۲۱۶ رصفحات پر مشتمل محبِّ گرامی عزیز القدر مولانا مفتی عبداللطیف رضوی علیمی صاحب زید علمہ وفضلہ نے قرآن وحدیث اور معتمد ومستند ومعتبر فقہ وفتاویٰ کی کتابوں کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔ میں نے بیشتر مقامات سے اس کتاب کا مطالعہ کیا بحمد للہ تعالیٰ حضرات فقہائے اہل سنت کی تحقیقات اور کتب فقہیہ بالخصوص فتاویٰ رضویہ شریف اور بہار شریعت کی تصریحات کے عین مطابق پایا۔ مفتی عبداللطیف رضوی صاحب ایک مستند عالم اور بہت سے فتاوی کے مفتی ہیں اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی ومبلغ، مروّج، ناشر وناصر ہیں، جدید مسائل میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمہ اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فیصلہ جات کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے زبردست حامی اور مؤید بھی ہیں۔

فقیر قادری کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کی اس کتاب مستطاب سے عوام وخواص سب کو مستفید ومستفیض فرمائے، اسے شرف قبولیت سے نوازے اور مزید دینی ومذہبی ومسلکی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

فقط دعا گو

محمد عبدالرحمٰن قادری رضوی غفراللہ ربہ القوی

خادم الافتا والتدریس

جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم، چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

۴ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ر جنوری ۲۰۲۴ء

تائید عظیم

ماہر علوم وفنون مفتی محمد انور علی رضوی مصباحی رام پوری

صدر المدرسین دار الافتا دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہ صرف امت محمدیہ کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے بلکہ اس امت کو دیگر امتوں پر فضیلت وبرتری بھی عطا فرمائی ہے جس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ امت بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ"۔(سورہ آل عمران، پارہ:۴، آیت:۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(کنز الایمان)

لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ عمل کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کی جان پر اتنا ہی بوجھ ڈالا جتنا وہ اٹھا سکتا تھا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

"لا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا" ۔(سورہ بقرہ، پارہ:۳، آیت:۲۸۶)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔(کنز الایمان)

اس کی مزید صراحت حدیث پاک میں یوں بیان کی گئی جیسا کہ پیارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان"۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر الخ، حدیث:۱۷۷، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص منکر (ناقابل قبول کام) دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے

ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اس کو بدلے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے (اسے برا سمجھے اور اس کے بدلنے کی مثبت تدبیر سوچے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

دورِ حاضر میں بہت سے ایسے مسائل وواقعات عوام اور کچھ جاہل مقررین کی زبانی دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں جو بے بنیاد، فرضی، اختراعی اور من گھڑت ہیں جن کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصل نہیں ملتی اور عوام ان پر ایسے سختی سے عمل پیرا ہے کہ ان کا چھوڑنا گناہ اور وبال جان سمجھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مذکورہ فرمان کے مطابق جب جب لوگوں میں برائی پھیلی تب تب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح وہدایت کے لیے انبیا ورُسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے نیک بندوں اور علما کو (جو وارثین انبیا ہیں) سپرد کیا جو صحابہ کرام کے زمانے سے اب تک چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت چلتا رہے گا۔

بحمد اللہ تعالیٰ! زیر نظر کتاب ''عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ'' از اوّل تا آخر مطالعہ کیا۔ ماشاءاللہ عمدہ اور اس موضوع پر کئی جہت سے منفرد اور نادر المثال پایا۔

اصل میں حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللطیف علیمی زید عمرہ نے اس کتاب میں مشہور غلط فہمیوں کو مستند ومعتبر علمائے اہل سنت وجماعت کی کتب فقہ وفتاویٰ سے دلائل لا کر نہ صرف دور کیا ہے بلکہ ان کا شرعی حکم بھی بیان کیا ہے۔

جناب مفتی عبد اللطیف علیمی صاحب دار الافتاء "دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف'' کے شعبۂ تحقیق فی الفقہ سال دوم میں زیر تعلیم ہیں۔ کافی محنتی، متحرک، ذی شعور اور قوم و ملت کا درد رکھنے والے ہیں۔

اللہ ان کی اس گراں قدر کوشش کو قبول فرمائے، کتاب کو قبول انام بخشے، مزید علمی وقلمی ذوق سلیم بخشے، حالات کے مطابق علمی شہ پاروں کو عام کرنے کا شوق عطا کرے، آسیب روزگار

سے محفوظ رکھے، اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے دروازے کھولے، دار العلوم فیضان تاج الشریعہ کو اور اس کے جملہ اساتذہ واراکین کو ترقیاں عطا فرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین الکریم علیه الصلاة والتسلیم وعلی آله وصحبه ومن اتبعهم اجمعین۔

مفتی محمد انور علی رضوی مصباحی رام پوری

صدر المدرسین دار الافتاء دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

۱۰ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ/ 22ر جنوری 2024ء

عرض مؤلف

تمام تعریفیں اس خالق و مالک کی کہ جس نے لفظ کن سے کائنات کی تخلیق فرمائی اور دنیا میں سب سے پہلے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام اور سب کے آخر میں حضور پرنور سرکار دو عالم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اللہ رب العزت نے انسانوں کو پیدا فرما کر حکم دیا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔"

(القرآن پ:۲۷،س:الذاریات،آیت:۵۶)

یعنی جنات وانسان کا دنیا میں آنے کا اصل مقصد عبادت ہے۔

لیکن آج قوم مسلم میں عبادت کا فقدان کثرت سے ہونے کے ساتھ کچھ ایسی بے سرو پا غیر مہذب اور خلاف شرع باتیں پائی جاتی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اس کی اصل وجہ بے علمی اور احکام شرع سے بے خبری ہے جب کہ امت محمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ"۔(القرآن،پ:۴،س: آل عمران،آیت:۱۱۰)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (کنزالایمان)

انہیں غلط مسائل اور خلاف شریعت رسم و رواج کو دیکھتے ہوئے ناچیز نے اپنی بے بضاعتی وکم علمی کے باوجود ذات مولیٰ پر بھروسہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتماد کرتے ہوئے جو عوام میں پھیلے غلط مسائل ہیں ان کی اصلاح کی خاطر قرآن واحادیث بالخصوص فقہ وفتاویٰ اور کتب اکابرین کی روشنی میں عام فہم اور سلیس زبان میں اس کتاب کو تحریر کرنے کا عزم کیا اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ناچیز کا یہ ارادہ شرفیاب ہوا اور بفضل مولیٰ

تقریباً تین سو سے زائد مسائل پر مشتمل کتاب بنام "عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ" آپ کے پیش نظر ہے اگر آپ اس کتاب سے استفادہ کریں تو ضرور ناچیز کے مزید علم و عمل کے لیے دعا فرمائیں۔

مرشد برحق وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین سرکار مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خان قادری بریلوی ازہری علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب علمی یادگار مرکز عقیدت شہر محبت بریلی شریف میں واقع دارالافتا دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ کے پرانوار فضاؤں اور علمی ماحول نے خدمت دین متین کا ایسا جذبہ عطا کیا کہ مشق افتا کے ساتھ ساتھ دارالافتا کی لائبریری میں موجود سینکڑوں کتب کے ذریعے مکمل اطمینان وسکون سے اس امر کو انجام دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ مادر علم وفن کی حفاظت فرمائے اور اس کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر فرمائے اور اس سے فارغ ہونے والے طلبہ کو مسلک اہل سنت (مسلک اعلی حضرت) کا حقیقی معنوں میں مبلغ بنائے، اور جو بھی اس کے محبین متوسلین و معاونین ہیں ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس بے بضاعت کے لیے اتنا ہی کر پانا ایک مشکل امر تھا لیکن اساتذہ کرام اور والدین کی خصوصی دعائیں شامل حال رہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کاوش اب آپ کے سامنے ہے خصوصاً استاذ مکرم خلیفہ تاج الشریعہ حضرت العلام الشاہ مفتی محمد راحت خان قادری مدظلہ علینا (بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم ھذا) کی شفقت ہر لحہ پشت پناہی کرتی رہی اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرت ہی کی تربیت اور فیض کا نتیجہ ہے جو آپ کے سامنے ہے ورنہ تو "من آنم کہ من دانم"

اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے کرم فرما محترم کا تذکرہ چھوڑ دوں خصوصاً خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن صاحب قبلہ استاذ ومفتی جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف کا جنھوں نے اپنی تقریظ جلیل سے کتاب کی شان کو دوبالا کیا۔

یہ کتاب کتنی عرق ریزی اور جانفشانی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ تو مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔حتی الامکان کتاب کی پروف ریڈنگ وتصحیح وغیرہ کا اہتمام کیا گیا ہے پھر

بھی بتقاضائے بشری اس میں کچھ خامی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔

مقولہ مشہور ہے **"الانسان مرکب من الخطأ و النسیان"**.

اور میں نہایت ہی مشکور وممنون ہوں ان حضرات کا جو اس کاوش کو منظر عام تک لانے میں پیش پیش رہے۔

اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے:

"من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" (سنن الترمذی حدیث:۱۹۵۵)

جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

بالخصوص حضرت مولانا مفتی انور علی مصباحی و مفتی رئیس منظری صاحبان قبلہ (مدرس مدرسہ ہذا)

اور اپنے تمام رفیقان درس یعنی حضرت مولانا مفتی عظیم الشان مرکزی، حضرت مولانا مفتی انور حسین امجدی، حضرت مولانا مفتی زبیر منظری اور حضرت مولانا مفتی فرمان منظری کا جنہوں نے کتاب کی ورق گردانی کے ساتھ ساتھ مزید اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

اور احسان مند ہوں اپنے والدین کا کہ جنہوں نے ناچیز کی تعلیم و تربیت کے لیے مدارس اسلامیہ میں بھیجا۔

اللہ رب العزت سبھی حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

(آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والوں سے درخواست ہے کہ ناچیز اور اس کے والدین کے لیے اور ناچیز کے تمام متعلقین ومحبین اور معاونین کے لیے دونوں جہان کی خیر و عافیت کی دعا کریں۔

اے میرے پروردگار تیری پاک بارگاہ بے نیاز میں انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ ملتجی ہوں کہ اپنے اس حقیر افقر الوریٰ کی کاوش کو قبول فرما کر اسے میری نجات کا پروانہ اور اپنے

بندوں کے لیے نفع بخش بنا دے۔

آمین بجاہ نبیہ سید المرسلین علیہ وعلیهم الصلاۃ والتسلیم

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم.

عبد اللطیف علیمی رضوی غفرلہ القوی

متخصص فی الفقہ الحنفی

دار الافتا فیضانِ تاج الشریعہ عزت نگر بریلی شریف

۱۰؍رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز دوشنبہ

abdullateef33572@gmail.com

(M) 7235803955

عقائد کا بیان

کیا مرنے کے بعد کسی کا دوبارہ جنم ہوگا؟

مرنے کے بعد کسی کا بھی دوسرا جنم نہیں ہوگا یعنی دوبارہ پیدا نہیں کیا جائے گا کیوں کہ جو ایک بار پیدا ہو گیا موت آ گئی تو مرنے کے بعد اس کی روح نہ کسی دوسرے بدن میں جائے گی نہ اس کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا بلکہ قیامت آنے تک اس کی روح عالم برزخ (دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے) میں رہے گی لیکن یہ خیال رکھنا کہ کسی کی روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا یا پیڑ پودے میں یہ سراسر غلط اور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے اس کا ماننا کفر ہے اسی کو آوا گون اور تناسخ کہتے ہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آوا گون کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے"۔(۱)

اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد یا شیدائے محمد کہنا کیسا ہے؟

آج کل کچھ نعت خواں اور قوالوں کو سنا جاتا ہے کہ جب وہ اشعار پڑھتے ہیں تو کسی کسی شعر میں فدائے محمد یا شیدائے محمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالاں کہ "فدائے محمد" کہنا سخت حرام اور اگر پڑھنے یا سننے والوں میں سے کسی نے یہی ظاہری معنی مراد لیا تو یہ صریح کفر ہے بہر صورت توبہ و تجدید ایمان، نکاح لازم ہے، شیدائے محمد کہنا بھی درست نہیں کہ اس میں بھی معنی سوء کا احتمال ہے۔

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قربان، فدا، نچھاور اور جن الفاظ سے متبادر و عرف جاری ہیں بلکہ محض دلالت لفظ سے

(۱) بہار شریعت: ج:۱، ح:۱، ص:۲۶

محبوب پر مرمٹ جانے، فنا ہو جانے کا اطلاق ہو جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اشد حرام بلکہ اپنے ان معانی ظاہرہ متبادرہ کی بنا پر کفر میں صریح اور اگر معاذ اللہ سامعین نے یہی معنی مراد لیا جو اس سے متبادر ہیں تو کفر متعین اور قائل و سامع دونوں پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح بیوی والوں پر بہر کیف لازم ہے"۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

کچھ لوگ جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہتے ہیں یہ نہایت ہی غلط جملہ ہے بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، تو یہ کفر ہے اس لئے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ کے لیے جہت کا ثبوت ہوتا ہے حالاں کہ وہ جانب و جہت اور مکان وغیرہ سے پاک ہے ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے اوپر والا کہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے۔ جس سے بچنا ضروری ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے"۔ (۲)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"خدائے تعالیٰ کی ذات کے لیے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے، اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے" ملخص۔ (۳)

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱، ص:۱۶۸ (۲) بہار شریعت، ج:۲، ح:۹، ص:۶۹

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۲

کیا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ہے؟

عوام الناس کے درمیان کچھ لوگوں کے عقیدے میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہے جب کہ علمائے اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا ان کے ہمسر ہیں گمراہ بدمذہب ہے" (۱)

ٹائی لگانا یا بچوں کو باندھنا کیسا ہے؟

ٹائی لگانا یا بچوں کو باندھنا سخت حرام و گناہ ہے یہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، ان کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے سولی دی تھی عیسائی اسی سولی کے نشان کو آج تک گلے میں ڈالے ہوئے ہیں جسے ٹائی کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی دی لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس سے دور رہیں اور اپنے بچوں کو ایسی جگہ تعلیم نہ دلوائیں جہاں پر بچوں کے لیے ٹائی باندھنا ضروری ہو یا پھر ٹائی کا قانون وہاں سے کوشش کر کے ختم کروادیں۔

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۲۸، ص: ۴۱۹

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق، فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار مطلقاً ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور ان سے تشبہ ہوگا اسی قدر منع کو کافی ہے اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو" (۱)

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بدانجام ہے نہایت بدکام ہے وہ کھلا رد فرمان ذوالجلال والاکرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولی دیے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی والعیاذ باللہ تعالیٰ" (۲)

کیا کسی پر شہید مرد کی سواری آتی ہے؟

یہ بات بالکل غلط ہے کہ کسی مرد یا عورت پر شہید مرد کی سواری آتی ہے اولیا اللہ کی سواری مرد و عورت کسی پر نہیں آتی اور خاص کر ان کی سواری عورتوں پر شرعاً بہت بعید ہے کیوں کہ وہ حضرات اجنبی عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے تو ان پر سوار کیوں کر ہو سکتے ہیں یا تو عورتیں خود جھوٹ بولتی ہیں یا بے وقوف بنانے کے لیے ان پر شیطان کی سواری آتی ہے جس کی وجہ سے وہ جھوٹ بول کر اولیا اللہ کو بدنام کرتی ہیں لہذا ان کی باتوں پر اعتماد کرنا بھی جائز نہیں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۴۸،

(۲) فتاویٰ مصطفویہ، ص:۵۲۶

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں۔ کبھی بے ہوش کر دیتے ہیں کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کے حرکات کرتے ہیں" ۔(۱)

فرضی قبر یا مزار بنانا اس کا عرس کرنا اور اس پر گاگر چادر چڑھانا کیسا ہے؟

آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پہلے وہاں کچھ نہیں ہوتا ہے اور بعد میں بغیر کسی مردے کو دفن کیے قبر یا مزار بنا دیا جاتا ہے پوچھنے پر کہتے ہیں کہ خواب میں فلاں میاں نے بتایا ہے کہ یہ ہمارا مدفن ہے اس لیے یہاں ہمارا مزار بناؤ لیکن حقیقت میں وہاں کچھ نہیں ہوتا ایسے ہی کچھ لوگ کسی درخت کے پاس کوئی بیمار ہو جائے یا کوئی حادثہ ہو جائے تو سمجھتے ہیں یہاں کسی بزرگ کی قبر ہے اس لیے یہاں مزار بنا دینا چاہیے یہ لوگوں کی جہالت و نادانی اور کم علمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح قبر و مزار بنانا ان پر حاضری دینا فاتحہ پڑھنا عرس کرنا گاگر چادر چڑھانا سب حرام ہے۔ اس طرح سے مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور مذہب اسلام کو بدنام کرنا ہے۔ خواب میں مزار بنانے کی بشارت یا پیغام کو درست ماننا عند الشرع کوئی چیز نہیں جن لوگوں نے ایسے مزار بنائے یا جن جگہوں پر ایسے مزارات بنا دیے گئے ان کو گرا دینا لازم ہے اور وہاں پر لوگوں کو آنے جانے سے روکنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت ہو سکے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔ قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے لیے وہ افعال کرانا گناہ ہے" ملخص۔(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۱۹، (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۱۱۵،

کیا کسی درخت یا طاق میں شہید مرد رہتے ہیں؟

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں درخت یا فلاں طاق پر شہید مرد رہتے ہیں اور لوگ اس درخت یا طاق کے پاس جا کر بالخصوص ہر جمعرات کو شیرنی وغیرہ پر فاتحہ، نذر و نیاز دلواتے ہیں ہار لٹکاتے، پھول ڈالتے، لوبان، اگربتی وغیرہ سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ سارے امور ناجائز و گناہ اور خرافات پر مشتمل ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سب رسوم جہالت و حماقت و ممنوعات بیہودہ ہیں" ۔(۱)

احکام شریعت میں ہے :

"یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات و باطلات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم "۔(۲)

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی البتہ جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں اور باحیات ہیں ہر سال حج کے لیے تشریف لاتے ہیں بعد حج آب زم زم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے، یہ بات بھی غلط مشہور ہے کہ ایام حج میں لوگوں سے تجارت کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے" (۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۱۶۴، (۲) احکام شریعت ح:۱، ص:۳۲،

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ص:۲۲،

کیا حضرت امام حسین ودیگر اہل بیت اطہار کو علیہ السلام کہنا جائز ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ آقا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت اطہار کا ذکر کرتے یا ان کے اسمائے گرامی لکھتے پڑھتے ہیں تو ان کے نام مبارک کے آگے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے علیہ السلام لکھتے پڑھتے ہیں حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ کسی اور کے لیے لفظ علیہ السلام مستقل طور پر مثلاً حضرت علی علیہ السلام کہنا یا لکھنا پڑھنا درست نہیں کہ یہ رافضیوں کا طریقہ اور ان کا شعار ہے جس سے اہل سنت حضرات کو بچنا ضروری ہے۔

ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے:

"ولا یصلی علی غیر الانبیاء ولا غیر الملائکۃ الا بطریق التبع"۔(۱)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

"ان قولہ علی علیہ السلام من شعار اہل البدعۃ"۔(۲)

رئیس الاتقیا علامہ نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بقول قاضی عیاض ائمہ کے واسطے لفظ غفران ورضوان اور بعض علما کے نزدیک حضرت کے واسطے درود اور صحابہ کے لیے رضوان مخصوص ہے اور مسلمانوں کے واسطے دعا بلفظ رحمت کرنا چاہیے"۔(۳)

(۱) ردالمحتار، ج:۱۰، ص:۱۷۶ (۲) شرح فقہ اکبر، ص:۲۷۷ (۳) تفسیر الم نشرح، ج۲، ص۱۲،

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"صلوۃ وسلام بالاستقلال انبیا وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں ہاں بتبعیت جائز ہے جیسے **اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد**۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے اولیا، علما کو رحمۃ اللہ علیہم یا قدست اسرارہم اور اگر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہے جب بھی مضائقہ نہیں"(۱)

یا محمد لکھنا اور پکارنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ نعت کے اشعار میں اور کچھ قوال اپنی قوالیوں میں لفظ یا محمد کہہ کر اور بعض حضرات لفظ محمد اپنے گھر کی دیوار، مسجد کے منبر ومحراب، ستون و دیوار یا پوسٹر، کتاب، کاپی وغیرہ پر لکھتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے صحیح مسلہ یہ ہے کہ یا محمد کہنا اور لکھنا ناجائز ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی بے ادبی و توہین کا ایہام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا"۔(۲)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(کنز الایمان)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ پکارو جیسے تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بلکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارو تو یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا نبی اللہ کہا کرو۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۸۹، (۲) القرآن پ:۱۸، س: النور، آیت:۶۳،

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۷۳،

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بات یاد رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر ندا نہ چاہیے بلکہ اس کی جگہ یا رسول اللہ ہو اور دیوار پر کندہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آئینے میں لکھ کر نصب کریں"(۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے آخر میں ص، صلی، صلعم وغیرہ لکھنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں تو نام پاک کے آخر میں صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ص، صلی، صلعم وغیرہ لکھتے ہیں حالاں کہ نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس طرح لکھنا سخت ناجائز وحرام، کم نصیبی و محرومی ہے۔ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنے کے بعد ان جیسے حروف کے ذریعے مخفف نہ لکھیں بلکہ پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھیں، ایسے ہی کچھ لوگ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رح، اور رض، لکھتے ہیں یہ بھی لکھنا ناجائز وحرام ہے بلکہ پورے پورے الفاظ لکھے جائیں یعنی رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"درود شریف کی جگہ جو عوام جہال صلعم یا ع یا م یا صللم لکھا کرتے ہیں محض مہمل وجہالت ہے، ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے، نام پاک کے ساتھ ہمیشہ درود شریف لکھا جائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ملخص۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صللم، عم، ص، ع لکھتے ہیں یہ ناجائز و سخت حرام ہے یوں ہی رضی اللہ عنہ کی جگہ رض، رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے"۔(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۵۴، (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۸۲،

بارہ ربیع الاول شریف کو بارہ وفات کہنا کیسا ہے؟

بارہ ربیع الاول شریف کو بارہ وفات کہنا درست نہیں بلکہ اسے بارہویں شریف، عید میلاد النبی، بارہ ربیع الاول، عیدوں کی عید یا عاشقوں کی عید کہنا چاہیے اس لیے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو محبوب کبریا سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے اس لیے اسے بارہ وفات کہنا چاہیے جب کہ درست بات یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف آپ کی تاریخ وفات نہیں ہے لہذا بارہ وفات کہنے سے پرہیز چاہیے اور جو لوگ کہیں انہیں محبت سے سمجھا دینا چاہیے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی ہے اور وفات بھی مگر اس مہینہ میں عید میلاد منائی جاتی ہے نہ کہ غم وفات حتی کہ اس مہینہ کو بارہ وفات کہنا بھی ناجائز ہے"۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر اور کملی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر کا استعمال کرنا مطلقاً ممنوع و گناہ ہے خواہ کوئی ادب و تعظیم کے طور پر استعمال کرے تب بھی ناجائز کا ہی حکم ہوگا۔ اب لفظ کملی تصغیر ہے یا نہیں تو "فیروز اللغات" میں ہے کہ کملی کمل کی تصغیر ہے جس کا معنیٰ چھوٹا کمبل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کا استعمال سوءادب اور بارگاہ رسالت میں شرعاً ممنوع وناجائز ہے۔

(۱) مرآۃ المناجیح، ج:۲، ص:۵۴۶

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو شی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے وہ معظم ہو جاتی ہے، نہ کہ کمل سے کملیا کر دیا جائے ایسے الفاظ سے بھی بچنا چاہیے" (۱)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغہ اہانت میں ظاہر ہے لہذا اس کا اطلاق ناجائز و حرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے" (۲)

کافر کی تیرہی کھانا کیسا ہے؟

بعض جگہ دیکھا گیا ہے جب کوئی کافر مر جاتا ہے تو مسلمان لوگ اس کی تیرہی، مرنی اور برسی وغیرہ کھانے جاتے ہیں یہ درست نہیں اس لیے کہ اگر کوئی شخص کسی ہندو کی مرنی، تیرہی، برسی کا کھانا یہ اعتقاد کر کے کھائے کہ اس کھانے کا ثواب مردہ ہندو کو پہنچے گا تو یہ کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قبر کافر کی زیارت حرام ہے اسے ایصال ثواب کا قصد کفر"۔ (۳)

اس صورت میں جتنے مسلمان ہندو کی مرنی کا کھانا ایصال ثواب کی نیت سے کھائیں گے تو ان سب پر توبہ واستغفار تجدید ایمان و نکاح اگر مرید ہوں تو تجدید بیعت بھی لازم ہے لیکن اگر مقصد ایصالِ ثواب نہیں جیسا کہ آج کل کے اکثر لوگ بس کسی دنیاوی مقصد کے تحت چلے گئے تو یہ بھی ممنوع و حرام اور اس سے توبہ واستغفار لازم اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز ضروری ہے۔

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۲۶۰، (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱، ص:۳۰۲،

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۲۰۸،

کیا کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے کیا پتا کہ کب ایمان لے آئے یہ ان کی جہالت و نادانی ہے اس لیے کہ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے لہذا جو کافر ہے اسے کافر کہا جائے گا۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک وبا یہ بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ''ہم تو کافر کو بھی کافر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا'' یہ بھی غلط ہے قرآنِ عظیم نے کافر کو کافر کہا اور کافر کہنے کا حکم دیا "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے"۔ (۱)

کیا مرنے کے بعد کوئی مسلمان بھوت ہوتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو بھوت بن جاتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی روح بھوت نہیں بنتی ہے، شیطان جو لوگوں کو پریشان کرتے ہیں وہی یہ سب باتیں پھیلا دیتے ہیں جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''گزرے ہوئے آدمیوں کی روح بھوت بن کر دنیا میں آئے اور کسی کو اذیت دے یہ سراسر اصول اسلام کے خلاف ہے، شیطان جو انسانوں پر سوار ہو کر انہیں اذیت دیتے ہیں وہی یہ باتیں جھوٹ موٹ اڑا دیتے ہیں کہ میں فلاں ہوں اور فلاں وجہ سے سوار ہوں وغیرہ وغیرہ، یہ سب خرافات ہے اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے حدیث شریف میں ہے: کہ مسلمان مردوں کو برائی سے یاد کرنا ممنوع ہے، اس جھوٹ کہنے والے کو توبہ کرنی چاہیے۔'' (۲)

(۱) بہار شریعت: ج:۲، ح،۹، ص:۱۶۳، (۲) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۵، ص:۲۷۷،

مرنے کے بعد روح گھر پر نہ آنے کا عقیدہ رکھنا

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ جنازہ کے پیچھے پیچھے رائی یعنی سرسوں قبرستان تک پورے راستے میں بکھیرتے جاتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے مرنے والے کی روح گھر پر لوٹ کر نہیں آئے گی یہ ان لوگوں کی غلط فہمی اور احکامِ شرع کی خلاف ورزی اور ہندوانہ رسم ہے نیز راستے میں رائی بکھیرتے ہوئے جانا مال ضائع کرنا ہے جو کہ ناجائز وحرام ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد روح گھر پر نہ آئے گی حدیث شریف کے خلاف ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

" عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما إذا كان يوم عيد او يوم جمعة او يوم عاشوراء و ليلة النصف من الشعبان تاتى ارواح الاموات و يقومون علىٰ ابواب بيوتهم فيقولون هل من احد يذكرنا هل من احد يترحم علينا هل من احد يذكر غربتنا" (۱)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برأت ہوتی ہے، اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں: ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

کیا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ نے کسی کو خلافت دی ہے؟

سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ نے کسی کو خلافت نہیں عطا کی ہے لہذا اس سلسلے میں بیعت ہونا درست نہیں۔

(۱) ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص: ۲۳۳

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سبع سنابل شریف میں ہے حضرت مدار صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے خلافت نہ کسے دادا ام نہ خواھم داد میں نے خلافت نہ کسی کو دی ہے نہ آگے دوں" (۱)

علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت شاہ بدیع الدین صاحب نے کسی کو خلیفہ بنایا نہیں"۔ (۲)



(۱) فتاویٰ رضویہ ج: ۱۲، ص ۲۶۵،

(۲) فتاویٰ ملک العلما ص: ۳۱۹،

طہارت کا بیان

کیا جس گھر میں بچہ پیدا ہو جائے وہ گھر ناپاک ہو جاتا ہے؟

جس گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہ پورا گھر ناپاک نہیں ہوتا بلکہ جس کپڑا یا جس جگہ پر نجاست لگے گی صرف وہی ناپاک ونجس ہوگا لیکن بعض لوگ خاص طور سے عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جس گھر میں بچے کی پیدائش ہو پورا گھر ناپاک ہو جاتا ہے اس لیے اب اس گھر کی لپائی پتائی اور دھلائی ضروری ہے یہ جہالت و نادانی ہے، صفائی بہت عمدہ چیز ہے لیکن اسے بچے کی پیدائش پر پورے گھر کی صفائی ضروری خیال کرنا جہالت کی باتیں اور ہندوانہ خیال ہے۔

کیا عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی؟

کچھ عورتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی ان کی یہ کم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حیض ونفاس کی حالت میں بھی عورت نیاز فاتحہ کا کھانا پکا سکتی ہے شرعاً کوئی حرج نہیں، جس طریقے سے حیض کی حالت میں حائضہ عورت عام کھانا پکا سکتی ہے اسی طریقے سے فاتحہ کے لئے شیرنی بھی پکا سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے، اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے ان باتوں سے احتراز یہود ومجوس کا مسئلہ ہے" (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نیاز فاتحہ کے لیے کھانا بنا سکتی ہے۔

(۱) فتاوی رضویہ: ج:۲،ص:۳۶

کیا جب تک چلہ نہ ہو عورت پاک نہیں ہوتی؟

اکثر عورتوں کا طریقہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک چالیس دن پورے نہ ہو جائیں چاہے خون آنا بند ہوا ہو یا نہ ہوا ہو نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزہ رکھتی ہیں گویا کہ اپنے آپ کو ناپاک سمجھتی ہیں کہ ابھی میں پاک نہیں ہوئی ہوں جب چالیس دن پورے ہو جائیں گے تو پاک ہو جاؤں گی یہ ان کی جہالت وکم علمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ جب نفاس آنا بند ہو جائے تو نہا دھو کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانا نقصان کرے تو تیمم کر لیں لیکن نفاس کی مدت چالیس دن ہی خیال کرنا ضرور حماقت ہے اس لیے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے مگر کم کے لیے کوئی مدت نہیں اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک دن یا ایک گھنٹہ یا صرف ایک ہی منٹ خون آنے کے بعد بند ہو گیا تو اسی وقت سے عورت پاک مانی جائے گی اور بعض جگہ جو چھوٹا چلہ یا بڑا چلہ کے نام سے مشہور کر رکھا ہے کہ اس کے اختتام پر دعوتیں کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" یہ جو عوام جاہلوں عورتوں میں مشہور ہے کہ جب تک چلہ نہ ہو جائے زچہ پاک نہیں ہوتی محض غلط ہے خون بند ہونے کے بعد ناحق ناپاک رہ کر نماز روزے چھوڑ کر سخت کبیرہ گناہ میں گرفتار ہوتی ہیں مردوں پر فرض ہے کہ انہیں اس سے باز رکھیں نفاس کی زیادہ حد کے لیے چالیس دن رکھے گئے ہیں نہ یہ کہ چالیس دن سے کم کا ہوتا ہی نہ ہو، اس کے کم کے لئے کوئی حد نہیں اگر بچہ جننے کے بعد صرف ایک منٹ خون آیا اور بند ہو گیا عورت اسی وقت پاک ہو گئی نہائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے، اگر چالیس دن کے اندر اسے خون عود نہ کرے گا تو نماز روزے سب صحیح رہیں گے چوڑیاں، چارپائی مکان سب پاک ہے فقط وہی چیز ناپاک ہوگی جسے خون لگ جائے گا بغیر اس کے ان چیزوں کو ناپاک سمجھ لینا ہندوؤں کا مسئلہ ہے"۔ (۱)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲،ص:۳۷،

صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے، اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں حرج نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن تک الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یہ ہندوؤں کی رسمیں ہیں، ایسی بے ہُودہ رسموں سے اِحتیاط لازم، اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہولے اگرچہ نِفاس ختم ہو لیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے کو قابلِ نماز کے جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمّم کر لیں"۔(۱)

کیا دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے؟

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے حالاں کہ ایسا نہیں بلکہ انسان کا پیشاب مطلقاً ناپاک و نجاست غلیظہ ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو"۔(۲)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے"۔(۳)

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۹۱،

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲، ص:۱۲۸،

(۳) بہارشریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۹۸،

کیا فقط کتے کے چھو جانے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

عوام میں مشہور ہے کہ کتے کا بدن اگر انسان کے جسم یا کپڑے سے لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کتے کا جسم انسان کے کپڑے یا بدن سے صرف چھو جانے سے ناپاک نہیں ہوتا ہاں اگر کتے کے جسم پر کوئی ناپاکی لگی ہو اور وہ اس کے جسم سے چھوٹ کر انسان کے کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہوگی نہ کہ پورا کپڑا یا بدن ایسے ہی کتے کا پسینہ اور اس کا تھوک بھی ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک ہو جائے گا خواہ کپڑا ہو یا بدن لیکن اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو تو صرف چھو جانے یا کپڑے سے لگ جانے کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہ ہوگا۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"کتا، بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا"۔(۱)

لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا کیسا ہے؟

لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام و ناجائز ہے کیوں کہ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر ضروری ہے، بلاضرورت ستر کھولنا جائز نہیں۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے"۔(۲)

لہٰذا لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانے سے اجتناب ضروری ہے ورنہ گناہ گار ہوگا۔

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۱۰۱، (۲) بہارشریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۳۸،

کیا غسل کرنے کے وقت جو وضو کرلیا جائے اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے؟

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی بلکہ نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے یہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ غسل کرنے کے بعد ناقص وضو میں سے کچھ نہ پایا گیا، نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

کیا غسل کرتے وقت جب تک کلمہ نہ پڑھ لیا جائے آدمی پاک نہیں ہوتا؟

عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ جب تک کلمہ پڑھ کر غسل نہ کیا جائے آدمی اس وقت تک پاک نہیں ہوتا یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت نہ کلمہ پڑھنا چاہیے نہ کوئی دعا پڑھنی چاہیے اور نہ ہی کسی قسم کی گفتگو کرنی چاہیے کہ خلاف سنت ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" (غسل میں سنت یہ ہے) کہ کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دعا پڑھے"۔ (۱)

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"غسل خانہ میں جا کر کوئی دعا پڑھنا نہ چاہیے"۔ (۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲ ص:۳۷ (۲) فتاویٰ مفتی اعظم، ج:۲ص:۲۲۳،

وضو کا بچا ہوا پانی پھینکنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وضو کرنے کے بعد جو لوٹے میں پانی بچ جاتا ہے اسے پھینک دیتے ہیں حالاں کہ بچا ہوا پانی پھینکنا ناجائز واسراف ہے، بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا چاہیے کہ اس میں ثواب ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں، یہ ناجائز واسراف ہے۔ وضو کا پانی اور آب زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے، باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر"۔ (۱)

کیا گھٹنا یا ستر کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر وضو کرنے کے بعد گھٹنا یا ستر کھل جائے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھ لیا جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے، اپنا یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ نواقض وضو میں سے کوئی چیز نہ ہو البتہ بلا ضرورت شرعیہ کسی دوسرے کا ستر دیکھنا یا کسی دوسرے کو ستر دکھانا حرام ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے ہاں وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے"۔ (۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۷، (۲) بہار شریعت ج:۱، ح:۲، ص:۲۸،

کیا بچے کو دودھ پلانے سے عورت کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کی عورت اگر بچے کو دودھ پلائے اور باوضو ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے دودھ پلانے سے ہرگز عورت کا وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کا وضو باقی رہتا ہے، دودھ پلانے کے بعد وہ پھر سے دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھ سکتی ہے دوبارہ اسے وضو کرنے کی حاجت نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو چیز عادۃً خارج ہوتی ہو اور ناقض نہ ہو خواہ وہ کتنی مقدار میں کیوں نہ ہو ناقض نہ ہوگی یہی حال آنسو، دودھ اور تھوک کا بھی ہے" ملخص۔ (۱)

وضو کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا ٹپکانا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منھ اور ہاتھوں سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اعضائے وضو کو پہلے رومال یا تولیہ وغیرہ سے ہلکا خشک کرلیں پھر مسجد میں داخل ہوں ورنہ اعضائے وضو کے پانی کو مسجد میں جھاڑنے کے سبب گناہ گار ہوں گے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے"۔ (۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱،ص:۲۷۸،

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص ۱۶۸،

وضو کرتے وقت سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا کیسا؟

وضو کرتے وقت اگر کوئی شخص کسی کو سلام کرلے تو بعض لوگ سختی سے منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ دوران وضو سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے وضو نہیں ہوتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو دوران وضو سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دے سکتا ہے لیکن اگر وضو کرتے وقت سلام کا جواب نہ دے تب بھی حرج نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جوابِ سلام کے متعلق ممانعت نظر فقیر سے نہیں گزری ظاہر یہی ہے کہ سلام کا جواب دیا جائے"۔ (۱)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"وضو کے دوران سلام کا جواب دینا واجب نہیں اور جواب دے تو حرج نہیں"۔ (۲)

کیا نماز جنازہ کے وضو سے دوسری نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

جو وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس وضو سے نماز جنازہ پڑھی ہو اس وضو سے دوسری نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ یہ غلط اور بے اصل بات ہے، بلکہ اسی وضو سے فرض ہوں یا سنت و نفل ہر نماز پڑھنا درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ کہ جہال میں مشہور ہے کہ وضوئے جنازہ سے اور نماز نہیں پڑھ سکتے محض غلط و باطل و بے اصل ہے"۔ (۳)

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱،ص:۷، (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹،ص ۳۴۴،

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱،ص: ۵۸۲

کیا وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو کپڑے سے پوچھنے پر ثواب ختم ہو جاتا ہے؟

وضو کرنے کے بعد اگر کوئی شخص منہ ہاتھ پونچھ لے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے ثواب ختم ہو جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ وضو کے بعد اعضائے وضو کو کپڑے سے پوچھنے پر ثواب ختم نہیں ہوتا البتہ بہتر یہ ہے کہ بغیر ضرورت نہ پونچھے لیکن اگر پونچھے تو بالکل خشک نہ کرے بلکہ تھوڑا نم رہنے دے اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے وضو کا پانی قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے:

" إنما كره المنديل بعد الوضوء لان الوضوء يوزن "(۱)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"وضو کا ثواب جاتا رہنا محض غلط ہے ہاں بہتر ہے کہ بے ضرورت نہ پونچھے اُمراء متکبرین کی طرح اس کی عادت نہ ڈالے اور پونچھے تو بے ضرورت بالکل خشک نہ کرلے قدرنم باقی رہنے دے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے۔ یہ پانی روز قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا"۔(۲)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قدرے نم باقی رہنے دے کہ روزِ قیامت پلۂ حسنات میں رکھی جائے گی اور ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے"۔(۳)

---

(۱) جامع الترمذی، حدیث:۵۴، باب المندیل: باب الوضوء، ص:۲۳۶

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱، ص:۲۵، (۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۲۲،

وضو کے بعد اعضائے وضو کو کپڑے یا دامن اور آنچل سے پوچھنا کیسا ہے؟

وضو کے بعد اعضائے وضو کو اپنے دامن یا آنچل سے نہیں پونچھنا چاہیے کہ اس سے بھول کی بیماری پیدا ہوتی ہے البتہ پونچھنا شرعاً منع نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علما میں مشہور ہے کہ اپنے دامن آنچل سے بدن نہ پوچھنا چاہیے اور اسے بعض سلف سے نقل کرتے ہیں اور رد المحتار میں فرمایا دامن سے ہاتھ منھ پوچھنا بھول پیدا کرتا ہے"(۱)

مسواک کرنا وضو کی سنت ہے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر نماز کے لیے مسواک کرنا سنت ہے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مسواک کرنا وضو کی سنت ہے نہ کہ نماز کی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے ہاں سنت موکدہ اس وقت ہے جب کہ منہ میں تغیر ہو"۔(۲)

کیا ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے؟

عوام الناس میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اگر ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر بے وضو شخص بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں ناخن یا اعضاے وضو میں سے کوئی عضو ڈالے گا تب پانی مستعمل ہوگا ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں یہ مشہور ہے کہ بے وضو کا ناخن ڈوبنے سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے اور مسئلہ ہے یوں کہ بے وضو کے اعضائے وضو میں جو کوئی بے دھلا حصہ سر کے سوا آبِ قلیل سے بے ضرورت مس کرے گا وہ پانی قابلِ وضو نہ رہے گا"۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱، ص:۳۰ (۲) فتاویٰ رضویہ ج:۱، ص:۵۵، (۳) فتاویٰ رضویہ: ج:۱، ص:۳۱۸

عورت جمعہ اور جمعرات کے دن حیض کا غسل کر سکتی ہے؟

یہ بات عورتوں میں مشہور ہے کہ اگر کوئی عورت جمعہ یا جمعرات کے دن حیض سے فارغ ہو تو اسے اس دن غسل نہیں کرنا چاہیے یہ بات عورتوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کا حیض جس دن ختم ہو اسی دن اسے غسل جنابت ضرور کر لینا چاہیے اس میں جمعہ جمعرات کی الگ سے کوئی قید نہیں کہ اس دن غسل نہیں کرنا چاہیے بلکہ حیض و نفاس ختم ہونے کے بعد اتنی دیر تک جان بوجھ کر غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے ناجائز و گناہ ہے لہذا حیض و نفاس سے فراغت پانے کے بعد عورتیں فوراً غسل کر لیں کیوں کہ جس گھر میں جنبی ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"عن علی أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب"۔ (۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں جس میں تصویر، کتا اور جنبی ہوتا ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا"۔ (۲)

---

(۱) سنن أبی داود، حدیث ۲۲۷، ص:۱۱۷ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۴۲

کیا انجکشن لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انجکشن لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ انجکشن لگوانے سے اس صورت میں وضو ٹوٹتا ہے جب کہ خون بہنے کے قابل ہو یا طبیب نے انجکشن میں اتنا خون کھینچ لیا کہ اگر باہر ہوتا تو بہہ جاتا اس صورت میں وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

جونک یا بڑی کلی بدن کو لپٹی اگر اتنا خون چوس لیا کہ خود نکلتا تو بہہ جاتا تو وضو جاتا رہے گا اور تھوڑا چوسا یا چھوٹی کلی تھی تو وضو نہ جائے گا یوں ہی کھٹمل یا مچھر کے کاٹنے سے وضو نہیں جاتا"۔ (۱)

کیا کچھ کھانے پینے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کچھ کھا پی لیا جائے مثلاً چائے ناشتہ تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ان کا غلط خیال ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کسی چیز کو کھانے پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ کھانے کے بعد مستحب ہے کہ کلی کر لے۔

مؤطا امام محمد میں ہے:

"إنما الوضو مماّ خرج من الحدث فاما ما دخل من الطعام مما مستہ النار فلا وضوء فیہ "۔ (۲)

یعنی وضو کا حکم اس وقت ہوگا جب حدث واقع ہو تو اگر کوئی کھانا کھائے جس کو آگ نے پکایا ہو یا آگ نے نہ پکایا ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱، ص:۵۶ (۲) مؤطا امام محمد، ص:۶۰

اذان کا بیان

خطبہ کی اذان میں اور خطبہ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟

خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب دینا درست نہیں، ایسے ہی خطبہ میں حضور اقدس کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا نہیں چاہیے اس لیے کہ شروع اذانِ خطبہ سے ختم خطبہ تک خاموش رہ کر خطبہ سننا واجب ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"خطبہ میں محض سکوت وسکون کا حکم ہے خطبہ میں نام پاک سن کر صرف دل میں درود شریف پڑھیں اور کچھ نہ کریں زبان کو جنبش بھی نہ دیں"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضور اقدس کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں، یوں ہی صحابہ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں"۔(۲)

نوٹ: یاد رہے یہ حکم صرف خطبہ کے لیے ہے ورنہ عام حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔







(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص۷۵۹، (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴،ص:۱۰۳،

نماز کا بیان

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکانا کیسا ہے؟

تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے ہاتھ کو لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد فوراً دونوں ہاتھوں کو کان سے ہٹا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے، بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں کہ سنت کے خلاف ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہیں چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے"۔(۱)

کیا عورتوں کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے؟

آج کل بعض عورتیں اپنی نادانی کی وجہ سے فرض، واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی کیوں کہ ان کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم ہے لہذا فرض واجب جتنی نمازیں وہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہیں ان سب کی قضا لازم ہے۔ اس لیے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہیں لیکن خادمہ یا لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہو سکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ دیر ہی کے لیے کھڑی ہو سکتی ہیں اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں، اسی طرح بعض مرد بھی ذرا سی تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالاں کہ وہ لوگ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی بات کر لیا کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ قیام

(۱) بہار شریعت ج:۱ ح:۳،ص:۷۴

کے بارے میں عورت اور مرد کا حکم ایک ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالاں کہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے یوں ہی اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے ساتھ کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں ان کا پھیرنا فرض"۔ (۲)

کیا نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہیے؟

عوام میں یہ مسئلہ رائج ہے کہ اکثر لوگ نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے اس لیے کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا افضل نہیں بلکہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھ کر پڑھنے کی بنسبت کھڑے ہو کر پڑھنے میں دونا ثواب ہے لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نفل نماز پڑھیں تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی، یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے؛ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے صحیح نہیں کہ یہ حضور (ﷺ) کے

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۶۶،

مخصوصیات میں سے ہے"۔ (۱)

آدھی آستین یا ہاف کپڑا یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ آدھی آستین کا کرتا یا ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں جب کہ اگر پوری آستین کا کوئی دوسرا کپڑا موجود ہے تو آدھی آستین کا کرتا یا شرٹ یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے جس سے پوری آستین چھپا سکے تو بلا کراہت جائز ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیان پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے، اور اگر کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے"۔ (۲)

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا کیسا؟

کچھ لوگوں کو یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ آستین چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ آستین چڑھا کر نماز نہ پڑھیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر کرتے یا اچکن کی آستین چڑھا کر نماز پڑھتا ہے نماز مکروہ تحریمی ہے"۔ (۳)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۱۷، (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۱۹۳، (۳) مرجع سابق

کیا تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟

عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ مسئلہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جس غلطی سے فساد معنی لازم آئے خواہ تین آیت سے پہلے ہو یا تین آیت کے بعد دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے:

"جس غلطی سے فساد معنی ہو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جس سے معنیٰ فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہوگی دونوں صورتیں تین آیت سے قبل ہوں یا بعد، اس میں فرق نہیں دونوں کا حکم ایک ہے"۔(۱)

کیا امام و مقتدی کے درمیان رنجش ہو تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی؟

اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ امام و مقتدی کے درمیان کسی دنیوی بات پر جب اختلاف ہو جاتا ہے تو مقتدی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس سے دل ملا ہوا نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی یہ ان کی جہالت و کم علمی اور غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جو امام شرائط امامت کا جامع ہے بدمذہب اور فاسق معلن نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے لیکن کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ بغیر کسی شرعی وجہ کے مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر کوئی بات اس میں ایسی نہیں جس کے سبب اس کی امامت باطل یا گناہ ہو پھر جو لوگ براہ نفسانیت اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور شامل نہ ہوں وہ

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱،ص:۱۸۷

سخت گناہ گار ہیں"۔(۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"ذاتی رنجش کی بنا پر امام کی اقتدا چھوڑنا جائز نہیں ہے"۔(۲)

کیا امام کے پیچھے ہی تکبیر ہونا ضروری ہے؟

عوام الناس میں یہ مسئلہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ اقامت کہنے کے وقت مکبر کا امام کے پیچھے یا داہنے جانب کھڑا ہونا ضروری ہے اور بائیں جانب کھڑے ہو کر تکبیر کہنے کو برا خیال کیا جاتا ہے حالاں کہ بائیں جانب سے بھی تکبیر کہنا درست ہے منع نہیں ہے اور اس سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی ہے لیکن داہنی جانب سے اقامت کہنے کو ضروری خیال کرنا لوگوں کی غلط فہمی و کم علمی ہے البتہ زیادہ بہتر ہے کہ امام کے پیچھے یا دائیں طرف سے تکبیر کہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اقامت کی نسبت بھی تعیین جہت کہ دہنی جانب ہو یا بائیں فقیر کی نظر سے نہ گزری۔ ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ محاذاتِ امام پھر جانبِ راست مناسب تر ہے" ملخص۔(۳)

کیا جس نے نس بندی کرالی ہو وہ کبھی نماز نہیں پڑھا سکتا؟

نسبندی کرانا اسلام میں حرام ہے لیکن کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جس نے نسبندی کرالی وہ اب زندگی بھر نماز نہیں پڑھا سکتا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام میں جس طرح سے اور گناہوں کی توبہ ہے اسی طرح سے اس گناہ کی بھی توبہ ہے یعنی جس کی نسبندی ہوگئی ہے اگر وہ سچے دل سے اعلانیہ توبہ کر لے اور دوسرے حرام کاموں سے رک جائے اور اس میں کوئی ایسی خرابی نہ ہو کہ جس سے اس کی امامت پر فرق پڑے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۲۲۱ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۵،ص:۲۸۱

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲،ص:۳۸۶

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نس بندی کرانے والا اگر اعلانیہ توبہ و استغفار کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں اور کوئی شرعی خرابی نہ ہو"۔(۱)

کیا امام کے لیے مقتدیوں کی نیت ضروری ہے؟

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر امام امامت کی نیت نہیں کرے گا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی یہ ان لوگوں کی غلط فہمی و کم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امام کو امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ امام بھی وہی نیت کرے گا جو منفرد کرتا ہے البتہ بہتر ہے کہ امام امامت کی نیت بھی کرلے تاکہ جماعت کا ثواب پاجائے پھر اگر امام نے امامت کی نیت نہیں کی تو جماعت کا ثواب نہیں پائے گا البتہ نماز ہوجائے گی جب کہ اس کے علاوہ کوئی مفسد نماز نہ پایا جائے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"امام کو نیت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہوگئی مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا" (۲)

کیا اقامت کے وقت امام کا مصلیٰ پر ہونا ضروری ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس وقت امام کا مصلیٰ پر ہونا ضروری ہے ورنہ اقامت درست نہ ہوگی یہ لوگوں کی غلط فہمی و کم علمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے وقت امام کا مصلیٰ پر ہونا ضروری نہیں بغیر امام کے مصلیٰ پر موجود رہے بھی اقامت کہنا درست ہے شرعاً حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ امام تکبیر کے وقت مصلی پر رہے تاکہ مقتدیوں کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۲۷۷ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۵۳۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"زمانہ موجودہ میں عام طور پر رواج ہوگیا ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو جائے تکبیر نہیں کہتے گویا یہ تصور کرلیا ہے کہ تکبیر اس سے قبل جائز ہی نہیں یہاں تک کہ اگر دو تین مقتدی ہوں کہ اگر وہ ادھر ادھر بھی بیٹھے ہوں تو برابر کرتے کیا دیر لگتی ہے اس میں بھی اپنے اسی قانون کی پابندی کرتے ہیں یہ بالکل بے اصل ہے"۔(۱)

داڑھی منہ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

عام طور سے سردی کے موسم میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ٹھنڈک کی وجہ سے کان اور داڑھی مفلر یا رومال وغیرہ سے چھپا کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ داڑھی، منہ، ناک چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے البتہ کان چھپا کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہیں"۔(۲)

امام جب قرأت شروع کردے تو مقتدی کا ثنا پڑھنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب امام قرأت شروع کردیتا ہے تب بھی وہ ثنا پڑھتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ بغیر ثنا پڑھے نماز ہی نہ شروع ہوگی حالاں کہ لوگوں کا یہ طریقہ بالکل غلط اور خلاف واجب ہے اس لیے کہ نماز ہو یا غیر نماز جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی سے سننا واجب ہے۔

درست مسئلہ یہ ہے کہ جہری نماز میں مقتدی کے لیے اس وقت ثنا پڑھنے کی اجازت ہے جب تک کہ امام نے قرأت شروع نہ کی ہو لہذا جب امام نے بالجہر قرأت شروع کردی تو مقتدی اب ثنا نہ پڑھے اور اگر پڑھ رہا تھا تو خاموش ہوجائے اور بغور قرأت

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۵۵، (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۱۵۳،

سنے البتہ سری نماز میں اگر چہ امام نے قرأت شروع کردی ہو مقتدی ثنا پڑھ لے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سبحنک اللھم اسی وقت تک پڑھ سکتے ہیں کہ امام قرأت بآواز نہ شروع کرے جب قرأت جہری شروع کردی اب خاموش رہنا اور سننا فرض ہے"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"امام نے بالجہر قرأت شروع کردی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اگرچہ بوجہ دور ہونے یا بہرے ہونے کے امام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ وعیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دور ہونے کے قرأت نہیں سنتے، امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے"۔(۲)

مسجد میں تھوڑی دیر کے لیے آکر بیٹھ جانا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جس وقت مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آتے ہیں تو پہلے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے ہیں پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور منع کرنے والوں کو برا کہتے ہیں جب کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ بغیر کسی عذر کے مسجد میں آکر بیٹھ جانا پھر کھڑا ہونا لغو و بے فائدہ ہے، بہتر ہے کہ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے پھر بیٹھے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر آتے کے ساتھ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، آکر بیٹھ جانا پھر کھڑا ہونا اگر کسی وجہ سے نہ ہو تو محض لغو ہے"۔(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۶۱، (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۴۷، (۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۱۹۹

کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نا نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا، پڑھنا نہیں اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی"۔(۱)

تکبیر کھڑے ہوکر سننا کیسا؟

بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں حالاں کہ اقامت شروع ہوتے وقت یا پہلے سے کھڑے ہونا مکروہ و خلاف سنت متوارثہ ہے حتی کہ اگر اقامت ہو رہی ہے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو اسے بھی تکبیر ختم ہونے تک کھڑا رہنا مکروہ ہے، مسئلہ یہ ہے کہ جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت سب لوگ کھڑے ہوں جیسا کہ فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"یقوم الإمام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح هو الصحیح"۔(۲)

(۱) بہار شریعت: ج:۱، ح:۳، ص:۶۶، (۲) فتاویٰ عالم گیری، ج:۱، ص:۱۱۴

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تکبیر کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علما نے فرمایا ہے کہ اگر تکبیر ہو رہی ہے اور مسجد میں آیا تو بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت سب کھڑے ہو جائیں"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔ آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلیٰ پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے"۔(۲)

سجدے میں جاتے وقت کپڑا اسمیٹنا کیسا؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے ہیں تو اپنا کپڑا مثلاً لنگی یا پینٹ کو سمیٹ لیتے ہیں حالاں کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ سجدے میں جاتے وقت کپڑا سمیٹنا یا آگے یا پیچھے سے اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" کپڑا اسمیٹنا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے ہو، اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں"۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲، ص:۴۱۹ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۳۳

(۳) بہار شریعت ج:۱، ح: ۳ ص: ۱۵۱

کیا نماز پڑھنے کے بعد مصلی کا کونا نہ موڑا جائے تو شیطان نماز پڑھتا ہے؟

اکثر جگہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو مصلیٰ کو آدھے سے خاص طور سے مصلی کا کونہ موڑ دیتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ اگر مصلی کا کونہ نہ موڑا جائے تو شیطان نماز پڑھنے لگے گا، یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے بلکہ صحیح اور بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد مصلی کو لپیٹ کر رکھ دیں کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے لیکن لوگوں کا یہ کہنا کہ اس پر شیطان نماز پڑھنے لگے گا یہ غلط ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونہ لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے"۔(۱)

سجدے میں پیر کی انگلیوں اور ناک کا نہ لگانا کیسا؟

دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ جب نماز میں سجدہ کرتے ہیں تو ان کے پاؤں کی انگلیاں زمین پر نہیں لگتی ہیں اور کچھ لوگ تو صرف پاؤں کے انگوٹھے یا ایک یا دو انگلیوں کا زمین سے لگنے کو سجدے کے لیے کافی سمجھتے ہیں حالاں کہ اس طرح سے سجدہ ادا نہیں ہوتا بلکہ نماز ہی باطل ہو جاتی ہے کیوں کہ سجدے میں دونوں پاؤں کی ایک ایک انگلی کا لگنا فرض، تین تین انگلیوں کا لگنا واجب اور پاؤں کی دسوں انگلیوں کا زمین سے لگنا سنت ہے ایسے ہی ناک کی ہڈی بھی زمین پر لگنا واجب ہے بغیر اس کے اگر سجدہ کیا تب بھی نماز درست نہ ہوگی۔

---

(۱) بہار شریعت، ج،۴، ح،۱۶، ص ۱۲۱

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''سجدے میں فرض ہے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر ہو اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے یوں ہی ناک کی ہڈی زمین پر لگنا واجب ہے بہتیروں کی ناک زمین سے لگتی ہی نہیں اور اگر لگی تو وہی ناک کی نوک یہاں تک تو ترک واجب و گناہ اور عادت کے سبب فسق ہی ہوا پاؤں کو دیکھیے انگلیوں کے سرے زمین پر ہوتے ہیں کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں ہوتا سجدہ باطل نماز باطل "(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے ۔ پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی، اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں"(۲)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

"سجدے میں پیشانی کا زمین پر جمنا فرض ہے اور ناک اس طرح جمانا کہ جو حصہ ناک کا نرم ہے اس کے دبنے کے بعد ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے یہ واجب اگر ناک کی نوک زمین سے چھوگئی اور ہڈی نہ لگی نماز واجب الاعادہ ہوئی"(۳)

جماعت میں سب کے سب داڑھی منڈے ہوں تو جماعت کرنے کا کیا حکم ہے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام نماز پڑھانے کے لیے موجود نہیں ہے تو جماعت میں جو افراد رہتے ہیں ان میں اگر کوئی شخص تھوڑا بہت قرآن پڑھنا جانتا ہے تو اسے ہی نماز پڑھانے کے لیے آگے کر دیتے ہیں یا وہ خود پڑھانے لگتا ہے اگر چہ وہ فاسق معلن ہی کیوں نہ ہو حالاں کہ اگر کوئی فاسق شخص امامت کرے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱،ص:۵۵۶ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص:۶۷ (۳) امجدیہ، ج:۱،ص:۸۴

مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ اور اس کو امام بنانا گناہ ہے اگر جماعت میں سب کے سب داڑھی منڈے یا فاسق معلن ہوں تو تنہا تنہا نماز پڑھیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب"۔(۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"اور جہاں نرے داڑھی منڈے ہوں اور کوئی لائق امامت نہ ہو اس جگہ لوگ تنہا نماز پڑھیں۔داڑھی منڈے کو امام نہ بنائیں کہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے"۔(۲)

رکوع میں تکبیر کہہ کر جماعت میں شریک ہونا کیسا؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب امام رکوع سے واپس ہو رہا ہوتا ہے اس وقت جلدی سے دوڑ کر تکبیر کہتے ہوئے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ امام کو رکوع میں پانے کی غرض سے جلدی جلدی رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں حالاں کہ اس طرح سے ان کی نماز نہیں ہوتی ہے اولا تو یہ کہ تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز شروع کیا، دوسری بات یہ کہ قیام نہ پایا گیا جو کہ نماز میں فرض ہے، تو جو لوگ جلدی میں اس طرح کر گزرتے ہیں ان کی وہ نمازیں نہ ہوئیں ان کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض ناواقف جو یہ کرتے ہیں کہ امام رکوع میں ہے تکبیر تحریمہ جھکتے ہوئے کہی اور شامل ہو گئے اگر اتنا جھکنے سے پہلے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنے تک پہنچ جائیں اللہ اکبر ختم نہ کر لیا تو نماز نہ ہوگی اس کا خیال لازم ہے"۔(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۲۵۵ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۳،ص:۳۳۸ (۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۳۹۳

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے نماز نہ ہوئی"۔(۱)

پینٹ اور پاجامہ کی موری چڑھا کر یا ٹخنہ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو پینٹ یا پاجامے کی موری سے ٹخنہ چھپا لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کے پینٹ یا پاجامے کی موری بڑھ جاتی ہے تو اسے موڑ لیتے یا چڑھا لیتے ہیں یہ طریقہ لوگوں کا غلط وخلاف سنت ہے۔

درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑے سے ٹخنہ چھپا رہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول اگر تکبرّ کی وجہ سے ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی لیکن اگر اتفاق یا بے توجہی سے ہو تو مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر پاجامہ یا پینٹ کی موڑی چڑھا لیا تو اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اولاً اس طرح کے کپڑے ہی نہ پہنیں لیکن اگر پہنیں تو اس کپڑے کو نہ ٹخنے سے نیچے رکھیں اور نہ ہی چڑھائیں ہاں اگر بڑھ رہا ہو تو بغیر تکبر کی نیت سے نیچے رہنے دیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور نماز میں بھی اس کی غایت خلاف اولیٰ"۔(۳)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۶۳

آئینہ سامنے ہو یا ٹائل پر تصویر نظر آئے تو کیا نماز نہ ہوگی؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر آئینہ سامنے ہو اور ٹائل یا شیشے میں اپنی تصویر نظر آئے تو اس سے نماز میں کمی آتی ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر آئینہ سامنے ہو تو نماز میں کوئی کراہت نہیں اس سے نماز ہو جائے گی ہاں اگر خشوع و خضوع میں کمی آئے تو الگ بات ہے البتہ حالت نماز میں آئینہ دیکھنے یا ٹائل پر خود کی تصویر نظر آنے سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی جیسا کہ فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

"آئینہ سامنے ہو تو نماز میں کراہت نہیں کہ سبب کراہت تصویر ہے اور وہ یہاں موجود نہیں اور اگر اسے تصویر کا حکم دیں تو آئینہ کا رکھنا بھی مثل تصویر ناجائز ہو جائے حالاں کہ بالاجماع جائز ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہاں تصویر ہوتی ہی نہیں بلکہ خطوط شعاعی آئینہ کی صقالت کی وجہ سے لوٹ کر چہرے پر آتے ہیں گویا یہ شخص خود اپنے کو دیکھتا ہے نہ یہ کہ آئینے میں اس کی صورت چھپتی ہو"(۱)

کیا چھوٹا بچہ جماعت میں ہو تو نماز نہ ہوگی؟

عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ بچے اگر مردوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں تو اس سے مردوں کی نماز نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر آٹھ نو برس کا کوئی بچہ نماز میں مردوں کے ساتھ کھڑا ہے تو اسے ہٹا کر یا بائیں جانب کر کے خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے کہ بچہ اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہو جائے تو مردوں کی نماز نہیں ہوتی۔

(۳) فتاوی رضویہ ج:۳، ص:۴۴۸ (۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۱۸۴

درست مسئلہ یہ ہے کہ بچوں کے صف میں کھڑے ہونے سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی اور اگر بچہ نماز سے اچھی طرح واقف ہو تو صف سے نہیں ہٹانا چاہیے، البتہ لوگوں کے لیے بہتر ہے کہ بچوں کو پہلے سے آگاہ کر دیں کہ بیچ صف میں نہ کھڑے ہوں بلکہ ان کے لیے آخر میں الگ سے صف لگائیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ سمجھدار لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز اچھی طرح جانتا ہے اگر تنہا ہو تو سب سے دور کھڑا ہو یا صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟ تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو علما اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں۔ بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت باندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے ہیں یہ محض جہالت ہے اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہوگی غلط وخطا ہے جس کی کچھ اصل نہیں" ملخص (۱)

کیا عورتوں پر عید کی نماز ہے؟

کچھ عورتوں کو دیکھا جاتا ہے کہ عیدین کی نماز ادا کرنے کے لیے عید گاہ جاتی ہیں ان کا یہ طریقہ غلط اور خلافِ شریعت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جس طرح مردوں پر عیدین کی نماز ہے اسی طرح عورتوں پر بھی عیدین کی نماز ہے ان کا یہ خیال فاسد و باطل ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں پر جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہے۔ اور انہیں عیدین کی جماعت میں شریک ہونا منع ہے چاہے بوڑھی ہوں یا جوان۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۳۱۸

ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے۔

"ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان" (۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں" (۲)

ٹوپی، رومال یا عمامہ وغیرہ سے پیشانی چھپی ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو ان کی پیشانی ٹوپی، رومال یا عمامہ وغیرہ سے چھپی ہوئی ہوتی ہے یہ درست نہیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ پیشانی چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" سجدہ درست ہے اور نماز مکروہ ہے" (۳)

لہٰذا اگر کوئی ٹوپی، رومال یا عمامہ وغیرہ باندھے تو اس بات کا خیال رکھے کہ پیشانی نہ چھپے تاکہ نماز میں کراہیت پیدا نہ ہو۔

کیا امام تکبیر انتقال زور سے کہنا بھول جائے اور سجدۂ سہو نہ کرے تو نماز نہ ہوگی؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر امام تکبیر انتقال زور سے کہنا بھول گیا اور سجدۂ سہو نہ کیا تو

(۱) ج:۲،ص:۳۹۱ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص:۱۲۰ (۳) فتاوی رضویہ، ج:۳،ص:۴۱۹

نماز نہ ہوئی اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام بلند آواز سے تکبیر انتقال کہنا بھول گیا اور آہستہ سے کہا تو سنت کو ترک کیا نماز مکروہ تنزیہی ہوئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں بغیر سجدے سہو کے بھی نماز ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ اکبر پورا باآواز کہنا مسنون ہے سنت ترک ہوئی نماز میں کراہت تنزیہی آئی مگر نماز ہوگئی"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب میں جہر مسنون ہے"۔(۲)

کیا امام کا مصلیٰ مقتدیوں کے صف سے ملا ہوا ہونا ضروری ہے؟

کچھ لوگوگ کہتے ہیں کہ امام کا مصلیٰ مقتدیوں کی صف سے ملا ہوا ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی حتی کہ بعض لوگ امام کے مصلیٰ کو مقتدیوں کی صف سے بالکل ملا کر رکھتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امام کے مصلیٰ کا مقتدیوں کی صف سے ملا ہوا ہونا ضروری نہیں بلکہ امام ومقتدی کے مصلیٰ اور صف کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ جس سے مقتدی صحیح طریقے سے سجدہ ادا کرلے البتہ اس سے زیادہ دور بچھانا مکروہ وخلاف سنت ہے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فصل بقدر کفایت وحاجت ہو جس میں مقتدی بخوبی سجدہ کرلیں اور اس سے زائد فصل کثیر مکروہ وخلاف سنت ہے"(۳)

---

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۱۴۷ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۷۳:

(۳) فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۳۵۰، رضا اکیڈمی ممبئی

کیا پاجامہ یا شلوار میں میانی یا رومالی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر پاجامہ یا شلوار میں میانی نہ ہو تو اس سے نماز درست نہیں ہوتی ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کپڑے میں رومالی نہ ہو اور شریعت کے مطابق پردہ ہو جاتا ہے تو بغیر رومالی یعنی میانی والے کپڑے میں بھی نماز پڑھنا درست ہے۔لیکن جو کپڑے غیر مسلموں کے لیے خاص ہیں ان کو پہننا گناہ اور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ علمائے کرام نے پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"نماز ہو جائے گی"۔(۱)

کیا عورتوں کے لیے جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کے لیے جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے یہ ان کی کم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کے لیے جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے عورتوں کے لیے نہیں بلکہ عورتوں کے لیے بہتر ہے کہ سر کے بالوں کو کھلا رکھنے کے بجائے جوڑا باندھ کر نماز پڑھیں کیوں کہ عورتوں کے بال بھی عورت یعنی ستر ہیں جو چھپانے کی چیز ہیں اگر جوڑا نہ باندھیں گی تو ظاہر ہونے کا خوف ہے اس لیے عورتوں کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جوڑا باندھنے کی کراہت مرد کے لیے ضرور ہے عورت کے بال عورت ہیں پریشان ہوں گے تو انکشاف کا خوف ہے اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا

---

(۱) فتاوی تاج الشریعہ، ج:۳، ص:۲۱۳، جامعۃ الرضا بریلی شریف

کہ نماز میں کف شعر گندھی چوٹی میں ہے جب اس میں حرج نہیں تو جوڑے میں کیا حرج ہے"۔(۱)

باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ باریک کپڑا مثلاً تہبند وغیرہ اور عورتیں باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز ادا کرتی ہیں حالاں کہ اس طرح سے ان کی نماز ادا نہیں ہوتی بلکہ ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کا وہ دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مفسد نماز ہے"۔(۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔ یوں ہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے"۔(۳)

نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب نماز میں ٹوپی گر جاتی ہے تو اسے بار بار اٹھا کر لگاتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھا لینا افضل ہے جبکہ عمل کثیر نہ ہو لیکن اگر بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے ہاں اگر نہ اٹھانے میں خشوع وخضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا بہتر ہے۔

---

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۳،ص:۴۷ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۱ (۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص:۴۱

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیے یا نہیں تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"اٹھا لینا افضل ہے جب کی بار بار نہ گرے اگر تذلل وانکسار کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانا افضل"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے"۔(۲)

چین والی گھڑی پہننا یا اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مرد کو سونا چاندی پیتل وغیرہ دھات پہننا ناجائز وحرام ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے اور عورتوں کے لیے بھی سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کی چین والی گھڑی پہننا حرام اور اس سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں"(۳)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر گھڑی چمڑے کے تسمہ یا فیتہ سے بندھی ہو تو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کسی دھات سونے چاندی پیتل وغیرہ سے بندھی ہے تو نماز مکروہ ہوگی اسے اتار کر نماز پڑھنی چاہیے"(۴)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۴۱۶ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص:۱۵۶

(۳) احکام شریعت، ح:۲،ص:۱۷۰ (۴) فتاوی امجدیہ، ج:۱،ص:۱۲۷،

فتاوی تاج الشریعہ میں ہے:

"چین کہ آج کل اسٹیل تانبہ پیتل کی مروج ہے مرد وعورت دونوں کو مکروہ تحریمی ہے اور اسے باندھ کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے بلکہ اس کو جو پہننے کا عادی ہے اس کی نماز مطلق واجب الاعادہ ہے، اگرچہ اتار کر پڑھے"۔(۱)

کیا امامت کے لیے امام کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے؟

عوام میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ امامت کے لیے امام کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے ورنہ اس کے پیچھے نماز درست نہیں یہ ان کی جہالت وکم علمی اور غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امامت کے لیے امام کا شادی شدہ ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ امام کے اندر اگر ایسی کوئی خرابی نہیں کہ جس سے اس کی امامت پر فرق آئے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے شرعاً حرج نہیں۔

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"امامت کے لیے شادی شدہ ہونا شرط نہیں لہذا شخص مذکور میں اگر کوئی دوسری شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے پیچھے ہر قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں"۔(۲)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"امامت کے لیے سنی صحیح العقیدہ مسائل طہارت ونماز وامامت سے آگاہ متقی پرہیزگار غیر فاسق آدمی درکار ہے کنوارا ہو یا بیاہا یہ کہنا کہ کنوارے کے پیچھے نماز نہ ہوگی غلط وباطل اور شریعت پر افترا ہے" ملخص۔(۳)

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۳،ص:۲۲۴ (۲) فتاویٰ فیض الرسول ج:۱،ص:۲۷۶

(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۳،ص:۲۷۶،

کیا جس کے قدرتی داڑھی نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے؟

یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ جس کے قدرتی داڑھی نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو قدرتی داڑھی نہ آئی ہو اور وہ شخص عاقل بالغ ہو اور اس کے اندر ایسی کوئی خرابی نہ ہو کہ جس سے اس کی امامت پر فرق پڑے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعاً حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر بالغ ہے تو ہر نماز یہاں تک کہ فرائض پنج گانہ بھی اس کے پیچھے ہو تو جائیں گے کہ داڑھی مونچھ شرط صحت امامت نہیں بلوغ درکار ہے اور وہ ظہور آثار مثل احتلام وغیرہ سے"(۱)

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"زید اگر بالغ صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرأت ہے اور اس میں کوئی وجہ مانع امامت نہیں تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اگرچہ ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے ہاں اگر زید حسین وجمیل اور خوبصورت ہو کہ فساق کے لیے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے" (۲)

کیا جولاہوں اور منہاروں کو امامت کرنا جائز نہیں ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جولاہوں اور منہاروں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا تھا یہ ان کا جھوٹ اور اعلیٰ حضرت پر افترا ہے آپ نے نہ کہیں لکھا نہ قول کیا کہ جولاہوں اور منہاروں کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں جو لوگ کہتے ہیں وہ آپ کی ذات پر بہتان لگاتے ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت نے اپنے جنازے کی نماز کے لیے جو وصیت

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۱۵۱ (۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱،ص:۳۰۲

کی تھی اس میں ایک نام حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا تھا دوسرا حضور حجۃ الاسلام کا حضور صدر الشریعہ کا تعلق اسی برادری سے ہے ممکن ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں نے آپ کی ذات پر بہتان باندھا ہو۔

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”جو شخص اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی طرف ایسی نسبت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ انہوں نے ایسا فرمایا نہایت درجہ کا کذاب، دروغ باف، مفتری بے باک ہے نہ اعلیٰ حضرت نے یہ بیہودہ بات کہی نہ وہ کہہ سکتے تھے" (۱)

مسافر جمعہ کی امامت کر سکتا ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسافر جمعہ کی امامت نہیں کر سکتا کیوں کہ اس پر جمعہ واجب نہیں یہ لوگوں کا غلط خیال ہے صحیح بات یہ ہے کہ مسافر پر اگر چہ جمعہ واجب نہیں لیکن اگر جمعہ ادا کرے تو اس کا جمعہ پڑھنا صحیح ہے اور نماز ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اب اگر وہ لائق امامت ہے اور اس میں ایسی کوئی کمی نہیں کہ اس کی امامت پر فرق آئے تو اس کا امامت کرنا درست ہے جبکہ دیگر شرائط جمعہ پائے جائیں تو امامت بھی صحیح اور نماز جمعہ بھی صحیح۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جمعہ کی امامت ہر مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگر چہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض، مسافر، غلام"۔ (۲)

(۱) فتاویٰ امجدیہ ج:۱ص:۱۵۱ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۱۰۰

کیا دیوبندی صف میں کھڑا ہو جائے تو جماعت کٹ جاتی ہے؟

ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اگر دیوبندی صف میں کھڑا ہو جائے تو قطع صف ہو جاتی ہے اور قطع صف حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن أنس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال سوّوا صفوفکم فإن تسویة الصفوف من إقامة الصلاة" (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو کیوں کہ صفوں کا درست کرنا نماز کو قائم کرنے سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

"من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله" (۲)

ترجمہ: جس نے صف کو ملایا تو اللہ تعالیٰ اس کو ملا دے گا اور جس نے صف قطع کی تو اللہ تعالیٰ اس کو الگ کر دے گا۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین پر باوجوہ کثیرہ کفر لازم، لہذا ان کا جماعت اہل سنت میں شامل ہونا قطع صف ہوگا اور یہ مکروہ" (۳)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"وہابی دیوبندی اپنے کفریات قطعیہ کی بنا پر بمطابق فتویٰ حسام الحرمین مسلمان نہیں۔ ان کی نماز شرعاً نماز نہیں لہذا دیوبندی وہابی صف کے درمیان کھڑے ہوں گے تو یقیناً صف منقطع ہوگی" (۴)

(۱) صحیح البخاری، حدیث:۷۲۳، ص:۳۳۳ (۲) سنن أبی داود، حدیث:۶۶۶، ص:۲۰۳
(۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۱۶۸ (۴) فتاویٰ فیض الرسول ج:۱، ص:۳۴۵

جمعہ کا بیان

جس نے فجر کی نماز نہ پڑھی ہو اس کا جمعہ پڑھنا کیسا؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے فجر کی نماز نہ پڑھی تو اس دن اس کی جمعہ یا عید کی نماز نہ ہوگی حالاں کہ یہ حکم سارے لوگوں کے لیے نہیں ہے بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ایسا حکم صاحب ترتیب کے لئے ہے یعنی جس کی پانچ نمازوں سے زیادہ قضا نہ ہوئی ہو۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ جس شخص نے نماز صبح نہ پڑھی ہو تو اس کی جمعہ اور عید کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"عید کی تو مطلقاً ہو جائے گی اور جمعہ کی بھی اگر صاحب ترتیب نہ ہو یعنی اس کے ذمہ پانچ نمازوں سے زیادہ قضا جمع ہوگئی ہوں اگرچہ ادا کرتے کرتے اب کم باقی ہوں۔ اگر صاحب ترتیب ہے تو جب تک صبح کی نماز نہ پڑھ لے جمعہ نہ ہوگا"۔(۱)

کیا کوئی شخص لگاتار تین جمعہ چھوڑ دے تو وہ کافر ہو جائے گا؟

یقیناً جمعہ کی نماز فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اس کا منکر ضرور کافر ہے مگر عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ تین جمعہ چھوڑنے والا کافر ہو جاتا ہے یہ لغو ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بلا عذر تین جمعہ چھوڑ دے تو وہ گناہ گار، فاسق و فاجر ہوگا کافر نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

"من ترک الجمعة من غير ضرورة كتب منافقافي كتاب لا يمحى ولا يبدل وفي بعض الروايات ثلاثا"۔(۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بلا عذر جمعہ چھوڑ دے وہ اس کتاب میں منافق لکھا جائے گا جس میں نہ محو ہے نہ تبدیلی اور بعض روایات میں ہے کہ تین جمعہ فرمایا۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۶۲۴، (۲) مرأۃ المناجیح، ج:۲،ص:۳۲۴

کیا جب تک جمعہ کی نماز نہ ہو جائے اس وقت تک عورتیں گھروں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

بعض جگہ یہ مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز ختم نہ ہو جائے تب تک عورتوں کے لئے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ختم ہونے سے پہلے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز بالکل پڑھ سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھیں ایسے ہی پنج وقتہ نمازوں کو بھی مردوں کی نماز جماعت سے پہلے پڑھ سکتی ہیں سوائے فجر کے لیکن بہتر یہی ہے کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں بھی مردوں کی نماز ہو جانے کے بعد پڑھیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں"۔(۱)

خطبہ جمعہ کے وقت سنت پڑھنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب خطبہ جمعہ کے لیے اذان یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوتا ہے اس وقت سنت پڑھتے ہیں ان کا یہ طریقہ درست نہیں ہے اس لیے کہ عین خطبہ کے وقت یا جب اذان خطبہ ہونے لگے اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک سنت پڑھنا منع ہے ہاں اگر پہلے سے پڑھ رہا ہے تو حکم یہ ہے کہ اسے جلدی جلدی پورا کر کے خطبہ سننے کے لیے خاموشی سے بیٹھ جائے۔

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳،ص:۱۹

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی"(۱)

خطبہ جمعہ کے لیے اذان مسجد کے اندر پڑھنا کیسا ہے؟

اکثر جگہ یہ رواج ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ جمعہ کے لیے جو اذان کہی جاتی ہے اسے مسجد ہی کے اندر پڑھتے ہیں حالاں کہ فقہ کی تمام کتابوں میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کوئی بھی اذان مسجد کے اندر پکارنا درست نہیں چہ جائے کہ خطبہ جمعہ کی اذان لہذا لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ یہ طریقہ جلد از جلد ختم کریں اور گناہ گار ہونے سے بچیں۔ کیوں کہ مسجد میں اذان دینا منع ہے البتہ امام کے سامنے ہو کر مسجد کے باہر اذان پکارنا درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علمائے کرام نے کراہت لکھی اور اسے مطلق رکھا اور مطلق کراہت غالبا کراہت تحریم پر محمول ہوتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے اقدس میں اذان دروازۂ مسجد پر ہوا کی اور کبھی نہ حضور سے منقول نہ خلفائے راشدین سے کہ مسجد کے اندر اذان کہلوائی ہو اور عادت کریمہ تھی کہ مکروہ تنزیہی کو بھی بیان جواز کے لیے کبھی اختیار فرماتے پھر اس میں ترک ادب بارگاہ الٰہی ہے" (۲)

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اذان جمعہ ہو یا کوئی اذان مسجد کے اندر مکروہ، خلاف سنت ہے باہر ہی ہونا سنت ہے۔"(۳)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۲ ۲ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۲۶۷، (۳) فتاویٰ مفتی اعظم ج:۲، ص:۲۳۰

تراویح کا بیان

کیا ختم تراویح میں ایک سو چودہ بار بسم اللہ زور سے پڑھنا ضروری ہے؟

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ختم تراویح میں ایک سو چودہ بار بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے ورنہ ختم نہ ہوگا یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ بسم اللہ شریف ختم تراویح میں ایک بار جہر یعنی زور سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کے شروع میں آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تراویح میں جب ختم کلام مجید کیا جائے سورہ بقرہ سے سورہ ناس تک کسی ایک سورہ پر آواز سے پڑھ لی جائے کہ ختم پورا ہو ہر سورۃ سے آواز سے پڑھنا ممنوع ہے اور مذہب حنفی کے خلاف"(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ایک بار بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔''(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۴۸۳

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۳۷

کیا نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز ہو جاتی ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی نماز نابالغ کے پیچھے ہو جاتی ہے اس لیے کہ تراویح کی نماز اور نمازوں کی طرح نہیں ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ شخص کے پیچھے بالغوں کی نماز نہیں ہو سکتی چاہے فرائض و واجبات ہوں یا نوافل حتیٰ کہ تراویح کی نماز بھی نہیں ہو سکتی کیوں کہ امامت کے لیے امام کا بالغ ہونا شرط ہے ہاں نابالغ اگر سمجھدار ہے تو وہ اپنے مثل نابالغوں کی امامت کر سکتا ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

'' المختار انه لا يجوز في الصلوات كلها، كذا في الهداية وهو الاصح"۔(۱)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''لڑکے کے پیچھے تراویح وغیرہ کوئی نماز جائز نہیں کہ صحیح مذہب میں نابالغ بالغوں کی امامت کسی نماز میں نہیں کر سکتا۔''(۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔''(۳)

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۱۴۳

(۲) فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۲۱۴ (۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۲۵

حج کا بیان

جس پر حج فرض ہے کیا وہ پہلے لڑکی کی شادی کرے تب حج ہوگا؟

عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ اگر کسی شخص پر حج فرض ہوا اور اس کے ذمہ بیٹی، پوتی یا نواسی وغیرہ کا نکاح کرنا ہو تو پہلے اس پر نکاح کروانا ضروری ہے بغیر نکاح کروائے اگر حج کرے گا تو حج کرنا درست نہ ہوگا یہ لوگوں کی غلط فہمی اور شرعی احکام سے بے خبری ہے۔ درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر حج کرنا فرض ہو گیا ہے تو جس سال حج فرض ہوا ہے اسی سال بلا تاخیر حج کرے ورنہ گناہ گار ہوگا لہذا کسی کی شادی کے لیے حج میں تاخیر کرنا جائز نہیں، حتیٰ کہ اپنی شادی کے لیے بھی حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں۔

فتح القدیر میں ہے:

"أن الحج لا يجوز تأخيره"۔(۱)

ترجمہ: اس کی یعنی شادی کی وجہ سے حج میں تاخیر جائز نہیں۔

مذکورہ دلیل سے معلوم ہوا کہ اپنی شادی کی وجہ سے حج کرنے میں تاخیر کرنا درست نہیں اور جب اپنی شادی کے لیے تاخیر درست نہیں تو دوسرے کی شادی کے لیے تاخیر بدرجہ اولیٰ جائز نہیں لہذا بیٹی، نواسی وغیرہ کی شادی کے لیے حج مؤخر کرنا ناجائز ہے۔

کیا جب تک ماں باپ حج نہ کریں بیٹا حج نہیں کر سکتا؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تک ماں باپ حج نہ کریں بیٹا حج نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو مانا نہیں جائے گا یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیٹے پر حج فرض ہو گیا ہے تو بیٹا حج کرے بیٹے کا حج ماں باپ کے حج پر موقوف نہیں ہے یعنی بیٹے پر حج فرض ہو ماں باپ پر نہ ہو تو بیٹا حج کر سکتا ہے شرعاً کوئی حرج نہیں۔

---

(۱) فتح القدیر، ج:۲، ص:۱۷۴، زکریا بک ڈپو

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب کہ زید اپنے ذاتی روپے سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور حج فرض میں والدین کی اجازت درکار نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں زید پر لازمی ہے کہ حج کو چلا جائے اگر چہ والدین مانع ہوں"(۱)











(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۶۲

روزہ کا بیان

کیا عصر کی نماز سے مغرب تک کچھ نہ کھانا پینا روزہ کہلاتا ہے؟

بعض لوگ عصر کی نماز سے مغرب کی نماز تک کچھ نہیں کھاتے پیتے ہیں اور اس کو عصر کا روزہ کہتے ہیں حالاں کہ شرعی اعتبار سے یہ روزہ نہیں ہے اور نہ ہی حدیث وفقہ سے یہ ثابت ہے اس لیے کہ شریعت کے عرف میں روزہ کہتے ہیں صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کو اور جب صبح سے کھاتے پیتے رہے تو روزہ کس چیز کا، ہاں بعض مشائخ عظام اور صوفیاے کرام کا طریقہ رہا ہے کہ وہ عصر ومغرب کے بیچ وقت کو روزہ کی طرح گزارتے ہیں اگر یہ نیت ہو تو درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث وفقہ میں اس کی اصل نہیں معمولات بعض مشائخ سے ہے اور اس عمل میں حرج نہیں انسان جتنی دیر شہوات نفسی سے بچے بہتر ہے"(۱)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ کیا عصر سے مغرب تک کھانا پینا منع ہے تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

''عصر ومغرب کے درمیان کھانا پینا منع نہیں"(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۳، مترجم، ص:۱۰۵، رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۳، ص:۱۸۲، جامعۃ الرضا بریلی شریف

کیا گل منجن کرنے سے روزہ مکروہ ہوتا ہے؟

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس طرح عام منجن استعمال کرنے سے روزہ مکروہ ہوتا ہے ایسے ہی گل منجن سے بھی روزہ مکروہ ہوتا ہے یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح و درست مسئلہ یہ ہے کہ گل منجن استعمال کرنے کی وجہ سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا بلکہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیوں کہ اس میں نشہ ہوتا ہے اور لوگ اس کو بطور عمل استعمال کرتے ہیں اس لیے اس کا حکم تمباکو کی طرح ہے۔

حضرت علامہ بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تمباکو جسے کھینی کہا جاتا ہے منھ میں رکھنے کو روزہ توڑنے والا بتایا گیا ہے، گل بھی اسی قسم کی ہے، کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اس لیے اس کا استعمال بھی مفسد صوم ہے"(۱)

کیا ڈکار آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

یہ مسئلہ عوام میں مشہور ہے کہ اگر کسی شخص کو ڈکار آ جائے تو کہتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ گیا، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی طبیعت بدمزہ ہونے کی وجہ سے ڈکار آ جائے یا ویسے ہی ڈکار آ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ کھانے پینے میں احتیاط رکھنا چاہیے کہ یہ جسم کے لیے راحت بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" کھٹی ڈکار سے روزہ نہیں جاتا"(۲)

---

(۱) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۲،ص:۲۷۶، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۴،ص:۵۸۷، رضا اکیڈمی

کیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر روزے کی حالت میں انجکشن لگوا لیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے البتہ علمائے کرام نے روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا مکروہ فرمایا ہے، تو جب تک ضرورت نہ ہو نہ لگوائیں یعنی بچنا بہتر ہے۔

مفتی اعظم ہند، علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی، انجکشن ایسا ہی ہے جیسے سانپ کاٹے، بچھو کاٹے، جیسے ان کے دانت یا ڈنک جوف میں نہیں جاتے، اور روزہ فاسد نہیں ہوتا، یوں ہی انجکشن، انجکشن کی دوا میں اسپرٹ الکحل ہو تو اس کا استعمال حرام ہے، اگر دوا پاک وصاف ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، دوا پاک کر کے لگائے، لگائے تو اسپرٹ وہاں نہ ملے"(۱)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے رگ میں لگایا جائے چاہے گوشت میں"(۲)

کیا احتلام ہو جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر روزہ کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزے کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور نہ روزہ پر کوئی فرق پڑتا ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا"(۳)

---

(۱) فتاویٰ مفتی اعظم ہند، ج:۳،ص:۳۰۲ (۲) فتاوی فیض الرسول، ج:۱،ص:۵۱۶

(۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵،ص:۱۱۴

کیا ناپاکی کی حالت میں رہنے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر دن میں ناپاک رہے تو کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ہوتا یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر دن میں ناپاک رہے تو اس کے روزے پر فرق نہیں پڑے گا البتہ نماز چھوڑنے کا گناہ اس کے سر پر ضرور ہوگا، پاک رہنا نماز کے لیے شرط ہے روزے کے لیے نہیں، بہتر ہے کہ جب ناپاکی لاحق ہو تو جلد از جلد غسل کر لے تا کہ ناپاکی کی حالت میں دن نہ گزرے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"روزہ ہو جائے گا اگرچہ شام تک نہ نہائے ہاں ترک نماز کے سبب سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا وہ شخص نمازیں عمداً کھونے کے سبب سخت کبائر کا مرتکب اور عذاب جہنم کا مستوجب ہوا مگر اس سے روزہ میں کوئی نقص وخلل نہ آیا طہارت باجماع ائمہ اربعہ شرط صوم نہیں" ملخص۔(۱)

روزے کی حالت میں منجن کرنا کیسا ہے؟

یہ مسئلہ عوام میں بہت مشہور ہے کہ روزہ کی حالت میں عام منجن کرنا مکروہ ہے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حالت روزہ میں عام منجن کرنا پیسٹ ہو یا پاؤڈر مکروہ تو ہے مگر بعض صورتوں میں اس سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے چوں کہ منجن کرنے میں زیادہ امکان ہوتا ہے کہ منجن کا کوئی جز حلق میں چلا جائے جس سے روزہ ٹوٹ جائے اس لیے روزہ کی حالت میں اس سے احتراز ضروری ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۱۵

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"منجن ناجائز و حرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے"۔(۱)

لہٰذا ضروری ہے کہ روزہ کی حالت میں منجن کرنے سے گریز کیا جائے۔

روزے کی حالت میں آنکھ، کان اور ناک میں دوا ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا یا ڈراپ وغیرہ ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص آنکھ میں دوا ڈال لے تو اس سے روزہ نہیں جاتا ہے۔

فتاویٰ بریلی میں ہے:

"روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنے میں حرج نہیں کیوں کہ اس کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ روزہ توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہنچے"۔(۲)

البتہ کان یا ناک میں دوا یا تیل ڈالنے کے سبب روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کی بہار شریعت میں ہے:

"نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا روزہ جاتا رہا"۔(۳)

افطاری کی دعا کب پڑھیں افطار سے پہلے یا بعد میں؟

یہ طریقہ عوام میں رائج ہے کہ افطار کی دعا افطار کرنے سے پہلے پڑھتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ درست نہیں بلکہ صحیح و درست مسئلہ یہ ہے کہ افطار کی دعا افطار کے بعد پڑھیں جس طرح کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے اور جو دعا افطار سے پہلے پڑھتے ہیں اس کا

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۱۴ (۲) فتاویٰ بریلی، ص:۱۷۳ (۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، ص:۱۱۷

مطلب بھی یہی ہے کہ افطار کرنے کے بعد پڑھیں اور حدیث شریف سے یہ بات واضح بھی ہے کہ افطار کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھنا سنت ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن معاذبن زهير انه بلغه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افطرقال:اللهم لک صمت وعلی رزقک افطرت"(۱)

ترجمہ: حضرت معاذ بن زہیر سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ جب افطار کرتے تو پڑھتے: اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے"(۲)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"روزہ افطار کرنے کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھی جائے"(۳)

کیا سرمہ، تیل لگانے یا خوشبو سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں سرمہ، تیل لگالے یا خوشبو سونگھ لے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حالت روزہ میں سرمہ یا تیل لگانے یا خشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور نا ہی مکروہ ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سرمہ بھی ہر وقت لگانے کی اجازت ہے اور لگا کر سو بھی سکتا ہے اور سونے سے کھکھار میں سرمہ کی رنگت آجائے تو کچھ حرج نہیں کہ یہ مسام سے پہنچا، روزہ دار خوشبو

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث:۲۳۵۸، ص:۵۲۷ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۵۱

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۵۱۶

سونگھ سکتا ہے سونگھنے سے جس کے اجزا دماغ میں نہ چڑھیں برخلاف اگر (یعنی اگر بتی) یا لوبان کے دھوئیں کے کہ اسے سونگھ کر دماغ کو چڑھ گیا تو روزہ جاتا رہے گا۔ روزہ دار سر میں روغن ڈال سکتا ہے کہ یہ بھی مسام میں کوئی منفذ نہیں۔ بدن پر بھی روغن مل سکتا ہے مل کر خوب جذب کر سکتا ہے ہاں مثلاً کان میں نہیں ڈال سکتا اگر ڈالے گا تو روزہ جاتا رہے گا" ملخص۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا"۔(۲)

کیا روزہ دار کے لیے دوپہر کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ روزہ دار کے لیے دوپہر کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ سنت ہے جیسا کہ اور دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے چاہے دوپہر سے پہلے ہو یا دوپہر کے بعد شرعاً حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''مسواک مطلقاً جائز ہے اگرچہ بعد زوال"۔(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۴، ص:۵۹۶ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، ص:۱۱۳

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۱۴

کیا حاملہ عورت کے لیے روزہ رکھنا معاف ہے؟

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا معاف ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت اگر حاملہ ہو اور اس کو یا اس کے بچے کو نقصان پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے جب یہ عذر ختم ہو جائے تو بعد میں رکھے لیکن روزہ رکھنا معاف نہیں ہے اس لیے کہ حالت حمل میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔"(۱)

کیا بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر بغیر سحری کیے روزہ رکھ لیا جائے تو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سحری کے وقت بیدار نہ ہو سکا تو سحری کھائے بغیر روزہ درست ہے البتہ سحری کھانے کی برکت سے محروم رہے گا اس لیے کہ جان بوجھ کر سحری ترک کرنا درست نہیں کیوں کہ حدیث شریف میں سحری کھانے کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں لہذا بہتر ہے کہ سحری کرے اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔

حدیث شریف میں ہے:

"قال النبی ﷺ تسحّروا، فانّ فی السّحور برکة"(۲)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ سحری کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۱۳۱　(۲) صحیح البخاری، حدیث:۱۹۲۳، ص:۵۶۷

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھے کہ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلتیں آئی ہیں"۔(۱)

کیا رمضان المبارک کے مہینے میں دن میں فاتحہ درست نہیں ہے؟

عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں دن میں فاتحہ کرنا درست نہیں ہے حتی کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں دن میں فاتحہ کرنے سے اولیائے کرام رضی اللہ عنہم یا مرحومین جن کے نام سے ایصال ثواب کیا جاتا ہے ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔اس لیے مغرب کے بعد فاتحہ کرنی چاہیے یہ لوگوں کی غلط فہمی اور سراسر جہالت ہے شریعت میں اس طرح کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ یہ دنیا بندے کے لیے دار العمل ہے نماز پڑھنا روزہ رکھنا زکوۃ دینا وغیرہ تمام امور کو انجام دینا دنیا ہی میں ہے لیکن انسان جب دار العمل سے دار الجزا کی طرف کوچ کر جاتا ہے تو وہاں نماز روزہ کچھ بھی نہیں خواہ اولیائے کرام ہوں یا مؤمنین اور اصلا فاتحہ کہتے ہیں چند صورتوں کو پڑھ کر ایصال ثواب کرنا دعا کرنا اس کے لئے کوئی معیاد و مقدار متعین نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دعا مانگنا ہر وقت جائز ہے"۔(۲)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"فاتحہ دن رات میں جب چاہیں پڑھنا جائز ہے اس کے لیے کوئی وقت یا ماہ معین نہیں ہے اور فاتحہ کی اشیا گزرنے والوں کو نہیں پہنچتی ہیں البتہ ثواب پہنچتا ہے"۔(۳)

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۵۱۳، (۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۱۶۳ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹، ص:۲۰۴

کیا رمضان شریف کے مہینے میں ہمبستری کرنا گناہ ہے؟

عوام میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں شوہر بیوی کا ہم بستر ہونا یعنی جماع کرنا گناہ ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ماہ رمضان میں وقت افطار سے ختم سحری تک رات میں جس طرح کھانا پینا جائز ہے اسی طرح بیوی اور شوہر کا ہم بستر ہونا اور صحبت و مجامعت بلاشبہ جائز ہے اور متعدد حدیثوں سے ثابت بھی ہے بلکہ قرآن پاک میں خاص اس کی اجازت کے لیے آیت کریمہ کا نزول ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط " (۱)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لباس (کنز الایمان)

کیا عورت کو چومنے یا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر روزے کی حالت میں عورت کا بوسہ لے لیا جائے یا عورت کو چوم لیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو چوم لے یا بوسہ لے لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا تو ان صورتوں میں عورت کا بوسہ لینا گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا البتہ روزے کی حالت میں ان چیزوں سے بچنا بہتر ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان افعال سے روزہ جانے کی تو کوئی صورت ہی نہیں جب تک انزال نہ ہو اور خالی

(۱) القرآن، پ:۲،س: البقرہ، آیت:۱۸۷،

پاس لیٹنا جس میں بدن چھونا یا بوسہ لینا کچھ نہ ہو مکروہ بھی نہیں رہا لپٹانا یا بوسہ لینا یا بدن چھونا ان میں اگر بسبب غلبہ شہوت فساد صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کرسکے گا اور معاذ اللہ جماع میں مبتلا ہو جائے گا یا بلا جماع ان افعال کی حالت میں انزال ہو جائے گا تو یہ سب فعل مکروہ ممنوع ہیں اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں" (۱)

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو پنج وقتہ نماز بطور قضا پڑھنا کیسا؟

یہ مسئلہ عوام میں مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اگر پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرلی جائیں تو عمر بھر کی تمام چھوٹی ہوئی نمازیں ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ہر نماز کے بدلے ایک ایک نماز ادا کرنا ضروری ہے ورنہ گناہ گار رہوں گے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں ہر ایک نماز کی جگہ ایک ایک نماز پڑھنا فرض ہے مثلاً اگر پچاس وقت کی نماز ظہر نہیں پڑھی ہے تو قضا میں پچاس ظہر پڑھنا فرض ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ فقط ایک ظہر سے کل ظہر کی قضا ادا ہو جائے اس لیے کہ قضا کے معنی تسلیم مثل الواجب ہیں اور ظاہر ہے کہ پچاس نمازوں کی مثل ایک نماز نہیں۔ لہٰذا یہ خیال محض لغو ہے کہ ایک نماز سے عمر بھر کی نمازوں کی قضا ادا ہو جائے گی" ملخص۔ (۲)

کیا حالت روزہ میں منہ سے خون نکل آئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر روزے کی حالت میں منہ سے خون نکل آئے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزے کی حالت میں منہ سے خون نکل کر حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر منہ سے خون نکل کر حلق سے نیچے نہیں اترا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۱۴ (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۲۷۳

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا"(۱)

کیا چھبیس ستائیس رجب کا روزہ ہزاری روزہ ہوتا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ ماہ رجب کی چھبیس ستائیس تاریخ میں روزہ رکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس دن روزہ رکھنے سے ہزاروں روزہ کا ثواب ملتا ہے حالاں کہ صحیح بات یہ ہے رجب کی چھبیس ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنا درست ہے لیکن اس کی فضیلت کے تعلق سے جو مشہور ہے اس کی اصل نہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"رجب کی چھبیس وستائس کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضائقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں" (۲)

کیا دودھ پلانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ اگر عورت روزہ رکھ کر بچے کو دودھ پلادے تو اس سے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کا روزہ رکھ کر بچوں کو دودھ پلانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے

بخاری شریف میں ہے:

"قال إبن عباس عكرمة رضى الله تعالى عنهما: الصوم مما دخل و ليس مما خرج" (۳)

یعنی روزہ اس سے ٹوٹتا ہے کہ کوئی چیز اندر جائے اور اس سے نہیں ٹوٹتا جو باہر نکلے۔

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، ص:۱۱۳ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۴۷

(۲) بخاری شریف، حدیث ۱۹۳۷، ص:۵۷۱

زکوٰۃ وحج کا بیان

کیا زکوٰۃ رمضان المبارک ہی میں دینا ضروری ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر زکوٰۃ رمضان المبارک کے مہینے میں نہ دے کر بعد میں دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں زکوٰۃ دینا ضروری نہیں بلکہ جس تاریخ میں نصاب کا سال مکمل ہو جائے تب زکوٰۃ دینا ضروری ہوتا ہے لیکن رمضان شریف میں لوگ زکوٰۃ اس لیے نکالتے ہیں کہ اس میں زکوٰۃ وغیرہ امور خیر بجالانے میں ثواب زیادہ ملتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب سال تمام ہو فوراً فوراً پورا ادا کرے ہاں اولیت چاہے تو سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرے اس کے لیے بہتر ماہ مبارک رمضان ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر" ۔(۱)

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر مال تجارت ہو اور اس پر سال بھر گزر گیا اور یہ مال اس کی ضروریات زندگی سے فاضل ہے، تو سال پورے ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو گئی رمضان شریف کے مہینے کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں لوگ اس میں زکوٰۃ اس لیے دیتے ہیں کہ اس مہینے میں زکوٰۃ وغیرہ اُمور خیر بجالانے سے ثواب زیادہ ملتا ہے"۔(۲)

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۴، ص:۴۳۹ (۲) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۲، ص:۱۷۳

کیا حج کے لیے رکھے ہوئے پیسوں پر زکوٰۃ نہیں ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر حج کرنے کے لیے پیسہ جمع ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اگر چہ کتنے ہی روپے کیوں نہ ہوں یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرض اور حاجت اصلیہ سے فارغ ہو کر رقم نصاب کو پہنچ جائے تو ان روپیوں کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہوگا حج مانع زکوٰۃ نہیں ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"جس دَین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکوٰۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ وصدقۂ فطر و حج وقربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگر چہ نصاب باقی نہ رہے زکوٰۃ واجب ہے"۔(۱)

کیا غریبوں مسکینوں کو رقم بانٹتے رہنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب ان پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو باقاعدہ زکوۃ ادا نہیں کرتے بلکہ فقیر وغریب اور مسکینوں کو ایسے ہی دیتے رہتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم تو ایسے ہی دے دیا کرتے ہیں اب الگ سے زکوۃ کیا نکالیں ان کا یہ طریقہ بالکل غلط ہے اس طرح راہ خدا میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی جب تک کہ زکوٰۃ کی نیت سے زکوٰۃ ادا نہ کرے راہ خدا میں خرچ کرنا اچھی بات ہے لیکن جو چیز فرض ہے پہلے اسے ادا کریں بعد میں جتنا چاہے خرچ کریں شرعاً منع نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے، نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے، سال بھر تک خیرات کرتا رہا اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکوٰۃ ہے تو ادا نہ ہوئی"۔(۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، ص:۱۴

(۲) بہار شریعت ج:۱، ح:۵، ص:۲۱

طواف کے درمیان ویڈیو بنانا کیسا ہے

اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ حرم پاک میں ہوتے ہیں تو ویڈیو بازی کثرت سے کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے اس لیے کہ شریعت مطہرہ میں بلا ضرورت شرعیہ تصویر بنانا بنوانا حرام وگناہ ہے کیوں کہ تصویر کشی پر سخت وعید آئی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون" (۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

جب یہ حکم عام جگہ کے لیے ہے تو حرم پاک میں تو اور سخت حکم ہے کہ وہاں ایک گناہ بھی لاکھ گناہ کے برابر ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑی جرأت کی بات ہے کہ خاص دربار الٰہی میں پہنچ کر اس کی نافرمانی کی جائے اور پھر اس کی نمائش بھی ہو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں سخت گناہ گار ہیں ان پر واجب ہے کہ ایسے حرام کاموں سے اجتناب کریں توبہ واستغفار کریں اور حج کی برکتوں کو برباد نہ ہونے دیں۔





(۲) صحیح مسلم، حدیث:۵۵۳۹، ص:۹۰۴

جنازہ کا بیان

موت کی آرزو کرنا کیسا ہے؟

آج کل یہ عادت بھی عام ہوگئی ہے خاص کر عورتوں اور جاہل قسم کے لوگوں میں کہ انھیں اگر ذرا سی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً موت کی تمنا کرنے لگتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں اس لیے کہ اگر کوئی دنیاوی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا کرے تو یہ مکروہ ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جب کہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے، مال جانے کا خوف ہے، اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہوگئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں"۔ (۱)

میت کو قبرستان لے جاتے وقت راستے میں منزل دینا کیسا ہے؟

بعض جگہوں پر لوگ جنازہ اٹھانے کے بعد راستہ میں منزل دینا ضروری سمجھتے ہیں یہ درست نہیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ میت کو قبرستان لے جاتے وقت منزل دینا یعنی جنازہ ٹھہرانا، کچھ دیر کے لیے روکنا پھر لے جانا مکروہ ہے کیوں کہ منزل دینے میں تاخیر ہوگی حالاں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کے لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک آدمی کا جنازہ ہے تو اسے نیکی کی طرف پہنچانے میں جلدی کرنا چاہیے اور اگر نیک نہیں ہے تو شر کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہیے۔

بخاری شریف میں ہے:

"أسرِعُوا بالجنازَةِ، فإنْ تکُ صالِحةً فخيرٌ تُقدّمُونَها إليه، وإن

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۵۷

یَکُ سِوَی ذلک فشَرٌّ تضعونَهُ عن رِقابِکُمْ" (۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو اسے خیر کی طرف جلد پہنچانا چاہیے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہیے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"و یکره منزل المیت" ملخصا۔ (۲)

اور میت کو منزل دینا مکروہ ہے۔

نماز جنازہ میں ایک ایک ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

عام طور پر دیکھا گیا ہے لوگ نماز جنازہ میں ایسا کرتے ہیں کہ جب دائیں جانب سلام پھیرتے ہیں تو پہلے دایاں ہاتھ کھولتے ہیں پھر جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو بایاں ہاتھ کھولتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ہاتھ باندھنا سنت اس قیام کی ہے جس کے لیے قرار ہو سلام وقت خروج ہے اس وقت ہاتھ باندھنے کی طرف کوئی داعی نہیں تو ظاہر یہی ہے کہ تکبیر چہارم کے بعد ہاتھ چھوڑ دیا جائے" (۳)

کیا عورت کے انتقال کے بعد شوہر کندھا نہیں دے سکتا ہے

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر انتقال کر جائے تو شوہر اس کو نہ دیکھ سکتا اور نہ کندھا دے سکتا ہے یہ جہالت ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد

(۱) بخاری شریف، حدیث: ۱۳۱۵، ص:۴۴۵ (۲) فتاویٰ عالم گیری ج:۱، ص:۲۲۳

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۸۲

مرد عورت کو نہ چھو سکتا ہے نہ نہلا سکتا ہے لیکن دیکھنے اور کندھا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعد موت زن بھی شوہر کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ ہاتھ لگانا منع ہے"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت مرجائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے"۔ (۲)

میت کے ہاتھ سینے پر رکھے جائیں یا بغل میں؟

بعض جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ میت کا ہاتھ سینے کے اوپر رکھتے ہیں یا ناف کے نیچے رکھتے ہیں جیسا کہ نماز میں یہ طریقہ درست نہیں کیوں کہ میت کا ہاتھ سینے پر رکھنا منع ہے اس لیے کہ یہ کفار کا طریقہ ہے مستحب یہ ہے کہ میت کے ہاتھ پہلو میں رکھے جائیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے، بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں"(۳)

کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مرجائے وہ منحوس ہوتی ہے؟

بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مرجائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے،

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۱۲۱ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۱۳۵ (۳) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۱۳۸

مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس طرح کہ حاملہ فوت ہو جائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکماً شہید ہے'۔'(۱)

کیا کفن پہنانے اور نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے؟

بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ کفن پہنانے کے بعد اور کچھ جگہ نماز جنازہ کے بعد میت کے چہرے کو دیکھنے کے لیے منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں یہ غلط ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے چہرا دیکھ سکتے ہیں حرج نہیں، لیکن اس سے بچنا چاہیے کہ دفن کرنے میں تاخیر ہوگی جب کہ حدیث شریف میں میت کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر ضرورت ہو تو دیکھ لیں ورنہ بلا ضرورت میت کو دفن کرنے میں تاخیر نہ کریں، لیکن میت اگر عورت ہو تو غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نہلانے اور کفنانے کے بعد مردہ کا چہرہ دیکھنا جائز ہے لیکن عورتیں نامحرم مرد کو اور مرد نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں"۔ (۲)

فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

"جس طرح نماز جنازہ سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے ایسے نماز جنازہ کے بعد بھی دیکھنا جائز ہے"(۳)

کیا جب تک بچہ کے نال کو نہ کاٹا جائے نماز جنازہ نہ ہوگی؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر انتقال کر گیا یا مردہ بچہ پیدا ہو

(۱) مرآۃ المناجیح، ج:۲، ص:۴۲۶ (۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص:۶۸۸ (۱) فتاویٰ برکاتیہ: ص:۴۱۵

توجب تک نال نہ کاٹ دی جائے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاسکتی، یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے۔صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بچہ اگر زندہ پیدا ہوا اور انتقال کر گیا یا مردہ ہی پیدا ہوا اور ابھی تک نال نہ کاٹا گیا تھا تو انتقال کے بعد نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ بلاوجہ ایذا دینا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذائے بے سبب ہے"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل وکفن دیں گے اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے غسل وکفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی"۔(۲)

کیا مرد وعورت کی قبر کھودنے میں کچھ فرق ہے؟

بعض جگہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ میت اگر مرد ہو تو اس کی قبر ناف تک کھودی جائے اور عورت ہو تو سینہ تک یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ میت مرد ہو یا عورت دونوں کی قبر میں کچھ فرق نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ گہرائی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔جیسا کہ فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

"عورت اور مرد کی قبر میں کچھ فرق نہیں کہ عورت کی زیادہ گہری ہو اور مرد کی کم قبر کا ادنیٰ درجہ نصف قد اور اوسط درجہ سینہ تک اور سب سے بہتر قد برابر ہو"۔(۳)

کیا مرد وعورت کی قبر پر تختہ رکھنے میں کوئی ترتیب ہے؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میت اگر عورت ہو تو پیروں کی طرف سے اور مرد ہو تو سرہانے سے تختہ لگانا چاہیے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ میت مرد ہو یا عورت تختے سرہانے سے لگانا شروع کریں دونوں میں فرق سمجھنا لوگوں کی غلط فہمی ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول،ص:۳۷۷ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴،ص:۱۵۹ (۳) فتاویٰ امجدیہ: ج،۱،ص:۳۶۵

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"اس باب میں مرد وزن میں کوئی فرق نہیں اور تختے سرہانے سے لگانا شروع کرنا چاہیے"۔(۱)

مردہ بچہ کو قبرستان سے الگ دفن کرنا کیسا ہے؟

بعض جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی کے یہاں مرا ہوا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے کسی ہانڈی یا ویسے ہی اسے عام مسلمانوں کے قبرستان سے الگ دفن کرتے ہیں اور اس بچے سے ہنود کی طرح بچتے ہیں ایسا کرنا جہالت اور شیطانی خیالات ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ شیطانی خیال ہیں اسے مسلمانوں کے گورستان ہی میں دفن کریں"۔(۲)

نماز جنازہ میں تکبیر کے وقت آسمان کی طرف منہ اٹھانا کیسا ہے؟

کچھ لوگ نماز جنازہ میں جب تکبیر کہی جاتی ہے تو ہر تکبیر کے وقت آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ مکروہ تحریمی اور سنت کے خلاف ہے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ادھر ادھر منھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے" ملخص۔(۳)

جنازہ کے آگے آگے چلنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب جنازہ لے جارہے ہوتے ہیں تو وہ اس کے آگے آگے چلتے ہیں حالانکہ جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے بہتر ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۴،ص:۴۴۴، (۲) فتاویٰ رضویہ، ج ۴،ص ۱۵،

(3) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲،ص:۱۵۲

دائیں بائیں بھی نہ چلیں اور اگر آگے ہوں تو اتنا آگے ہوں کہ ساتھیوں میں نہ گنے جائیں۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے سے پیچھے چلیں دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے"۔(۱)

بعض لوگ قبرستان دور ہو تو سواری سے جاتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ آگے نہ چلیں اور آگے ہوں تو جنازے سے دور ہوں۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازے سے دور ہو"(۲)

کیا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟

جس شخص نے خودکشی کرلی تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کی تجہیز وتکفین سب کی جائے گی اگرچہ خودکشی کرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن اس کا جنازہ پڑھنا ممنوع نہیں ہے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس نے خودکشی کی حالاں کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو" (۳)

جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتا چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس

(۱) بہار شریعت: ج:۱، ح:۴، ص:۱۴۴ (۲) مرجع سابق (۳) بہار شریعت: ج:۱، ح:۴

حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کہ اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے"۔(۲)

کیا جس گھر میں انتقال ہو جائے نہ تین دن تک کھانا پکا سکتے ہیں نہ جھاڑو لگا سکتے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے گھر والے نہ تین دن تک کھانا پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو لگاتے ہیں یہ لوگوں کی جہالت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کھانا پکانا اور جھاڑو لگانا شرعاً منع نہیں ہاں اگر مصروفیت کی وجہ سے کھانا نہ پکائیں اور نہ جھاڑو لگائیں تو حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں ہیں، پکانا کوئی شرعاً منع نہیں"(۳)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"اگر ایسا سوگ کی وجہ سے کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں کہ سوگ کی بنا پر کھانا نہ پکائیں اور اگر یہ وجہ مشغولیت کھانا پکانے کی فرصت نہیں تو الزام نہیں"(۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۸۸ (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۳۱۸

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۹ (۴) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹، ص:۱۹۹

مرنے کے بعد میت کی چالیس دن پر روحانی وداع کرنا کیسا؟

کچھ جگہوں پر یہ رواج ہے کہ جب کوئی انتقال کر جاتا ہے تو چالیس دن تک فاتحہ پڑھواتے فقیر کو کھانا کھلاتے ہیں لیکن جب چالیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو چالیسویں دن گھڑے یا مٹکے میں پانی بھر کر رکھتے ہیں، اس میں لوگ روپیہ ڈالتے اور اس کے اوپر چادر باندھ کر چراغ رکھتے ہیں، اور فاتحہ کے لیے سامنے کھانا پانی کپڑا وغیرہ بھی رکھتے ہیں اور اس کو روح نکالنا یا روحانی وداع کرنا کہتے ہیں، یہ لوگوں کی جہالت و کم علمی اور بدعت ہے۔

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ کرنا اور اس کے لیے کھانے پینے کی چیز یا کپڑا وغیرہ جو مسکین کو نفع دینے والی ہو مسکین کو دینے کی نیت سے رکھنا صحیح ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"روح نکالنا محض جہالت و حماقت و بدعت ہے۔ ہاں فاتحہ دلانا اچھا ہے"(۱)

کیا تیجہ اور چالیسواں کا کھانا کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے؟

عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ تیجہ، چالیسواں کا کھانا نہیں کھانا چاہیے کیوں کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے، یہ غلط مشہور ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ تیجہ چالیسواں کا کھانا کھانے سے دل مردہ نہیں ہوتا ہے البتہ مالداروں کو نہیں کھانا چاہیے اس لیے کہ اس سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ ہاں جو شخص میت کے کھانے کا تمنا رکھتا ہے کہ ملے تو کھاؤں اور نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے تو ایسے ہی شخص کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں ان کا دل مر جاتا ہے ذکر و طاعت الٰہی کے لیے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۲۱۳،

کے لقمے کے لیے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شاغل"(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس کا محمل یہ ہے کہ جو لوگ اس کے عادی ہو کر اس کے متمنی ہوتے ہیں کہ کوئی مرے تو کھانے کا موقع ہاتھ آئے اور بے شک یہ آرزو نہایت قبیح ہے"(۲)

اسی طرح کے جواب میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"غلط ہے ہاں اغنیا کو کھانا نہیں چاہیے کہ اغنیا کے قلب میں اس سے قساوت پیدا ہوتی ہے"(۳)

کیا عیدگاہ میں نماز جنازہ جائز نہیں

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا درست نہیں ہے اسی طرح عیدگاہ میں بھی نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنے میں شرعاً حرج نہیں پڑھ سکتے ہیں ایسے ہی مدرسے میں بھی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

نماز جنازہ عیدگاہ کے احاطہ اور مدرسے میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔(۴)

مزارات اولیا پر عورتوں کی حاضری کا حکم

عورتوں کی مزارات پر حاضری درست نہیں کہ مرد و عورت کا اختلاط ہوگا نیز قبروں پر عورتیں جزع و فزع کریں گی اور مزارات اولیا پر تعظیم میں حد سے زیادہ گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی اور یہ دونوں باتیں عورتوں کے اندر کثرت سے موجود ہیں

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۴، ص:۲۲۳، (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۲۰۹

(۳) فتاویٰ مفتی اعظم ہند، ج:۳، ص:۲۷۲ (۴) فتاویٰ فیض الرسول ج:۱، ص:۴۴۶

جس کی بنا پر وہ سخت گناہ گار ہوں گی لہذا مسلمان عورتوں کو زیارت قبور و مزارات اولیا سے بچنا واجب و لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور". (۱)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں عورتوں کو زیارت قبور منع ہے" ملخص۔ (۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں"۔ (۳)

میت کے ساتھ قبرستان میں اناج لے جانا کیسا ہے؟

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ میت کے ساتھ قبرستان میں اناج لے کر جاتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے بہتر یہ ہے کہ میت کی طرف سے اناج وغیرہ جو کچھ صدقہ کرنا چاہے اسے گھر ہی پر صدقہ کردے اس کا ثواب مسلمان میت کو پہنچے گا اس کے لیے اناج لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہاں اگر اس لیے لے جائیں کہ قبرستان میں مسلمان فقرا اور مساکین اکٹھا ہوجاتے ہیں وہاں ان کو دینے میں آسانی ہوگی تو حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مردے کی طرف سے تصدق کرنا چاہیے، اور ساتھ لے جانا فضول ہے"۔ (۴)

(۱) سنن أبي داود، حدیث: ۳۲۳۶ ص: ۴۰۷ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۴، ص: ۱۶۵
(۳) بہار شریعت، ج: ۱، ح: ۴، ص: ۱۶۵ (۴) فتاویٰ رضویہ، ج: ۴، ص: ۱۶۲

وہابی کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب ان کا کوئی قریبی رشتہ دار وہابی دیوبندی مر جاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے پر کہتے ہیں کہ ہم تو بلا نیت کھڑے ہو گئے تھے ان کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدمذہبوں سے کسی بھی طرح کے تعلقات بنانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا حکم ہے:

"وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ"۔ (۱)

ترجمہ: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف میں ہے:

"ولا تصلوا عليهم و لا تصلوا معهم". (۲)

ترجمہ: یعنی نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو

اب اگر کوئی شخص وہابی دیوبندی کی نماز انہیں مسلمان جان کر پڑھے گا تو کافر ہو جائے گا اس لیے کہ وہابیہ دیابنہ اپنے عقائد کفریہ کی بنیاد پر کافر ہیں۔

ردالمحتار میں ہے علی الدرالمختار میں ہے:

"ومن شك في عذابه و كفره كفر" (۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"وہابیہ دیوبندیہ قطعاً یقیناً کفار مرتدین ہیں" (۴)

(۱) القرآن: پ: ۱۰، س: التوبہ، آیت: ۸۴ (۲) کنز العمال، حدیث: ۳۲۵۲۶، ج: ۶، ح: ۱۱، ص: ۲۴۶ (۳) ردالمحتار، ج: ۶، ص: ۴۴۷ (۴) فتاویٰ رضویہ، ج: ۶، ص: ۹۰

لیکن اگر صرف چاپلوسی یا کسی اور دنیوی مقصد کے لیے نماز پڑھے تو سخت حرام ہے پڑھنے والے پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"من کثر سواد قوم فھو منھم" (۱)

ترجمہ: جوشخص کسی قوم کی تعداد بڑھائے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

دفن کے بعد قبر پر انگلی رکھ کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ میت دفن کرنے کے بعد جب فاتحہ پڑھتے ہیں تو قبر پر انگلی رکھ کر سورہ بقرہ اور اس کی آخری آیتیں پڑھتے ہیں جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قبر پر فاتحہ پڑھنا ایصال ثواب کرنا جائز بلکہ کار ثواب ہے لیکن قبر پر انگلی رکھ کر فاتحہ پڑھنے کی کوئی اصل نہیں ملی۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعد دفن سورہ بقرہ کا اول وآخر پڑھنا مستحب ہے مگر ہاتھ یا انگلی رکھ کر پڑھنا نظر فقیر سے نہیں گزرا"(۲)



(۱) کنز العمال، حدیث:۲۴۷۳۰، ج:۵، ح:۹، ص:۱۱

(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱، ص:۳۶۳

نکاح وطلاق کا بیان

کیا شادی بیاہ کے لیے کوئی تاریخ منحوس ہوتی ہے؟

بعض لوگ کچھ تاریخوں میں شادی بیاہ اور خوشی کا کام کرنے کو منع کرتے ہیں اور خود بھی نہیں کرتے ہیں مثلاً ۳، ۱۳، ۲۳ اور ۸، ۱۸، ۲۸ ان تاریخوں میں شادی بیاہ کرنے کو برا خیال کرتے ہیں حالاں کہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اسلام میں ان باتوں کا کوئی اعتبار نہیں یہ کافروں غیر مسلموں کی سی وہم پرستیاں ہیں نکاح وشادی کے لیے کوئی وقت خاص نہیں ہر دن اور ہر تاریخ میں جائز ہے اسلام میں کوئی وقت کوئی تاریخ منحوس نہیں تمام اوقات اللہ تعالی کے بنائے ہوئے ہیں درحقیقت اصل نحوست گناہوں میں ہے، ایسے ہی ماہ محرم میں بھی نکاح کرنے کو برا جاننا رافضیوں شیعوں کا طریقہ ہے جو بعض جگہ اہل سنت میں بھی پھیل گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ اکثر لوگ ۳، ۱۳، یا ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ اور پنج شنبہ وغیرہ ایام کو شادی نہیں کرتے اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا تو کیا حکم ہے؟ تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں یہ سب باطل وبے اصل ہیں"(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، اور ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو (یعنی بے کار) بات ہے(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۷۰

(۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۵۸

کیا میاں بیوی دونوں ایک پیر سے مرید ہوں تو نکاح میں کچھ فرق پڑے گا؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میاں بیوی دونوں ایک پیر سے مرید ہوں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ مسئلہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک پیر سے مرید ہوں تو نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا جیسا کہ فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

"میاں بیوی دونوں ایک پیر سے مرید ہو سکتے ہیں نکاح پر کسی قسم کا اثر نہیں آئے گا جو شخص نکاح ٹوٹ جانا بتاتا ہے وہ احکام شرع سے بالکل جاہل ہے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اوران کی ازواج سبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں سے بیعت لیتے عورتوں سے بھی، اور یہ طریقہ آج تک بلانکیر مسلمانوں میں جاری رہا ہے شاید اس فتویٰ دینے والے نے سمجھا ہوگا کہ دونوں بھائی بہن ہوگئے۔ لہذا نکاح جاتا رہا اور یہ نہ سمجھے کہ نکاح انہیں بھائی بہن میں ناجائز ہے، جونسبت سے بھائی بہن ہوں یا رضاعت سے ویسے تو سبھی مسلمان آپس میں بھائی ہیں، اور مسلمان عورتیں بہنیں ہیں۔"(۱)

حالتِ حیض میں نکاح کرنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت اگر حیض کی حالت میں ہو تو اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ نکاح کی حالت میں کلمہ وغیرہ پڑھایا جاتا ہے حالاں کہ ناپاکی کی حالت میں کلمہ پڑھنا جائز نہیں یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت حیض کی حالت میں کلمہ پڑھ سکتی ہے اس حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا منع ہے لہذا حیض کی حالت میں کلمہ پڑھنا اور نکاح کرنا درست ہے، البتہ حیض کی حالت میں اجماع کرنا ناجائز وگناہ ہے۔

(۱) فتاوی امجدیہ، ج:۲، ص:۲۰۴

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حالت حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگر چہ ان میں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر وثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے"(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ہم بستری یعنی جماع اس حالت میں حرام ہے۔ ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گناہ گار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانہ میں کیا تو ایک دینار اور قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب"(۲)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ حیض کی حالت میں نکاح درست ہے یا نہیں تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"درست ہے اور حیض میں صحبت سے احتراز ضرور"(۳)

کیا نکاح کے وقت دولہا دلہن کا باوضو رہنا ضروری ہے؟

تو نکاح درست نہیں ہوتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر نکاح کے وقت دولہا اور دلہن دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک باوضو نہ ہو تب بھی نکاح ہو جائے گا نکاح پر کچھ فرق نہ پڑے گا البتہ نکاح ایک اچھا فعل ہے اس لیے نکاح کے وقت دونوں کا پاک وصاف اور باوضو رہنا بہتر ہے، ضروری نہیں۔

نکاح کے بعد منھ دکھائی کی رسم کا کیا حکم ہے؟

آج کل یہ رسم بھی بہت عام ہوگئی ہے کہ دلہن کے سسرال آنے کے بعد غیر محرم مرد عورت کا چہرا دیکھتے ہیں ہنسی مذاق کرتے ہیں پھر اس کے بعد ہدیہ، تحفہ دیتے ہیں یہ رسم سخت ناجائز وحرام ہے اس لیے کہ غیر محرم مردوں سے جس طرح سے نکاح سے پہلے عورت کا پردہ

(۱) فتاویٰ افریقہ، ص:۱۴۳ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۲، ص:۹۰ (۳) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۶، ص:۱۸۹

کرنا واجب وضروری تھا اسی طرح شادی کے بعد بھی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمدورفت ونشست وبرخاست کرسکتا ہے غیر شخص کو اتنی ہمت نہیں ہوسکتی"۔(۱)

جفت یعنی جوڑ سال میں رخصتی کرنا کیسا؟

عوام میں یہ رواج بہت عام ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح یا اس کی رخصتی تین یا پانچ یا سات سال میں کرتے ہیں جفت سال میں نہیں کرتے، جفت سال یعنی دو یا چار یا چھ سال میں نکاح یا رخصتی کرنے کو منحوس خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت اور ہندوانی خیالات ہیں، نکاح ورخصتی ہر دن ہر تاریخ میں ہر سال جائز ہے جفت سال میں نکاح کرنے کو بدفالی وبدشگونی خیال کرنا غیر مسلموں کی سی وہم پرستیاں ہیں جو اب مسلمانوں میں رائج ہوگئی ہیں مذہب اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے باطل اور جاہلانہ خیالات کو ذہن میں نہ لائیں اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزاریں۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دنوں میں کوئی دن اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس اور نامبارک نہیں ہے سب دن اللہ تعالیٰ کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے"(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ۲،۷

(۲) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۴، ص:۱۴۱

کیا چچا اور پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے؟

کچھ جگہ یہ بات بہت مشہور ہے کی چچا اور پھوپھی کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے کیونکہ اس سے خون کا رشتہ ہوتا ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی، بہن ہوتے ہیں اس لیے نکاح کرنا جائز نہیں حالاں کہ یہ لوگوں کی کم علمی و نادانی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ممانی اور خالہ کی لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے ایسے ہی چچا اور پھوپھی کی لڑکی سے بھی نکاح کرنا درست ہے جب کہ کوئی مانع نکاح مثلاً رضاعت مصاہرت وغیرہ نہ ہو، اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام فرمایا ہے ان میں چچا اور پھوپھی کی لڑکی داخل نہیں ہے لہٰذا ان سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اپنے حقیقی چچا کی بیٹی یا چچازاد بھائی کی بیٹی یا غیر حقیقی دادا کی اگرچہ وہ حقیقی دادا کا حقیقی بھائی ہو اور رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے چچا ماموں خالہ پھپھی کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جب کہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت ومصاہرت قائم نہ ہو"(۱)

کیا نکاح میں دولہا، دلہن کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟

نکاح سے پہلے دولہا، دلہن کو کلمہ پڑھانا ضروری نہیں لیکن پڑھا لینا چاہیے اس لیے کہ بوقت نکاح دولہا، دلہن کو کلمہ پڑھانے کا فائدہ یہ ہے کہ مومن اور کافر کا نکاح نہیں ہوتا ہے تو اگر لاعلمی میں دولہا، دلہن میں سے کسی سے کفر سرزد ہوا ہوگا تو نکاح ہی نہیں ہوگا اور زندگی بھر حرام کاری ہوتی رہے گی اس لیے علمائے محتاطین نے دولہا دلہن کو نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانا جاری فرمایا تاکہ نکاح اسلام کی حالت میں منعقد ہوجائے، جیسا کہ خاتم المحدثین حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۲۷۷

"شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق مومن اور کافر کے درمیان نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ دولہا، دلہن سے لاعلمی کی حالت میں یا بھول سے اکثر کلمہ کفر صادر ہو جاتا ہے جس سے وہ لوگ آگاہ نہیں ہوتے اس صورت میں اکثر ان کا نکاح منعقد نہیں ہوتا اس لیے متاخرین علمائے محتاطین احتیاطا ایمان مجمل و مفصل کے مضمون کو دولہا دلہن کے سامنے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تاکہ نکاح حالت اسلام میں منعقد ہو جائے۔ حقیقت میں علمائے متاخرین نے اس احتیاط کو جو عقد نکاح میں بڑھایا ہے وہ اسلام کی برکت سے خالی نہیں ہے مگر جو لوگ کہ اسلام سے خاص حصہ نہیں رکھتے وہ اس باریکی کو نہیں پہنچ سکتے"۔(۱)

کیا شوہر کے لیے بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے مہر معاف کرانا ضروری ہے؟

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ نکاح کے بعد پہلی ملاقات میں اپنی بیوی سے پہلے مہر معاف کرائے پھر اس کے جسم کو ہاتھ لگائے یہ لوگوں کا غلط خیال ہے مہر معاف کرانے کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ آج کل عمومی طور پر جو مہر رائج ہے اسے مہر معجّل کہتے ہیں جس کا مطلب خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے خواہ زیور کی شکل میں ہو یا نقد روپیہ کی شکل میں۔ مہر معاف کرانے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ مہر معاف کرانے کے لیے نہیں باندھا جاتا ہے اب دے یا جب دے وہ دینے کے لیے ہے، معاف کرانے کے لیے نہیں یہ عورت کا حق ہے، بیوی کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو بغیر مہر وصول کیے خود کو اس کے قابو میں نہ دے اور اس کو ہاتھ نہ لگانے دے اور چاہے تو بغیر مہر لیے بھی اس کو یہ سب کرنے دے مہر معاف کرانے کا یہاں پر کوئی مطلب نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت نے جب مہر معجّل پالیا تو اب شوہر اسے پردیس کو بھی لے جا سکتا ہے

(۱) بحوالہ فتاوی برکاتیہ، ص: ۱۴۹

عورت کو اب انکار کا حق حاصل نہیں اور اگر مہر معجّل میں ایک روپیہ بھی باقی ہے تو وطن و سفر سے باز رہ سکتی ہے"۔(۱)

شادی بیاہ میں رت جگا کرنا اور کلس بھرنا کیسا ہے؟

کچھ علاقوں میں یہ رواج ہے کی عورتیں شادی بیاہ ختنہ، عقیقہ اور خوشی کے موقع پر اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ہوئی مسجد میں طاق بھرنے کی رسم پوری کرنے جاتی ہیں جس میں گلگلے وغیرہ پکا کر لے جاتی ہیں اور مسجد کے ممبر و محراب اور طاق وغیرہ میں رکھتی ہیں اور آٹے کا چراغ جلا کر واپس گاتی بجاتی ہوئی چلی آتی ہیں، اور ایسے ہی بعض علاقوں میں کلس بھی بھرتی ہیں یعنی مسجد سے پانی بھرنے جاتی ہیں یہ سب ناجائز و حرام ہے اور جہالت پر مبنی ہے شادی وغیرہ میں اور بھی بہت سی رسمیں ہوتی ہیں جو خلافِ شرع ہیں ان کا کرنا ناجائز و گناہ ہے مسلمانوں کو ان رسومات سے بچنا ضروری ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے، نیز اسی ضمن میں رت جگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے" ملخص۔(۲)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"ڈھول بجانا، عورتوں کا گانا، ناچ، باجا، یہ سب حرام ہیں رت جگا جو عام طور پر ہوتا ہے کہ عورتیں گاتی بجاتی ہیں یہ ناجائز"۔(۳)

دولہے کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا کیسا ہے

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ شادی بیاہ کے موقع پر دولہا کے ہاتھ پاؤں میں اور خوشی کے موقع پر بچوں کے ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور کچھ لوگ تو صرف ناخونوں ہی

(۱) بہار شریعت، ج:۲، ح:۷، ص:۶۶ (۲) بہار شریعت، ج:۲، ح:۷، ص:۹۴ (۱) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۵۷

میں مہندی لگا دیتے ہیں یہ ناجائز وگناہ ہے اس لیے کہ شادی ہو یا غیر شادی کسی بھی موقع پر مرد کے ہاتھ پاؤں یہاں تک کہ ناخونوں میں بھی مہندی لگانا جائز نہیں ہے کیوں کہ عورتوں سے مشابہت ہے اور حدیث شریف میں ہے اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے، عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخونوں ہی میں مہندی لگائی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے‘‘۔(۱)

فتاویٰ مصطفویہ میں ہے: ’’مرد کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے‘‘۔(۲)

شادی بیاہ میں دولہا، دلہن کو ہلدی اور ابٹن لگانا کیسا ہے؟

اکثر جگہ یہ رسم ہے کہ شادی سے پہلے دولہا، دلہن کو ہلدی لگاتے ہیں، اس کے لئے اپنی برادری اور رشتہ کی عورتیں بلائی جاتی ہیں ان میں اکثر وہ عورتیں ہوتی ہیں جن سے ہنسی مذاق کا رشتہ سمجھتے ہیں مثلاً بھابھیاں پھوپھیاں اور ممانی وغیرہ وہی لوگ سارے بدن پر ابٹن لگاتی ہیں اور ہنسی مذاق کرتی ہیں۔

حالاں کہ شریعت میں مرد وعورت کے لیے آپس میں مذاق کا کوئی رشتہ نہیں، اور اگر دولہا بالغ ہے تو کسی بھی عورت کے لیے دولہا کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں یہاں تک کہ ماں بھی نہیں لگا سکتی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ابٹن ملنا جائز ہے، اور دولہا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ وممنوع نہیں ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے۔ اور بدن کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے اور عورت ومرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی وہندوانی رسم ہے"(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۹ نصف آخر ص:۱۴۹، (۲) فتاویٰ مصطفویہ ص:۴۵۳، (۱) فتاوی رضویہ، ج:۹ نصف آخر ص:۱۷۰

دلہن کو رخصت کرتے وقت اس کے بہنوئی کا گاڑی میں بٹھانا کیسا ہے؟

کچھ علاقوں میں یہ رسم ہے کہ جب دلہن کو رخصت کرتے ہیں تو دلہن کا بہنوئی اس کو کاندھے پر اٹھا کر گاڑی میں بٹھاتا ہے یہ رواج سخت ناجائز وحرام ہے اس لیے کہ عورت کے جسم کو کسی غیر محرم کو چھونا حرام ہے اور بہنوئی بھی شرعاً غیر محرم ہے اس لیے اسے چھونا کندھے پر اٹھا کر گاڑی میں بٹھانا حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد ورفت ونشست وبرخاست کرسکتا ہے غیر شخص کو اتنی ہمت نہیں ہوسکتی"(۱)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

"یہ رسم سخت ناجائز وحرام ہے کہ دلہن کا بہنوئی اس کو کاندھے پر اٹھا کر گاڑی میں بٹھائے اس لیے کہ جس طرح اسے دوسرے غیر محرم کا چھونا حرام ہے اسی طرح بلکہ اس بھی زیادہ بہنوئی کا چھونا حرام ہے"۔(۲)

مرتے وقت عورت سے مہر معاف کروانا کیسا ہے؟

یہ مسئلہ بھی عوام میں بہت مشہور ہے کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تب اس سے مہر معاف کرواتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے اس لیے کہ مرتے وقت عورت اگرچہ مہر معاف کردے لیکن اس کے وارثین کی اجازت کے بغیر مہر معاف نہ ہوگا۔ ہاں اس صورت میں معاف ہوسکتا ہے کہ صحیح وسالم ہوش وحواس کی درستگی میں ہوکوئی زور وزبردستی نہ ہو تو معاف کر سکتی ہے لیکن پھر بھی مہر معاف نہیں کروانا چاہیے دے دینا چاہیے کہ یہ عورت کا حق ہوتا ہے۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت اگر ہوش وحواس کی درستگی میں راضی خوشی سے مہر معاف کردے تو معاف

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۲۷　(۲) فتاوی فقیہ ملت، ج:۲، ص:۲۸۶

ہو جائے گا۔ ہاں اگر مارنے کی دھمکی دے کر معاف کرایا اور عورت نے مارنے کے خوف سے معاف کر دیا تو اس صورت میں معاف نہیں ہوگا۔ اور اگر مرض الموت میں معاف کرایا جیسا کہ عوام میں رائج ہے کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں تو اس صورت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا"(۱)

کیا عورت شوہر کا نام لے لے تو اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

بعض عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر اپنے شوہر کا نام لے گی تو نکاح پر کچھ فرق پڑے گا ایسا کچھ بھی نہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں عورت ضرورت کے وقت اپنے شوہر کا نام لے سکتی ہے مگر بے ضرورت نام نہیں لینا چاہیے کہ ادب کے خلاف ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کا نام لے کر پکارے۔ بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ غلط ہے شاید اسے اس لئے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی"(۲)

کیا حاملہ عورت کو طلاق نہیں پڑتی؟

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر عورت کو حالت حمل میں طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ان کا یہ خیال غلط ہے حالت حمل ہو یا کوئی اور حالت طلاق جب بھی دے، گا بیوی نکاح سے نکل جائے گی البتہ بلا وجہ شرعی طلاق نہیں دینا چاہیے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"عورت کو حمل ہو مانع وقوع طلاق نہیں"(۳)

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۷۱۶ (۱) بہار شریعت ج:۳، ح:۱۶، ص:۲۵۶ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۶۲۵

ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے:

"و حل طلاقهن ای الآیسة و الصغیرة و الحامل"۔(۱)

ترجمہ: اور حلال ہے انہیں طلاق دینا یعنی آئسہ، صغیرہ اور حاملہ عورتوں کو۔

عدت کے لیے عورت کو مائکے میں لانا کیسا؟

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی عورت مطلقہ ہو جائے تو اس کے مائکے والے اس عورت کو فوراً اپنے گھر لے آتے ہیں لیکن اگر لے کر کے نہ آئیں تو عورت کے ماں باپ اور بھائیوں کو لوگ عار دلاتے ہیں کہتے ہیں طلاق کے بعد بھی لڑکی کو شوہر کے گھر چھوڑ رکھا ہے یہ لوگوں کی جہالت اور خلاف شرع باتیں ہیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ طلاق کے بعد عورت شوہر ہی کے گھر عدت گزارے اور شوہر کے اوپر عدت کا نان ونفقہ اور رہنے کے لیے مکان دینا لازم ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتی اس سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی مگر بضرورت"(۲)

کیا مطلقہ عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے؟

یہ مسئلہ عوام میں بہت مشہور ہے کہ عورت اگر مطلقہ ہو جائے تو اس کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ طلاق والی عورت اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل یعنی جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک ہے اور اگر مدخولہ آئسہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہے تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور اگر طلاق

(۱) ردالمحتار، ج:۴، ص:۵۴۳ (۲) بہار شریعت، ج:۲، ح:۸، ص:۱۳۲

والی غیر مدخولہ ہے تو اس کی کوئی عدت نہیں اور اگر مدخولہ حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے چاہے حیض تین مہینے میں پورا ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ یا سال گزر جائے اگر تین بار اس کو حیض نہ آیا تو اس کی عدت پوری نہ ہوگی۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں"(۱)

کیا طلاق کے لیے عورت کا سننا ضروری ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شوہر اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو عورت کے لیے الفاظ طلاق سننا یا سامنے ہونا ضروری ہے ورنہ طلاق نہ ہوگی یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت اگر چہ الفاظ طلاق نہ سنے اور وہاں موجود نہ ہو پھر بھی طلاق واقع ہو جائے گی جب کہ شوہر اپنی زبان سے الفاظ طلاق اتنی آواز سے کہے جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل ہوں چاہے میاں بیوی کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو۔ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو فون پر طلاق دے تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"طلاق کے لیے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں جب کہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل تھے اگر چہ کسی غل،شور یا ثقل سماعت کے سبب نہ پہنچی"(۲)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"طلاق کے لیے عورت کا وہاں حاضر ہونا کچھ شرط نہیں"(۳)

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج:۲،ص:۲۹۲ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۵،ص:۶۱۹ (۳) ایضاً ص:۶۱۸

حالت حیض ونفاس میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کو اگر حیض یا نفاس کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دینا خلاف سنت وممنوع ہے اور طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص حیض یا نفاس کی حالت میں عورت کو طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

'حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ حکم الٰہی " **فطلقوهن لعدتهن** " کی نافرمانی ہے مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گناہ گار(۱)

کیا بیس بچہ پیدا ہو جائیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت سے بیس بچہ پیدا ہو جائیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ ان کی جہالت وکم علمی اور غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت کے بیس بچہ پیدا ہو جائیں یا اس سے زیادہ اس سے اس کے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا دوبارہ نکاح کی کوئی ضرورت نہیں پہلا والا نکاح باقی رہتا ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"اس سبب سے اس پر تجدید نکاح لازم نہیں"(۲)

کیا چچی اور ممانی سے نکاح کرنا ناجائز ہے؟

عوام میں مشہور ہے کہ چچی اور ممانی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے،حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ چچا یا ماموں کے انتقال یا طلاق کے بعد عدت گزار کر نکاح کرنا جائز ہے

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۵،ص:۶۰۴ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱۰،ص:۱۵۷

جب کہ اور کوئی وجہ مانع نکاح نہ ہو یعنی رضاعت وغیرہ تو شرعاً حرج نہیں۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں حرام عورتوں کو شمار کرانے کے بعد ارشاد فرمایا: "و **أحل لکم ما وراء ذلکم**" یعنی ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ اور حرام عورتوں میں چچی اور ممانی کو شمار نہ فرمایا نہ حدیث وفقہ میں کہیں چچی وممانی سے نکاح کی حرمت بیان ہوئی لہذا وہ ضرور حلال عورتوں میں سے ہیں اور ان سے نکاح کرنا جائز ہے، ان سے نکاح کرنے کو برا خیال کرنا جہالت وکم علمی ہے۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"چچی اور موممانی سے بھی نکاح جائز ہے"۔(۱)

حاملہ سے نکاح کیسا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہے تو اس سے نکاح کرنا درست ہے البتہ اس سے وطی کرنا درست نہیں ہاں اگر حمل اسی شخص کا ہے جس سے نکاح کیا تو جماع بھی کرسکتا ہے لیکن اگر حاملہ مطلقہ یا متوفی عنہا زوجہا یعنی جس کا شوہر انتقال کرگیا اور وہ حاملہ ہے تو جب تک وضع حمل نہ ہو نکاح درست نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

"جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کرسکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کرسکتا"۔(۲)

شادی میں دولہے کو بغیر نگ کی انگوٹھی پہنانا کیسا ہے؟

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ شادی میں نکاح کے بعد دولھے کو بغیر نگ والی انگوٹھی پہناتے

(۱) فتاوی رضویہ، ج،۵،ص:۳۱۵ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج،۵،ص،۱۹۹

ہیں حالاں کہ مردوں کے لیے بغیر نگ کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے بلکہ مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ والی انگوٹھی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو جائز ہے لہذا ایسی انگوٹھی جو سونا تانبہ پیتل اور چاندی کے علاوہ دوسرے دھات کی ہو یا ایک نگ سے زائد والی ہو یا بغیر نگ کی ہو تو مردوں کے لیے جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے۔"(۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے"(۲)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"چاندی کی انگشتری ایک نگ کی نگ جس قدر بھی قیمتی ہو ساڑھے چار ماشے سے کم کی مرد کو پہننی جائز ہے"(۳)

کیا حاملہ بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جب عورت حاملہ ہو تو اس سے وطی کرنا حرام ہے یہ ان کی جہالت وغلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حالت حمل میں عورت سے جماع کرنا حرام نہیں بلکہ جائز ہے ہاں اگر عورت یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو بچنا بہتر ہے اور اس کو عورت کی حالت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ بیوی حاملہ ہے تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے" (۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۴۲، (۲) بہار شریعت ج ۴ ح:۱۶ ص:۶۲
(۳) فتاویٰ مفتی اعظم ہند ج:۵ ص:۱۲۳ (۴) فتاوی رضویہ ج ۹ نصف آخر ص ۱۱۱

مردوں کو شادی بیاہ میں سونے چاندی کی انگوٹھی اور چین وغیرہ دینا کیسا ہے؟

آج کل یہ اکثر جگہ رواج ہے کہ لوگ شادی بیاہ میں دولہے کو سونے کی انگوٹھی، چین اور چھلہ وغیرہ پہننے کے لیے دیتے ہیں، حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کے لیے سونا چاندی چین چھلہ وغیرہ پہننا حرام اور دوسری دھات کی انگوٹھی مرد اور عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔ البتہ مرد کے لیے چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ والی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی پہننی جائز ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔" (۱)

کیا بیوی کا دودھ حلق میں چلا جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال کہ اگر بیوی کا دودھ حلق میں چلا جائے تو اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ ان کی غلط فہمی وکم علمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے حلق میں اس کی بیوی کا دودھ بے ارادہ پہنچ جائے تو اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ بی بی کے دودھ کو پینا مرد کے لیے گناہ ہے۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مرد اپنی بیوی کا دودھ پی جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی اور نہ نکاح میں کوئی خلل پیدا ہوتا ہے، لیکن بیوی کا دودھ پینا گناہ ہے" (۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۳، ح،۱۶، ص:۶۲ (۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج۱، ص:۷۳۱

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"شوہر پر صورت مسئولہ میں کوئی مواخذہ نہیں جبکہ بے ارادہ اس کے حلق میں دودھ چلا گیا ہو اور عوام کا یہ خیال غلط ہے کہ بیوی کا دودھ پینے سے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے" (۱)

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ عورت اگر بغیر شوہر کی اجازت کے گھر سے نکل جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی اور احکام شرع سے ناواقفی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت بغیر اذن شوہر کے گھر سے نکل جائے تو اس کا نکاح ہرگز نہیں ٹوٹتا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

"یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اذن شوہر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جائے محض غلط ہے" (۲)

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆
☆☆
☆

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ ج:۹، ص:۱۱۹ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۲۱۸

فاتحہ اور نذر ونیاز کا بیان

کیا فاتحہ کے لیے کھانا پانی یا شیرینی وغیرہ رکھ کر اٹھا لینے سے فاتحہ ہو جاتی ہے؟

کچھ عورتوں کا یہ معمول ہوتا ہے کہ اگر فاتحہ کرنے کے لئے کوئی مرد یا سمجھدار بچہ نہ ملے اور ان کو کسی بزرگ کے نام فاتحہ دلانی ہو تو کھانا وغیرہ ایک کونے میں رکھ کر تھوڑی دیر میں اٹھا لیتی ہیں اور کہتی ہیں انہوں نے اپنی فاتحہ خود ہی پڑھ لی یہ جہالت ہے بہتر ہے کہ ان سب توہمات اور خواہ مخواہ کی باتوں کے بجائے انہیں قرآن پاک کی جو بھی آیت وسورۃ یاد ہو اس کو پڑھ کر ایصال ثواب کر دیں تو یہ فاتحہ ہے کھانا پانی شیرینی وغیرہ رکھ کر اٹھا لینا کوئی معنی نہیں۔ بعض عورتیں اور لڑکیاں کچھ ان پڑھ مردوں سے زیادہ پڑھی لکھی اور نیک ہوتی ہیں یہ اگر خود ہی ایصال ثواب کریں تو بہتر ہے۔

کیا فاتحہ کے لیے کھانا پانی سامنے ہونا ضروری ہے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ میلاد شریف پڑھنے کے بعد انتظار کرتے رہتے ہیں کہ شیرنی آئے تب تلاوت شروع کریں یہاں تک کہ شیرینی لانے میں اگر تاخیر ہو جائے تو گلاس میں پانی ہی لا کر رکھ دیتے ہیں تا کہ ان کے جاہلانہ خیال میں فاتحہ پڑھنا جائز ہو جائے یہ سب توہمات ہیں حقیقت یہ ہے کہ فاتحہ کے لئے شیرینی کھانا پانی وغیرہ کو سامنے رکھنا جائز ہے لیکن ضروری نہیں، اگر آیتیں اور سورتیں پڑھ کر کھانا یا شیرینی بغیر سامنے لائے ایسے ہی تقسیم کر دی جائے تب بھی ایصال ثواب ہو جائے گا فاتحہ میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فاتحہ ایصال ثواب کے لئے ہے کھانے کا پیش نظر ہونا کچھ ضرور نہیں "(۱)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۲۲۵

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا۔ ہاں شیرینی میں ثواب زیادہ ہے کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقۃً فقراء و ہدیۃً احباء بھی شامل ہو گیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہو گئی"(۱)

شعبان المعظم میں عرفہ کرنا کیسا؟

کچھ جگہوں پر شب برات سے پہلے عرفہ کرتے ہیں مثلاً حلوہ روٹی وغیرہ پر فاتحہ دلاتے ہیں پھر برادری میں تقسیم کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص شب برات کے ایک یا دو دن بعد انتقال کر جائے تو اس کا عرفہ ایک سال کے بعد ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک عرفہ نہ ہوگا روح بھٹکتی رہے گی جب عرفہ کر دیا جائے گا تب روح مؤمنین کی جماعت میں شامل ہوگی یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عرفہ کرنا ضروری نہیں اور منع بھی نہیں اس لیے کہ عرفہ ایصال ثواب کو کہتے ہیں جو کہ مستحب ہے جب چاہیں کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں لیکن یہ کہنا کہ شب برات سے ایک یا دو دن پہلے ہی ہو سکتا ہے جب تک عرفہ نہ ہوگا مؤمنین کی جماعت میں روح شامل نہ ہوگی جہالت ہے، عرفہ یعنی ایصال ثواب ہر دن ہر مہینہ کر سکتے ہیں کسی مہینہ کی تخصیص نہیں اور نہ ہی حلوہ اور روٹی کی خصوصیت بلکہ نیاز فاتحہ ہر جائز چیز پر درست ہے البتہ میت کی دعوت برادری میں منع اور انہیں کھلانا درست نہیں بلکہ اسے غریبوں یتیموں میں تقسیم کیا جائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سمجھنا کہ عرفہ تک الگ کا حکم ہے پھر شامل کا یہ غلط و جہالت ہے۔"(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۱۸۹

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۲۱۳

کیا مچھلی اور ارہر کی دال پر فاتحہ درست نہیں ہے؟

عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ مچھلی اور ارہر کی دال پر فاتحہ درست نہیں ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی ہے اس لیے کہ جس طرح دیگر حلال چیزوں پر فاتحہ ونیاز جائز ہے اسی طرح مچھلی اور ارہر کی دال پر بھی فاتحہ جائز ہے یعنی اسلام میں جن چیزوں کو کھانا پینا حلال وجائز ہے ان چیزوں پر فاتحہ ونیاز بھی درست ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ مچھلی اور ارہر کی دال پر فاتحہ درست نہیں یہ ان کی جہالت ہے مچھلی پر فاتحہ بالکل درست ہے چاہے جمعرات کا دن ہو یا محرم کے ایام۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ انڈا مچھلی وغیرہ پر فاتحہ کرنا درست ہے یا نہیں تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں۔

’’پکا کر بدبو زائل کرنے کے بعد ان پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اور کچی پر کوئی فاتحہ نہیں اور ارہر کی دال میں کوئی حرج نہیں اعتراض غلط ہے۔‘‘(۱)

کیا بغیر وضو کے فاتحہ درست نہیں ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر فاتحہ بغیر وضو کے پڑھی جائے تو فاتحہ درست نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے، درست مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ پڑھنے کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں مگر کر لینا افضل ہے کیوں کہ فاتحہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن شریف کو زبانی تلاوت کرنے کے لئے وضو مستحب ہے نہ کہ واجب اس لیے کہ یہ تلاوت کے آداب میں سے ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے وضو مستحب ہے" ملخص (۲)

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹،ص:۲۰۵، (۲) بہار شریعت: ج:۱، ح:۲،ص:۲۳

دس بیویوں اور سولہ سیدوں کی کہانی پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

دس بیبیوں اور سولہ سیدوں کی کہانی جو آج کل پڑھی جاتی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں بہت سی عورتیں ان کتابوں کو پڑھتی اور ان کے پڑھنے کی منت مانتی ہیں اس کتاب کو پڑھنے اور سننے سے بچنا ضروری ہے کیوں کہ اس کتاب میں من گھڑت قصہ از سرتا پا فرضی کہانیاں موجود ہیں اس کتاب میں کوئی سچائی نہیں اور ان کتابوں کی منت ماننا ضرور جہالت ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ اس کی جگہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے کہ جہاں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے وہاں رحمتوں برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو غلط و باطل روایات پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا سخت برا اور ناجائز ہے"(۱)

کیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے فاتحہ کے لیے مرغے کا گوشت ضروری ہے؟

بعض لوگ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے مرغے کا گوشت ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر مرغے کا گوشت نہ ہو تو فاتحہ درست نہ ہوگی، اور دیگر حلال جانوروں کے گوشت پر فاتحہ دلانے میں کراہت محسوس کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے مرغے کا گوشت ہونا ضروری نہیں کسی بھی حلال چیز پر فاتحہ ہو سکتی ہے مرغے کے گوشت کو ضروری سمجھنا جہالت ہے۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کی فاتحہ نہ فرض ہے نہ واجب، نہ اس کی کوئی خاص مقدار ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو، یہ تو حضور غوث پاک سے حسن اعتقاد ہے۔‘‘(۲)

(۱) فتاویٰ مفتی اعظم، ج:۵،ص:۲۲۶ (۲) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۱،ص:۳۱۱

مزارات اولیا اللہ پر بچوں کے سر کے بال اتروانا یا بال اُتروانے کی منت ماننا کیسا ہے؟

مزارات اولیا پر بچوں کو لے جا کر بال اتروانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ اگر گھر پر رہ کر ہی بال اتروائیں تو بہتر ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچوں کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل بدعت ہے۔''(۱)

کیا عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ہے؟

بعض عورتوں کا خیال ہے کہ عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ، یہ ان کی غلط فہمی ہے فاتحہ و ایصال ثواب جس طرح مردوں کے لیے کرنا جائز ہے اسی طرح بلاشبہ عورتوں کے لیے بھی جائز ہے اگر عورتیں گھر میں پڑھی ہوئی ہیں اور مرد گھر میں نہیں ہیں تو فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، شرعاً کوئی حرج نہیں۔ ہاں! اگر مرد حضرات پڑھے لکھے موجود ہوں تو وہی کریں۔

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں تو فاتحہ و درود پاکی کے عالم میں ضرور کر سکتی ہیں۔''(۲)

(۱) فتاوی افریقہ،ص:۶۸ (۲) فتاویٰ بحرالعلوم: ج:۲،ص:۷

بھادوں کے مہینہ میں کشتی وغیرہ بنا کر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ کے لئے ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات یا جمعہ کو عورتیں پھل وغیرہ لے جا کر تالاب یا ندی کے سامنے فاتحہ دلاتی ہیں اور بعدِ فاتحہ کشتی میں چراغ وحلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں، یہ جاہلانہ رسم ورواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییع مال بھی ہے اصلاً فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت اور تشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے اس سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں، ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں۔

فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

"حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت اور تشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے، اور ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں کہ گھر میں اللہ و رسول کا ذکر ہونا باعث رحمت و برکت ہے اور اس کے لیے دن یا مہینہ کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے آدمی جب چاہے فاتحہ دلا سکتا ہے"(۱)

کیا کلیجی پر فاتحہ دینا جائز نہیں ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کلیجی پر فاتحہ درست نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں جن چیزوں کا کھانا پینا جائز ہے ان پر فاتحہ بھی جائز ہے چاہے وہ سبزی، گوشت، انڈا، مچھلی کلیجی یا اور کوئی چیز ہو جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں پر فاتحہ نہیں ہو سکتی یہ ان کی جہالت ہے شریعت میں اس طرح کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۱) فتاوی فقیہ ملت، ج:۱،ص:۲۹۲

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ان تمام چیزوں پر فاتحہ دینا جائز ہے۔''(۱)

کیا گیارہویں نہیں سترہویں کرنی چاہیے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بڑے پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے گیارہویں نہیں بلکہ سیدنا بدیع الدین شاہ مدار علیہ الرحمہ کے نام سے سترہویں کرنی چاہیے یہ ان لوگوں کی جہالت وحماقت ہے صحیح بات یہ ہے کہ دونوں تاریخوں میں یعنی گیارہویں اور سترہویں کو نظر ونیاز، میلاد وفاتحہ اور قرآن خوانی کرنی چاہیے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے" (۲)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"یہ ان کی جہالت ہے۔ گیارہویں بھی کیجیے اور سترہویں بھی اور ایصال ثواب میں منجملہ اولیا کو سیدنا شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی شامل کیجیے"(۳)

گمنام ملنگ کے نام فاتحہ وایصال ثواب کرنا اور وہاں منت ماننا کیسا ہے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ وہاں نہ کسی بزرگ کا مزار ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قبر کا پتہ اس کے باوجود لوگ اس جگہ کو متبرک سمجھ کر وہاں فاتحہ نیاز دلاتے منتیں مانتے اور اس جگہ کو ملنگ کے نام سے منسوب کرتے ہیں حالاں کہ مصنوعی قبر یا قبر بلا مقبور کی

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹،ص:۱۹۷ (۲) احکام شریعت ح ۱ ص ۱۲۷

(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱،ص:۴۲۸

زیارت حرام سخت حرام ہے اور وہاں منتیں مانگنا نیاز وفاتحہ دلانا، مرغا، بکرا ذبح کرنا سب جہالت کی باتیں ہیں جس سے عوام اہل سنت کو بچنا ضروری ہے۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ملنگ کی مصنوعی قبر کو زیارت کرنا اور وہاں روٹ ولنگوٹ چڑھانا سخت ناجائز اور حرام ہے مسلمانوں کو ایسی خرافات باتوں سے بچنا لازم ہے اگر نہیں بچیں گے تو سخت گناہ گار مستحق عذاب نار ہوں گے۔''(۱)

کیا ایک وقت میں چند نام سے الگ الگ فاتحہ دینا ضروری ہے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر چند نام سے فاتحہ کرنا ہو تو اس کے لیے کہتے ہیں کہ الگ الگ نام سے فاتحہ کرو حالاں کہ صحیح بات یہ ہے کہ الگ الگ نام سے ایصال ثواب کرنا کوئی ضروری نہیں چاہے ایک ساتھ فاتحہ دلائیں یا الگ الگ ہر صورت میں ثواب سب کو پہنچ جائے گا۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ایک جگہ سب کی فاتحہ دلائیں تو جائز اور جدا جدا دلائیں تو جائز جیسے حیات دنیا میں۔''(۲)

غیر مسلم کی شیرینی پر فاتحہ کرنا کیسا ہے

غیر مسلم کی شیرینی پر فاتحہ دینا اور اس کو ثواب پہنچنے کا اعتقاد کرنا ناجائز ہے اس لیے کہ کافر کی کوئی نیاز اور کوئی بھی عمل بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نہیں نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے۔

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲،ص:۵۴۳

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۴،ص:۲۲۵

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"کافر و مشرک کا کوئی عمل للہ نہیں"(۱)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حربی کفار کو نہ فاتحہ کی شیرینی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی ہندو سے شیرنی لے کر اپنی کر کے اپنے آپ فاتحہ دے کر اپنی سمجھ کر تقسیم کریں"۔ ملخص (۲)

کیا فاتحہ کے لیے میٹھی چیز کا ہونا ضروری ہے؟

عوام میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فاتحہ کے لیے میٹھی چیز کا ہونا ضروری ہے یہ ان کا غلط خیال ہے صحیح بات یہ ہے کہ فاتحہ کے لیے میٹھی چیز کا ہونا کوئی ضروری نہیں تمام حلال چیزوں میں سے کسی بھی چیز پر فاتحہ ہوسکتی ہے خواہ وہ میٹھی ہو یا نمکین اس کی کوئی قید نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ہر چیز پر فاتحہ ہوسکتی ہے پلاؤ وغیرہ روٹی گوشت چاول ان سب پر فاتحہ ہو سکتی ہے اور اگر میٹھی ہی چیز چاہیے تو بلا تکلف ہر شخص کے یہاں حلوہ تیار ہوسکتا ہے اس پر نیاز دلائیں یا چھوہارا، کھجور اور دیگر پھلوں پر فاتحہ دے کر تقسیم کریں۔''(۳)

(۱) فتاوی رضویہ، ج۹، نصف، اول، ص:۶۵

(۲) فتاوی مصطفویہ، ص:۴۵۳

(۳) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۲۸

ذبح وقربانی اور عقیقہ کا بیان

کیا عورت جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے جس طرح مرد ذبح کرسکتا ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے مرد و عورت اس ذبیحہ کو سبھی لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں وہ لوگ شریعت پر افترا کرتے ہیں ایسے لوگ توبہ کریں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمان عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے جب کہ وہ ذبح کرنا جانتی ہو، اور ٹھیک ذبح کردے" (۱)

کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہو جائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغا، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گذرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔''(۲)

(۱) فتاوی رضویہ ج:۸، ص:۳۳۲ (۲) (بہار شریعت: ج:۴، ح:۱۵، ص:۱۱۸

کیا بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنے سے جانور حلال نہ ہوگا؟

بعض لوگ جانور ذبح کرتے وقت دائیں ہاتھ کے بجائے بائیں ہاتھ کا استعمال کرتے ہیں تو کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان سے ذبح کروانا درست نہیں اس طرح ذبح کرنے سے جانور مردہ ہوجاتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر بائیں ہاتھ سے شرعی طریقہ پر جانور ذبح کردے تو ذبیحہ حلال ہوجائے گا مردار نہ ہوگا، البتہ بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا یہ سنت کے خلاف ہے، لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرے تو جائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن عائشة قالت كان النبي ﷺ يحب التيمن ما استطاع في شانه كله "۔(۱)

ترجمہ: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام داہنے سے شروع کرنا پسند تھا

کیا جس پر قربانی واجب ہے وہ ایک ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک نہ ناخن تراشے نہ بال بنوائے؟

عوام میں یہ مسئلہ مشہور ہے کی جس پر قربانی واجب ہے اس کے لیے ایک ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک ناخن نہ تراشنا بال نہ بنوانا ضروری ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے اس کے لیے ناخن نہ تراشنا اور بال نہ بنوانا مستحب ہے واجب نہیں لیکن اگر کسی شخص نے ناخن کاٹ لیا یا بال بنوالیا تو کوئی حرج بھی نہیں۔

(۱) صحیح البخاری حدیث ۴۲۶ ص۲۸۱

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ حکم صرف استحبابی ہے کرے تو بہتر ہے نہ کرے تو مضائقہ نہیں نہ اس کو حکم عدولی کہہ سکتے ہیں نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ بلکہ اگر کسی شخص نے اکتیس دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر ناخن نہ تراشے ہوں خط بنوایا نہ ہو، کہ چاند ذی الحجہ کا ہوگیا تو وہ اگر قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس مستحب پر عمل نہیں کرسکتا کہ اب دسویں تک رکھے گا تو ناخن وخط بنوائے اکتالیسواں دن ہوجائے گا اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے، فعل مستحب کے لئے گناہ نہیں کرسکتا"(۱)

قربانی میت کی طرف سے ہو تو قربانی کا گوشت گھر والے کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

یہ مسئلہ بھی عوام الناس میں مشہور ہے کہ قربانی اگر میت کی طرف سے ہو تو گھر والے نہیں کھاسکتے بلکہ قربانی کے گوشت کو صدقہ کردینا ضروری ہے یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قربانی میت کی طرف سے ہو تو اس گوشت کو گھر والے اور دوسرے سبھی لوگ کھاسکتے ہیں شرعاً حرج نہیں ہاں اگر میت نے وصیت کردی تھی پھر اس کی جانب سے قربانی کی گئی تو اسے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس کے بھی یہی حکم ہیں جو اپنی قربانی کے، کہ کھانے کھلانے، تصدق سب کا اختیار ہے، اور مستحب تین حصہ ہیں ایک اپنا، ایک اقارب، ایک مساکین کا، ہاں اگر میت کی طرف سے بحکم میت کرے، تو وہ سب تصدق کی جائے"(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۸۵

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۴۶۶

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے دوست، احباب کو دے، فقیروں کو دے یہ ضرور نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے کیوں کہ گوشت اس کی ملک ہے یہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔''(۱)

کیا جس کے نام سے قربانی ہو اسے روزہ رکھنا ضروری ہے؟

عوام میں یہ مسئلہ بھی بہت مشہور ہے کہ جس کے نام سے قربانی ہو وہ قربانی کے دن روزہ رکھے پھر جب جانور ذبح ہوجائے تو اس کے گردے سے روزہ کھولے یہ مسئلہ لوگوں میں غلط مشہور ہے۔

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے لیکن اگر کھالے تو کراہت بھی نہیں اور لوگوں کا نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے تک روزے کی نیت کرنا یا یہ کہنا کہ جس کے نام سے قربانی ہو وہ روزہ رکھے یہ درست نہیں اس لیے کہ سال کے پانچ دنوں میں یعنی عید و بقرعید اور ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخوں میں روزہ رکھنا حرام ہے جنہیں ایام منہیہ کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عید کے دن کا روزہ حرام ہے، ہاں پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں اس پر قربانی ہو یا نہ ہو، اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ کے دن کا ہے، ہاں قربانی والے کو یہ مستحب ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے، قربانی ہی کے گوشت میں سے پہلے کھائے، مگر یہ روزہ نہیں نہ اس میں روزے کی نیت جائز، کہ اس دن اور اس کے بعد تین دن روزہ حرام ہے"(۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۵، ص:۱۴۴ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۴۴۲

کیا جانور حلال ہونے کے لیے چھری میں کیل یا لکڑی کا دستہ ہونا ضروری ہے؟

عوام میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ جانور ذبح کرنے کے لیے چھری میں تین کیلیں یا لکڑی کا دستہ ہونا ضروری ہے ورنہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ہر قسم کی چھری چاہے اس میں کیلیں یا لکڑی کا دستہ ہو یا نہ ہو اور ہر دھار دار چیز سے جانور ذبح کرنا جائز ہے اور بنا دستہ والی چھری سے بھی جانور ذبح کرنا جائز ہے۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ذبح ہر اس چیز سے کرسکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہادے یہ ضرور نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کریں بلکہ کھپچی اور دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہوسکتا ہے"۔(۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس چھری سے جانور ذبح کیا جائے خواہ قربانی ہو یا کچھ اور اس میں لکڑی وغیرہ کسی چیز کا دستہ ہونا ضروری نہیں"۔(۲)

کیا قربانی کا گوشت کافر کو دے سکتے اور کھلا سکتے ہیں؟

کفار و مشرکین سے تعلق رکھنے والے اکثر مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ قربانی کا گوشت کافروں اور مشرکوں کو دیتے ہیں اور کچھ لوگ تو پکا کر کھلاتے بھی ہیں حالاں کہ قربانی کا گوشت کافر کو دینا یا پکا کر کھلانا شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں اور حربی کفار کے ساتھ صلہ حرام ہے نہ انہیں کچا گوشت دینا درست اور نہ ہی پکا کر کھلانا درست۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔''(۳)

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۵، ص:۱۱۷ (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۲۹۴

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۴۶۷

فتاویٰ امجدیہ میں ہے:

"یہاں کے کفار کو قربانی کا گوشت نہ دینا چاہیے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں"۔(۱)

کیا قربانی کے بکرے کا دانتا ہونا ضروری ہے؟

عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ قربانی کے بکرے کا دانتا ہونا ضروری ہے اگر دانتا نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کے بکرے کا سال بھر کا ہونا ضروری ہے دانتا ہونا کوئی ضروری نہیں لہٰذا بکرا اگر سال بھر کا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے اگر چہ اس کے دانت نہ نکلے ہوں۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قربانی کے بکرا کی عمر سال بھر ہونا ضروری ہے دانت کا نکلنا ضروری نہیں لہٰذا بکرا اگر واقعی سال بھر کا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے اگر چہ اس کے دانت نہ نکلے ہوں۔"(۲)

اپنے نام سے نہ کر کے اوروں کے نام سے قربانی کرنا کیسا؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ مالک نصاب ہوتے ہیں ان پر قربانی واجب ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اپنے نام سے نہ کر کے اوروں کے نام سے قربانی کرتے ہیں مثلاً ماں، باپ یا بزرگان دین وغیرہم حالاں کہ یہ غلط ہے اس لئے کہ اس طرح کرنے سے قربانی کا وجوب اس کے ذمہ سے ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ جس شخص پر جس سال قربانی واجب ہے وہ اپنے نام سے کرے اگر ہر سال واجب ہے تو ہر سال اپنے ہی نام سے کرے ہاں اگر اس

(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳،ص:۳۱۸،

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲،ص:۴۵۶

کے بعد وسعت ہے تو دوسرا جانور یا بڑے جانور میں حصہ لے کر بزرگان دین یا اپنے زندہ یا مردہ ماں باپ یا جس کی جانب سے چاہے قربانی کرے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس پر قربانی واجب ہے اس کو خود اپنے نام سے قربانی کرنی چاہیے لڑکے یا زوجہ کی طرف سے کرے گا تو واجب ساقط نہ ہوگا، اپنے نام سے کرنے کے بعد جتنی قربانیاں کرے مضائقہ نہیں۔ مگر واجب کو ادا نہ کرنا اور دوسروں کی طرف سے نفل ادا کرنا بہت بڑی غلطی ہے، پھر بھی دوسروں کی طرف سے جو قربانی کی ہوگئی اور ایام نحر باقی ہوں تو یہ خود قربانی کرے گزرنے پر قیمت اضحیہ تصدق کرے"(۱)

جس کے نام سے عقیقہ نہ ہوا ہو کیا اس کے نام سے قربانی نہیں ہوسکتی؟

عوام میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ جس کے نام سے عقیقہ نہ ہوا ہو اس کے نام سے قربانی نہیں ہوسکتی۔ یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قربانی سے پہلے اس کے نام سے اگر کسی وجہ سے عقیقہ نہ ہوا تب بھی اس کے نام سے قربانی کرنا درست ہے شرعاً حرج نہیں اس لیے کہ عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مباح وسنت ہے جبکہ قربانی کرنا واجب ہے۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک عقیقہ نہ ہو جائے اس وقت تک قربانی نہیں ہوسکتی یہ ان کی غلط فہمی و جہالت ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح وسنت ہے"(۲)

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳،ص:۳۱۵

(۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۵،ص:۱۵۳،

کیا قربانی کے گوشت پر فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قربانی ہونے کے بعد گوشت پر جب تک فاتحہ نہ پڑھ دی جائے تب تک قربانی درست نہ ہوگی اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب قربانی ہوگئی تو فاتحہ کی کیا ضرورت اب فاتحہ کرنا ضروری نہیں حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ فاتحہ اصلا ایصالِ ثواب کو کہتے ہیں تو فاتحہ کرنے یا نہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، ہر پاک وحلال چیز پر فاتحہ پڑھنا جائز ودرست ہے جانور ذبح ہونے کے بعد گوشت پر فاتحہ پڑھیں یا نہ پڑھیں شرعاً حرج نہیں، لیکن قربانی کے گوشت پر فاتحہ پڑھنے کو ضروری خیال کرنا، یا فاتحہ کرنے سے منع کرنا ضرور جہالت ونادانی اور کم علمی ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا جائز ومستحسن ہے۔"(۱)

کیا جرسی گائے کا دودھ پینا گوشت کھانا اور اس کی قربانی کرنا درست نہیں ہے؟

عوام میں یہ مسئلہ بھی بہت مشہور ہے کہ نہ جرسی گائے کے دودھ کو پینا چاہیے نہ اسے کھانا چاہیے اور نہ ہی اس کی قربانی درست ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی وکم علمی اور جہالت ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جرسی گائے کا دودھ پینا اس کا گوشت کھانا اس کی قربانی کرنا سب جائز ہے شرعاً کوئی حرج نہیں اس لئے کہ جانوروں میں اصل اعتبار ماں کی طرف سے ہوتا ہے اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہے جو حکم جانور کی ماں کا ہے وہی حکم اس جانور کا ہوگا ہاں اگر کوئی شخص تقوی اختیار کرے اور احتیاط برتے تو الگ بات ہے البتہ فتویٰ یہی ہے کہ اس کی قربانی کرنا اس کا گوشت کھانا اور اس کا دودھ پینا جائز ہے۔

(۱) فتاوی تاج الشریعہ، ج:۱۰، ص:۳۲۰

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے نہ باپ سے۔''(۱)

فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

"جرسی گائے اور بیل جب کہ گائے کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں تو ان کی قربانی کرنا ان کا گوشت کھانا جائز ہے اور جرسی گائے کا دودھ پینا بھی جائز ہے اس لیے کی جانوروں میں ماں کا اعتبار ہے"۔(۲)

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"سنا جاتا ہے کہ نر خنزیر سے جفتی کے نتیجہ میں، ہی یہ نسل وجود میں آتی ہے اگر واقعہ یہی ہو تو بھی جرسی گائے اور اس کا دودھ حلال ہے کہ شریعت میں جانوروں کا نسب ماں کی طرف سے مانا جاتا ہے ماں گائے ہے تو اس کا بچہ بھی گائے ہی ہے۔ جو حکم اس کا وہی حکم بچہ کا، باپ حلال جانور ہو یا حرام اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔(۳)

کیا یہ درست ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ کیا جائے وہ والدین کی شفاعت نہیں کرے گا؟

یہ مسئلہ عوام میں بہت مشہور ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ کیا جائے وہ والدین کی شفاعت نہیں کرے گا یہ لوگوں میں غلط مشہور ہیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بچہ اگر پیدائش کے ساتویں دن سے پہلے مر گیا تو اس کے عقیقہ نہ کرنے سے اس کی شفاعت پر کوئی اثر نہ پڑے گا کہ وہ تو وقت آنے سے پہلے ہی گزر گیا، ہاں جس بچے نے عقیقہ کا وقت پایا یعنی سات دن کا ہوگیا اور بلا عذر باوصف استطاعت اس کا عقیقہ نہ کیا اس کے لئے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرنے پائے گا۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۷ (۲) فتاویٰ برکاتیہ، ص:۲۲۹

(۳) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۵، ص:۳۴۲

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’بچہ اگر ساتویں دن سے پہلے ہی مرگیا تو اس کے عقیقہ نہ کرنے سے کوئی اثر اس کی شفاعت وغیرہ پر نہیں کہ وہ وقت عقیقہ آنے سے پہلے ہی گزر گیا، جو بچہ قبل بلوغ مرگیا، اور اس کا عقیقہ کردیا تھا، یا عقیقہ کی استطاعت نہ تھی یا ساتویں دن سے پہلے مرگیا، ان سب صورتوں میں ماں باپ کی شفاعت کرے گا، جب کہ یہ دنیا سے باایمان گئے ہوں۔‘‘ ملخص۔ (۱)

مردہ بچے کے نام سے عقیقہ کرنا کیسا؟

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ بچہ اگر انتقال کر گیا اور اس کے نام سے عقیقہ نہ ہوا ہو تو عقیقہ کرنا ضروری ہے ورنہ ماں باپ گنہگار ہوں گے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ مردہ کسی بھی عمر کا ہو اس کے نام سے عقیقہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تو پیدائش کے شکریہ میں کیا جاتا ہے اور شکریہ زندہ کے لیے ہی ہوسکتا ہے مردے کے لئے نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’جو مرجائے کسی عمر کا ہو اس کا عقیقہ نہیں ہوسکتا‘‘۔ (۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’ مردے کا عقیقہ نہیں ہوسکتا کہ عقیقہ دم شکر ہے اور یہ شکرانہ زندہ ہی کے لیے ہوسکتا ہے۔‘‘ (۳)

اگر عورت کے نام سے قربانی ہو تو شوہر کا نام لیں یا عورت کے باپ کا

اس بات سے اکثر لوگ پریشان ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ قربانی عورت کی جانب سے ہو تو شوہر کا نام لیں یا عورت کے باپ کا حالاں کہ شرعاً کوئی حرج نہیں کہ عورت کے نام کے ساتھ جس کا بھی نام لیا جائے خواہ شوہر کا یا عورت کے باپ کا صرف عورت ہی کا

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۵۵۷ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۵۴۷ (۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۳۳۷

نام لینا کافی ہے بنت فلاں یا زوجہ فلاں کہنا ضروری نہیں لیکن اگر بنت فلاں یا زوجہ فلاں کہے تب بھی حرج نہیں۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس عورت کی طرف سے قربانی ہو خدائے علیم وخبیر خوب جانتا ہے کہ وہ فلاں کی لڑکی فلاں کی بیوی ہے اس لیے صرف عورت کا نام لینا ہی کافی ہے فلاں بنت فلاں یا زوجہ فلاں کہنا ضروری نہیں اور اگر کہہ دے تو کوئی حرج بھی نہیں"۔ (۱)

مالک نصاب ہو اور روپیہ نہ ہو تو کیا قربانی معاف ہے؟

اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ مالک نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے ہیں پوچھنے پر کہتے ہیں کہ روپیہ نہیں ہے حالاں کہ ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ قرض لے کر قربانی کریں یا اپنا کچھ مال بیچ کر قربانی کریں بہر صورت قربانی واجب ہے تو بغیر قربانی کیسے چھٹکارا نہیں اگر قربانی واجب ہے اور نہیں کریں گے تو گناہ گار ہوں گے جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اور جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے"۔ (۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر قربانی اس پر واجب ہے اور اس وقت اس کے پاس روپیہ نہیں تو قرض لے کر یا کوئی چیز فروخت کر کے قربانی کا جانور حاصل کرے اور قربانی کرے"۔ (۳)

کیا سری اور پائے پر جانور ذبح کرنے والے کا حق ہوتا ہے؟

اکثر جگہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جانور ذبح کرنے کے بعد ذبح کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ جانور کا سر اور پایا ہمارا حق ہے یہ غلط ہے اس لیے کہ جانور ذبح ہونے کے بعد سری اور

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص:۴۴۸ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۹۳ (۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۳۱۵

پائے پر اس کی ملکیت ہے جس کا جانور تھا خود کھائے یا کسی اور کو بطور ہدیہ دے شرعاً اس کا کوئی حق دار نہیں ہاں قربانی کا چمڑا یا گوشت یا سری پائے وغیرہ قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا ناجائز ہے۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قربانی کا چمڑا یا گوشت یا سری پائے قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں سری یا پائے خود کھائے یا کسی دوسرے کو بطور ہدیہ دے شرعاً اس کا کوئی حق دار نہیں اور یہ جو ذبح کرنے والوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ سرا ہمارا حق ہے غلط ہے ہاں قربانی کرنے والوں کو چاہیے کہ ذبح کرنے والے کو ذبح کرنے کی اجرت دے دیں۔ پھر سری گوڑی خواہ ذبح کرنے والے کو دیں یا کسی اور کو دے دیں"۔(۱)

کیا عقیقہ کا گوشت ماں باپ دادا دادی اور نانا نانی نہیں کھا سکتے ہیں؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہیں کھا سکتے ہیں یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح قربانی کا گوشت سب لوگ کھا سکتے ہیں ایسے ہی عقیقہ کا گوشت بھی ماں، باپ، دادا، دادی اور نانا، نانی سب لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی قباحت نہیں، اس لیے کہ اس کا حکم قربانی کے حکم کی طرح ہے، بلکہ جہاں اس کے کھانے کو برا جانتے ہوں وہاں ان کے لیے کھانا ضروری ہے اگر وہ کھائیں گے تو غلط رواج مٹانے کا ثواب پائیں گے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

"سب کھا سکتے ہیں"(۲)

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲،ص:۴۷۰

(۲) الملفوظ، ح:۱،ص:۳۶

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں، باپ، اور دادا، دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں"۔(۱)

اگر قربانی کی دعا پڑھے بغیر قربانی کی گئی تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قربانی کا جانور حلال ہونے کے لیے قربانی کی دعا پڑھنا ضروری ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور کا حلال ہونا دعائے قربانی پر موقوف نہیں بلکہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اگر جانور ذبح کر دیا گیا تو وہ حلال ہو جائے گا۔

فتاویٰ حبیبیہ میں ہے:

"جہاں تک حیوان مذبوح کے حلال ہونے کا تعلق ہے، کوئی سبب نہیں ہے کہ صحیح العقیدہ مسلمان کے اس کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہ ہو اور حرام ہو جائے اور اس کا حلال ہونا کسی مزید دعا کے پڑھنے پر موقوف ہو"۔(۲)

جانور کو بٹائی پر دینا کیسا ہے؟

بکری یا کوئی اور جانور اس طرح چرانے کو دینا کہ بچے نصف نصف تقسیم کر لیے جائیں گے یعنی چرائی میں آدھے بچے دیے جائیں گے یہ ناجائز ہے، کچھ لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ فاسدہ اور ناجائز ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی اجرت ملے گی۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اس

(۱) بہار شریعت ج:۳،ح:۱۵،ص:۱۵۵ (۲) فتاویٰ حبیبیہ، قسط:۱،ص:۴۶۹۵

کے کام کی اجرت مثل ملے گی"۔(۱)

کیا عقیقہ میں پورے بال اُتروانا ضروری ہے

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عقیقے میں پورے بال اتروانا ضروری ہے ورنہ عقیقہ نہ ہوگا یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ عقیقہ میں پورے بال اتروانا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اس لیے کہ جب عقیقہ کرنا واجب نہیں تو بال اتروانا کیوں کر ضروری ہوگا ہاں اگر کوئی شخص جوان ہوگیا کہ اب تک اس کا عقیقہ نہ ہوا تھا تو اب اسے اختیار ہے کہ چاہے تو سر منڈائے یا بال کٹوائے، لیکن اگر لڑکی جوان ہوگئی تو اس کو بال منڈوانا حرام ہے۔

ملک العلما علامہ شاہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عقیقہ کے ساتھ وہ بال دور کیے جاتے ہیں جو پیٹ سے پیدا ہوئے اور جب وہ ایک بار جدا ہوگئے تو اب عقیقہ کے ساتھ بال تراشنا کوئی ضروری نہیں، خصوصاً اگر لڑکی کا عقیقہ جوانی میں کیا جائے کہ عورت کو سر کا بال منڈانا حرام ہے، مثل داڑھی کے، واسطے مردوں کی"۔(۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۳، ح:ص:۱۴۰

(۲) فتاویٰ ملک العلماء، ص:۲۷۵

آدابِ قبر ومسجد کا بیان

قبرستان میں جانور چرانا کیسا ہے؟

قبرستان میں گائے، بیل، بھینس، اور بکری وغیرہ جانور چرانا یا باندھنا ناجائز وگناہ ہے اور قبور مسلمین کی توہین وبے حرمتی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باعث ہے کیوں کہ گائے، بیل، بھینس، بکری وغیرہ جہاں چرتے ہیں پیشاب، گوبر کرتے ہیں اور قبرستان میں انہیں چرانے اور باندھنے کا مطلب ہوا کہ قبور مسلمین کو جانوروں سے پامال کرنا ان کے پیشاب، گوبر سے قبروں کو ملوث اور گندہ کر کے ان کی بے حرمتی کرنا اور مردوں کو ایذا دینا ہے یہ سراسر ناجائز وگناہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" جانوروں کا قبرستان میں چرانا کسی طرح جائز نہیں مطلقا حرام ہے قبروں کی بے ادبی ہے، مذہب اسلام کی توہین ہے کھلی مذہبی دست اندازی ہے"۔(۱)

قبرستان میں موم بتی واگربتی لگانا کیسا ہے؟

خاص قبر کے اوپر چراغ وموم بتی جلانا، لوبان اگربتی لگانا منع ہے ہاں اگر قبر سے الگ ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو حرج نہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ اس کی روشنی اور خوشبو قبر میں جو دفن ہیں ان کو پہنچے گی ضرور جہالت ونادانی اور غلط فہمی ہے اس کی روشنیاں اور ڈیکوریشن وغیرہ جو کرتے ہیں یہ سب مردوں کو نہیں پہنچتیں مردوں کو صرف ثواب ہی پہنچتا ہے مردہ اگر جنتی ہے تو اس کے لیے جنت کی خوشبو اور روشنی کافی ہے اور جہنمی کے لیے نہ کوئی روشنی ہے نہ خوشبو۔

(۱) فتاویٰ رضویہ: ج:۶، ص:۴۹۲

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوئے ادب اور بد فالی ہے ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے" ملخص۔(۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"نفس قبر پر اگر بتی جلانا جائز نہیں اور قبر کے پاس لوگوں کی طیب خاطر کے لیے جائز و مستحسن ہے اور اگر کوئی نہ ہو نہ کسی کی آمد عنقریب متوقع ہو تو ناجائز ہے کہ محض اضاعت مال ہے"۔(۲)

مسجد میں اپنی ذات کے لیے سوال کرنا کیسا ہے؟

آج کل اکثر جگہ مسجدوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جیسے ہی امام سلام پھیرتا ہے تو کوئی نہ کوئی شخص فوراً کھڑے ہو کر اپنی ذات کے لیے سوال کرنے لگتا ہے حالاں کہ یہ طریقہ بالکل غلط اور خلاف شریعت ہے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو اس طرح کرنے اور مسجد میں اپنی ذات کے لیے بھیک مانگنے سے سختی سے منع کریں اس لیے کہ مسجد میں اپنی ذات کے لیے مانگنا حرام اور اس شخص کو دینا بھی منع ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد میں اپنے لیے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی علمانے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ امام اسماعیل زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہیے کہ ستر پیسے اللہ تعالیٰ کے نام پر اور دے کہ اس پیسے کا کفارہ ہوں"۔(۳)

بہار شریعت میں ہے:

"مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے"۔(۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۱۸۵، (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱۰، ص:۱۰۱،
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۴۳۶ (۴) بہار شریعت، ج:۱، ح۳، ص:۱۶۸

بیڑی سگریٹ پی کر مسجد میں جانا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بیڑی سگریٹ پی کر فوراً مسجد میں چلے جاتے ہیں حالاں کہ ایسی حالت میں کہ منہ کی بدبو ابھی زائل نہ ہوئی ہو مسجد میں جانا ناجائز ہے یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو وجہ یہ ہے کہ ان کی بدبو منہ میں باقی رہتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"جب منہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام نماز میں داخل ہونا منع"۔(۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد میں کچا لہسن پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہے" ملخص۔(۲)

مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا کیسا ہے؟

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی نماز جنازہ مسجد ہی میں ادا کرتے ہیں حالاں کہ لوگوں کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے اس طرح کے خلافِ شرع کاموں سے لوگوں کو بچنا ضروری ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض بہر صورت مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے کی ممانعت ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے"۔(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱، ص:۱۵۵ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح۳، ص:۱۶۹
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۵۷

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''صحیح یہ ہے کہ مسجد میں نہ جنازہ ہو، نہ امام جنازہ، نہ صف جنازہ یہ سب مکروہ ہے۔''(۱)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، خواہ میّت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔''(۲)

مسجد کی چھت پر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ مسجد میں جگہ ہونے کے باوجود بلا وجہ مسجد کی چھت پر نماز ادا کرتے ہیں حتی کہ کچھ جگہ گرمی سے بچنے کے لیے مسجد کی چھت پر نماز یا تراویح کی نماز ادا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر نماز ادا کرنا درست نہیں ہاں اگر ضرورت ہو کہ مسجد تنگ ہوگئی تو مسجد کی چھت پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"(مسجد کی چھت پر نماز ادا کرنا) مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے ہاں اگر مسجد جماعت پر تنگی کرے نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ مسجد پر صف بندی کر لیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے بشرطیکہ حال امام مشتبہ نہ ہو"۔(۳)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے، گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں"۔(۴)

(۱) مرجع سابق، ص:۸۱ (۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۴، ص:۱۵۸

(۳) فتاویٰ رضویہ ج:۳، ص:۵۷۵ (۴) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۲۱

کھانے پینے کا بیان

کھڑے ہو کر کھانا پینا کیسا ہے؟

آج کل یہ رواج ہے کہ اکثر جگہ شادی بیاہ اور ہر خوشی و غم کے موقع پر جب لوگ کھاتے پیتے ہیں تو کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں لوگوں کا یہ طریقہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جس سے مسلمانوں کو احتراز ضروری ہے یہ طریقہ غلط اور خلاف سنت ہے درست اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر کھایا پیا جائے اس لیے کہ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے اور کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے، ہاں اگر عذر شرعی ہو تو کھڑے ہو کر کھا پی سکتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يشربن احد منكم قائما فمن نسى فليستقى"۔(۱)

ترجمہ: تم سے کوئی کھڑے ہو کر نہ پیے تو جو بھی بھول کر پیے قے کر دے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''سوائے زم زم شریف وبقیۂ وضو کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے۔''(۲)

کسی کا جوٹھا بچا ہوا پانی پھینکنا کیسا ہے؟

آج کل یہ طریقہ لوگوں میں رائج ہے کہ پانی پینے کے بعد جو پانی برتن میں بچ جاتا ہے اسے پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے۔

(۱) صحیح مسلم، ص:۸۶۶، الحدیث:۵۲۷۹

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۳۰۴

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جوٹھا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جوٹھے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے"۔(۱)

اوجھڑی کھانا کیسا ہے اور اس کو کیا کیا جائے؟

اوجھڑی کھانا ناجائز ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ" ۔(۲)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر گندی چیزیں حرام فرمائیں گے آیت کریمہ میں خبائث کا معنیٰ ہے وہ چیزیں جن سے سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انھیں گندی جانیں،

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اوجھڑی اور آنتیں کھانے سے بھی اچھی طبیعت والے گھن کرتے ہیں اور یہ گندی چیزیں ہیں لہذا ان کا کھانا جائز نہیں۔

لہٰذا اوجھڑی کو دفن کر دیا جائے یا کسی کافر کو اگر دے دی جائے تو بھی حرج نہیں کہ اوجھڑی بھی خبیث اور گندی شی ہے اور کافر بھی گندا ہوتا ہے تو گندے کے لیے گندہ ہی مناسب ہوتا ہے۔

قرآن شریف میں ہے:

"اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ"۔(۳)

ترجمہ: گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھریوں کے لیے وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہ

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۶ (۲) القرآن، اعراف:۱۵۷ (۳) القرآن، پ:۱۸، س: النور، آیت:۲۶

رہے ہیں ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے (کنزالایمان)

فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

"لہذا دلالت النص سمجھا جائے یا اجرائے علت منصوصہ بہر حال اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز نہیں"۔(۱)

کیا جمعرات کے دن مچھلی کھانا منع ہے؟

مچھلی کھانا کسی دن منع نہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جمعرات کے دن مچھلی نہیں کھانا چاہیے یہ ان کی غلط فہمی ہے بلکہ مچھلی تو نہایت عمدہ اور محبوب غذا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت میں اہل جنت کو پہلی غذا مچھلی ہی ملے گی اور جو کھانا شرعی اعتبار سے درست ہے تو جمعرات کا دن ہو یا کوئی اور دن مچھلی کھانا کسی دن منع نہیں، کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جمعرات کے دن گھر میں مچھلی نہیں پکانا چاہیے اس لیے کہ اس سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں یہ ان کا خیال باطل و فاسد ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

''عوام کا یہ خیال غلط و حرام ہے مچھلی پکانا اس دن (یعنی جمعرات کے دن) شرعاً منع نہیں۔''(۲)

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں جب کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت کے خلاف ہے افضل دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہے اور اگر پانی پیے تو بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے

(۱) فتاویٰ برکاتیہ، ص:۲۲۷

(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸، ص:۳۳۷

پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیئے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے جب پی چکے الحمدللہ کہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا أكل أحدكم فلياكل بيمينه وإذا شرب فليشرب بيمينه فإن الشيطان يأكل بشماله ويشرب بشماله" ۔(۱)

یعنی تم میں سے جب کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو دائیں ہاتھ سے پیے کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورہ یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں۔ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پیناہے"۔(۲)

کیا کھانا کھانے کے درمیان بات چیت کرنا درست نہیں ہے؟

عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ کھانا کھانے کے درمیان بات چیت نہیں کرنا چاہیے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران باتیں کرتے رہنا چاہیے بالکل چپ رہنا مجوسیوں یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ کرے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے"۔(۳)

(۱) صحیح مسلم،،حدیث:۵۲۶۵،ص:۸۶۴ (۲) بہارشریعت ح:۱۶،ص:۱۹(۳) بہارشریعت،،ح:۱۶،ص:۱۹

کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ گرم کھانا یا گرم چائے یا کوئی اور گرم چیز کھاتے پیتے ہیں تو پھونک کر کھاتے پیتے ہیں حالاں کہ ایسا کرنا درست نہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن نفخ فى الشراب" (۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے والی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

نیز طبی نقطۂ نظر سے بھی کھانے پینے کی چیزوں میں پھوکنا منع ہے کہ سانس کے ذریعے اندر کے جراثیم باہر آکر توانا ہو جاتے ہیں اور پھر غذا کے ساتھ جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

کیا مسلمان دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

کچھ لوگ مسلمان دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان دھوبیوں کے یہاں کھانے میں شرعاً حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلاشبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے:

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی

(۱) جامع الترمذی، ج:۲،ص:۱۱۱

کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے" (۱)

کھانا کھانے کے لیے پوچھنے پر اس کے جواب میں بسم اللہ کرو کہنا کیسا ہے؟

کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے اور یہ بھی رواج ہے کہ جب کسی کو کھانے کے لیے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے. بسم اللہ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علمائے کرام نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ اس موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ برکت دے، اللہ زیادہ دے۔ (۲)

کھانا کھانے کے لیے صرف ایک ہاتھ یا صرف انگلیاں دُھلنا؟

کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں صرف ایک ہاتھ یا صرف انگلیاں یا چٹکی ہی دھلتے ہیں یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھلے جائیں۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھولیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی"۔ (۱)

---

(۱) الملفوظ، ح:۱، ص:۹ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح::۱۶، ص:۲۰

(۳) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۸

جھینگا مچھلی کھانا کیسا ہے

جھینگا مچھلی ہے یا نہیں اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اس لیے اس سے بچنا ہی اولیٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہیے" ملخص۔ (۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے بعض اسے مچھلی قرار دے کر جائز کہتے ہیں مگر بظاہر ان میں مچھلی کی شکل صورت نہیں اس کی بالکل جداگانہ صورت ہے کسی اجنبی کے سامنے پیش کیا جائے تو ہرگز اسے مچھلی نہ کہے گا بلکہ ایک دریائی کیڑا خیال کرے گا ایسی حالت میں اس سے اجتناب ہی چاہیے"۔ (۲)

کیا کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت نہیں بلکہ نمکین چیز سے شروع کر کے نمکین چیز پر ختم کرنا سنت ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"من السنة أن يبدأبالملح و يختم بالملح" (۳)

سنت یہ ہے کہ نمک سے شروع کرے اور نمک پر ختم کرے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۷۷ (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۲۹۹ (۳) فتاویٰ عالم گیری، ج:۵

کیا دوا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا منع ہے؟

دوا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھنا چاہیے تاکہ دوا میں برکت ہو اور اللہ کے نام کی برکت سے جلد صحت یاب ہو لیکن لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کی دوا کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنا چاہیے کیوں کہ اس سے مرض میں اضافہ ہوتا ہے یہ بات بالکل غلط اور شیطانی وسوسہ ہے۔ جس کا مقصد لوگوں کو خیر و برکت سے محروم کرنا ہے۔

چولھے کی مٹی یا ملتانی مٹی وغیرہ کھانا کیسا ہے؟

بعض حاملہ عورتیں چولھے کی مٹی اور ملتانی مٹی بڑے شوق سے کھاتی ہیں یہ درست نہیں اس لیے کہ اتنی مٹی کھانا جس سے نقصان پہنچے حرام ہے خواہ چولھے کی مٹی ہو یا ملتانی مٹی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سوندھی مٹی خوشبو خوش ذائقہ جسے طینِ خراسانی کہتے ہیں بعض حاملہ عورتیں اور پست طبیعت لوگ اسے کھاتے ہیں طباً مضر اور شرعاً حرام ہے"۔ (۱)

کیا مرغے کا چمڑا کھانا منع ہے؟

یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ مرغے کا پنجہ یا چمڑا کھانا درست نہیں یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جو حلال جانور شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو اس کا چمڑا کھانا حلال ہے اور جب چمڑا کھانا حلال ہے تو پنجہ یا پایا کھانے میں کوئی قباحت نہیں اس لیے کہ حلال جانوروں میں بائیس اجزا ایسے ہیں جن کا کھانا حرام یا مکروہ یا ممنوع ہے اور چمڑا ان بائیس اجزا میں نہیں ہے لہذا چمڑا سمیت گوشت یا پنجہ کھانے میں حرج نہیں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱، ص:۶۹۶

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مذبوح حلال جانور کی کھال بے شک حلال ہے شرعاً اس کا کھانا ممنوع نہیں اگرچہ گائے بھینس بکری کی کھال کھانے کے قابل نہیں ہوتی" (۲)

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"مرغ کے گوشت کو کھال اتار کر اور کھال سمیت دونوں طرح کھانا جائز ہے" (۳)







(۲) فتاویٰ رضویہ ج:۸، ص:۳۲۴

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص:۴۳۴

سلام کا بیان

صرف ہاتھ اٹھا کر یا سر کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب وہ سلام کرتے ہیں تو صرف ہاتھ اٹھا کر یا سر کے اشارے سے سلام کرتے ہیں جب کہ اس طرح سے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا درست نہیں اس لیے کی سنت طریقہ یہ ہے کہ لفظ سلام یا ان جیسے الفاظ کہے جائیں پھر اگر ان کے ساتھ ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا یا سلام کا جواب دیا تو درست ہے۔

بعض لوگ جو فقط انگلیوں اور ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرتے یا سلام کا جواب دیتے ہیں یہ طریقہ یہود ونصاریٰ کا ہے اس طرح سلام کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بندگی، آداب، تسلیمات، وغیرہا الفاظ سلام سے نہیں ہے اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں" ملخص۔ (۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ "انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا، بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو منھ سے جواب دینا واجب ہے"۔ (۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۹۸

(۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۹۲

مصافحہ کے بعد ہاتھ چومنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں اور یہ طریقہ زیادہ تر عورتوں میں دیکھا گیا ہے حالاں کہ مصافحہ کے بعد ہاتھ چومنا مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے"۔ (۱)







(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۹۹

زینت کا بیان

کیا نوٹوں کا ہار پہننا جائز ہے؟

آج کل لوگوں میں یہ رواج ہے کہ خوشی کے موقع پر خاص طور سے شادی بیاہ اور جلسوں وغیرہ میں نوٹوں کا ہار پہنتے اور پہناتے ہیں یہ طریقہ شرعاً درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے اور نوٹوں کا ہار پہننا اس لیے درست نہیں کہ اس میں تصویر، فخر و ریا اور مال و دولت سے دلی محبت کے اظہار کی خوشی پائی جاتی ہے لہٰذا اس کا استعمال ناجائز ہے، البتہ خالص پھولوں کا سہرا یا ہار بالکل جائز ہے۔

فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

"روپیہ کا مالا پہننا حرام ہے" (۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"نوٹوں کا ہار گلے میں ڈالنا ناجائز" (۲)

عورتوں کو گھنگھرو والے پازیب یا پائل پہننا کیسا ہے؟

عورتوں کو گھنگھرو والے پازیب یا پائل پہننا ناجائز و گناہ ہے کیوں کہ چلنے پھرنے میں زیور کی جھنکار غیر محرم تک پہنچتی ہے جو فتنہ کا سبب ہے اس لئے اس کا استعمال ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اللہ تعالی اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں اس لیے اسلامی ماں بہنوں کے لیے ضروری ہے کہ گھنگھرو والے یا بجتے ہوئے پازیب یا پائل خود بھی پہننے سے بچیں اور اپنی بچیوں کو بھی بچائیں۔

(۱) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۲،ص:۳۴۱

(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸،ص:۴۱۰،

خزائن العرفان میں ہے:

"عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے اسی لیے چاہیے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں"۔ (۱)

کیا محرم الحرام کے علاوہ عام دنوں میں بھی کالا کپڑا پہننا حرام ہے؟

یہ مسئلہ عوام میں بہت مشہور ہے کہ محرم الحرام کے علاوہ عام دنوں میں بھی کالا کپڑا پہننا حرام ہے یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ عام دنوں میں کالا کپڑا پہننا جائز بلکہ مستحب ہے چاہے ایک کپڑا کالا ہو یا دونوں کپڑے کالے ہوں البتہ سفید کپڑا پہننا زیادہ بہتر ہے اور سنت بھی لیکن اگر کوئی کالا کپڑا سوگ کے لیے پہنے تو ناجائز ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا"۔ (۲)

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جائز ہے، (کالا کپڑا پہننا جائز ہے) مگر محرم میں درست نہیں۔ نہ سب کپڑے سیاہ پہننا نہ کوئی ایک آدھ، یہ روافض کا دستور ہے اور ان کے ساتھ تشبہ ممنوع"۔ (۳)

بلڈ پریشر کا کڑا یا بواسیر کا چھلا پہننا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب انہیں بلڈ پریشر یا بواسیر وغیرہ بیماری ہو جاتی ہے تو بلڈ پریشر کا کڑا اور بواسیر کا چھلا وغیرہ پہنتے ہیں اور ان کا یہ گمان ہوتا ہے کہ اس سے بلڈ پریشر اور بواسیر کا مرض ختم ہو جاتا ہے جب کہ سونے چاندی کا استعمال

(۱) کنز العمال، ج:۸، ح:۱۶،ص:۱۶۴، (۲) بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۶،ص:۴۶

(۳) فتاویٰ مفتی اعظم، ج:۵،ص:۱۲۲

مردوں کے لیے اور لوہا، تانبہ، پیتل وغیرہ کسی دوسری دھات سے بنا ہوا زیور مثلاً کڑا یا چھلا کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے اور کسی ناجائز چیز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"چاندی سونے کے سوا لوہے، پیتل، تانبے، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائے کہ مردوں کے لیے اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کرسکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لیے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اس کے سوا دوا نہ ملے اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے اخبار سے معلوم ہو اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں "(۱)

کیا عورت کے لیے حمل کی حالت میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؟

یہ بات عورتوں میں بہت مشہور ہے کہ حمل کی حالت میں مہندی نہیں لگانا چاہیے یہ ان کی غلط فہمی ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ سوگ کے دنوں کے علاوہ عورت جب چاہے مہندی لگاسکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں چاہے وہ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم فرمایا ہے تاکہ عورتوں کے ہاتھوں کا مخنثوں اور مردوں کے ہاتھوں سے امتیاز ہو سکے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کو ہاتھوں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے۔لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں "(۲)

مسلمان عورتوں کو مانگ میں سندور اور ماتھے پر ٹکلی لگانا کیسا ہے

مسلمان عورتوں کو ماتھے پر سندور لگانا اور سر کی مانگ میں سندور بھرنا جائز نہیں

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، ص:۱۴۰، نصف آخر (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۰۸

ایسے ہی ٹکلی لگانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ طریقہ غیر مسلم کی عورتوں میں رائج ہے لہذا ایسا کرنے میں ان کی مشابہت ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم" -(۱)

ترجمہ: جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اس لیے مسلمان عورتوں کو سندور اور ٹکلی لگانا شرعاً درست نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سندور لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا اور افشاں یا ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں اور ٹکلی میں ہندوؤں سے مشابہت ہوتی ہے کہ مسلمان عورتیں استعمال نہیں کرتیں، ان کے استعمال سے احتراز چاہیے"۔(۲)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"بندیا لگانا مشرکانہ رسم ہے اس سے بھی مسلمان عورت ضرور بچے اور شوہر اسے ضرور روکے ورنہ اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا"(۳)

کیا کالی مہندی لگانا جائز ہے؟

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کالا خضاب لگانا حرام ہے مگر کالی مہندی لگانا جائز یہ بات لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح حالت جہاد کے سوا کالا خضاب لگانا حرام ہے اسی طرح کالی مہندی بھی لگانا حرام ہے حدیث شریف میں بغیر کسی قید کے کالے رنگ سے روکا گیا ہے لہذا جو چیز بالوں کو کالا کرے چاہے وہ

(۱) سنن ابوداؤد: حدیث ۴۰۳۱، ص ۸۴۵ (۲) فتاویٰ امجدیہ: ج:۴، ص:۶۰

(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹، ص:۳۲۷،

مہندی ہو یا تیل یا کوئی اور چیز سب ناجائز وحرام ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز وحرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے"۔ (۱)

غیر محرم منہاروں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر عورتوں کا چوڑی پہننا کیسا ہے؟

آج کل یہ طریقہ اکثر رائج ہے کہ عورتیں غیر محرم مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنتی ہیں جو کہ سخت ناجائز وحرام اور گناہ کا کام ہے غیر محرم عورت کو چوڑی پہنانے والے اور غیر محرم مرد سے چوڑی پہننے والی عورتیں سب گنہگار ہیں بلکہ اس میں دوگنا حرام کاری ہے ایک غیر محرم کو ہاتھ دکھانا دوسرا غیر محرم کے ہاتھ میں ہاتھ دینا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اسی کے متعلق سوال ہوا تو آپ تحریر فرماتے ہیں:

"حرام حرام حرام ہے ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں"۔ (۲)

ہاتھ پاؤں کے بال دور کرنے کا کیا حکم ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مردوں کے لیے ہاتھ پاؤں کے بال دور کرنا ناجائز ہے، حالاں کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کے لیے بھی ہاتھ پاؤں کے بال دور کرنے کی اجازت ہے البتہ سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا صحیح نہیں البتہ مردوں کے لیے بہتر ہے کہ

(۱) فتاویٰ رضویہ: ج:۹، نصف اول، ص:۳۲

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر: ص:۲۰۸

بلا ضرورت دور نہ کریں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں"۔ (۱)

کیا شادی شدہ عورتوں کے لیے چوڑی پہننا ضروری ہے؟

یہ بات عورتوں میں بہت مشہور ہے کہ شادی شدہ عورتوں کے لیے چوڑی پہننا ضروری ہے اگر نہ پہنیں گی تو یہ بیوہ ہونے کی علامت ہے اور کچھ عورتوں کا یہ کہنا ہے کہ عورت اگر چوڑی نہ پہنے تو اس کے ہاتھ کا کھانا پانی حرام ہے اور اس طرح کی دیگر لغو باتیں عورتوں میں رائج ہیں، یہ ان کی جہالت و غلط فہمی اور کم علمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ شادی شدہ عورت ہو یا لڑکی کسی کے لیے بھی چوڑی پہننا ضروری نہیں عورتوں کا خیال فاسد و باطل ہے کہ عورت چوڑی نہ پہنے تو اس کے ہاتھ کا کھانا پانی حرام ہے چوڑی یا

سونے چاندی کے زیور عورتوں کو پہننا زینت کے لیے ہوتا ہے اگر کوئی عورت نہ پہنے تو شرعاً حرج نہیں ہاں اگر اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے پہنے تو باعث ثواب ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"جائز ہیں، بلکہ شوہر کے لیے سنگار کی نیت سے مستحب، بلکہ شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب" ملخص۔ (۲)

کیا میکے میں پردے کی ضرورت نہیں ہے؟

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عورتوں کو میکے میں پردے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پردے کی ضرورت صرف سسرال میں ہے یہ ان کی غلط فہمی و کم علمی اور جہالت نیز احکام شرع سے ناواقفی ہے، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کا نامحرم مرد سے یعنی جس سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۹۷ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، نصف اول، ص:۲۳۵

اس سے ہر حال میں پردہ کرنا واجب ولازم ہے اب عورت چاہے سسرال میں ہو یا مائکے میں اس کی کوئی قید نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى"۔ (۱)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(کنزالایمان)

حدیث شریف میں ہے:

"عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم قال "المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان"۔ (۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردے میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے۔

کیا عورتوں کو کان کا اوپر والا حصہ چھدوانا سنت ہے؟

یہ بات عورتوں میں بہت مشہور ہے کہ عورتوں کو کان کے اوپر والا حصہ چھدوانا سنت ہے جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کان چھدوانا ایک مباح کام ہے سنت و واجب نہیں البتہ اگر کسی مباح کام کو اچھی نیت سے کیا جائے تو محمود ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"وہ (یعنی کان چھدوانا) صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلاً نہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمود کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لیے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعاً محمود ہے اور جب کہ یہ امر خود زیور ہائے گوش کے لیے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس صلی اللہ حضور پرنور

(۱) القرآن: پ:۲۲، س: الأحزاب، آیت:۳۳ (۲) سنن الترمذی، حدیث:۱۲۰۸، ص:۵۵۱

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ سلامہ علیہ نے جائز و مقرر رکھا بحکم دلالت ثابت"۔ (۱)

ہاں جہاں کا عرف ہو کہ عورتیں کان میں دو تین سراخ کراتی ہوں تو یہ مباح کام ہے منع نہیں ہے لیکن اسے سنت نہیں کہا جا سکتا۔

کیا پاجامہ پہننا سنت ہے

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پاجامہ پہننا سنت ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ پاجامہ پہننا سنت نہیں بلکہ تہبند پہننا سنت ہے ہاں اس کو سنت اس معنی کر کے کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے پہنا اور اس میں ستر بھی زیادہ ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

پاجامہ پہننا سنت ہے، کیوں کہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے اس کو سنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے پسند فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا خود حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تہبند پہنا کرتے تھے، پاجامہ پہننا ثابت نہیں"۔ (۲)







(۱) فتاویٰ رضویہ، ۹، نصف اول، ص:۵۷ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۵۳۔

آداب کا بیان

جس مصلیٰ پر کعبہ مقدسہ یا کسی متبرک مقام کا نقشہ بنا ہو اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جس مصلیٰ پر کعبہ مقدسہ یا کسی متبرک مقام کا نقشہ ایسا صاف اور صحیح بنا ہو کہ اسے دیکھتے ہی فوراً ذہن اصل کی طرف جا پہنچے تو اس کا اعزاز و اکرام اصل کی طرح ہی ہوگا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علمائے دین نے نقشہ کا اعزاز و اعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں"۔ (۱)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فی الواقع ان جانمازوں کو استعمال نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کعبہ مقدسہ و روضۂ اطہر کے نقشہ ہوتے ہیں اور نقشے لائق تعظیم ہیں اور انہیں بچھانا مخل بہ تعظیم ہے اور ان پر پاؤں رکھنا سخت بے حرمتی ہے اور اکثر بلا قصد سرزد ہوتا ہے جس سے احتراز عادۃً مشکل ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ان مصلوں کو نماز کے لیے استعمال نہ کیا جائے"۔ (۲)

لہٰذا وہ مصلیٰ جس پر نماز پڑھی جائے اگر اس پر نماز پڑھتے وقت پیر نہ پڑتا ہو تو اس کا بچھانا اور نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اس کا بچھانا جائز نہیں۔

کیا سجدۂ تلاوت کے بعد دونوں طرف سلام پھیرنا ضروری ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ سجدۂ تلاوت ادا کرتے ہیں تو اس کے لیے باقاعدہ نیت باندھتے اور دونوں جانب سلام بھی پھیرتے ہیں یہ لوگوں کا طریقہ غلط ہے درست طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار تسبیح پڑھ کر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ نہ تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے نہ تشہد کرے اور نہ ہی سلام پھیرے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص: ۱۵۰ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۹، ص:۳۰

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''سجدۂ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔'' (۱)

کیا قرآن مجید کھلا ہوا چھوڑ دیں تو اسے شیطان پڑھے گا؟

قرآن شریف پڑھتے وقت اگر کہیں جانے کی ضرورت پڑ جائے تو قرآن شریف کو بند کر دیا جائے یہ ادب کی بات ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن پاک کو بند نہ کیا جائے کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو اسے شیطان پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا اس کی اصل نہیں ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسا اختراع کیا ہو"۔ (۲)

تلاوت کے وقت لوگوں کا سبحان اللہ ماشا اللہ کہنا کیسا؟

عام طور سے یہ طریقہ بھی لوگوں میں رائج ہو گیا ہے کہ جب مظاہرہ حسن قرأت یا جلسوں و میلاد کی محفلوں میں قرآن کی تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے تو تلاوت کے بیچ مجمع سے لوگ سبحان اللہ، ماشاء اللہ کی صدائیں بطور داد و تحسین لگاتے ہیں حالاں کہ سبحان اللہ، ماشاء اللہ یا اس طرح کے کلمات تلاوت قرآن کے درمیان کہنا ناجائز ہے اور قرآن پاک کی آیت کے خلاف بھی ہے لہٰذا لوگوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے بیچ اس طرح کے کلمات کہنے سے بچنا ضروری ہے۔

(۱) بہار شریعت، ج۱، ح:۴، ص:۶۸

(۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۱۹

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)(۱)

قرآن مجید بوسیدہ ہو گیا تو کیا اس کو جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

بوسیدہ قرآن کو جلانا جائز نہیں بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس بات کا خیال رہے کہ اس پر مٹی نہ پڑے چاہے لحد بنا کر دفن کریں یا اس کے اوپر لکڑی یا پتھر وغیرہ رکھ کر دفن کریں اور اگر ایسی جگہ نہ ہو کہ دفن کر سکیں تو کسی دریا یا نہر میں کوئی وزنی پتھر وغیرہ باندھ کر ڈال دیں تا کہ یہ اوراق پانی کے نیچے چلے جائیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مصحف کریم کا احراق (یعنی جلانا) جائز نہیں، بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑے"۔(۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے تا کہ مٹی اس پر نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔"(۳)

(۱) القرآن پ:۹، س: اعراف، آیت:۲۰۴ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۷۲

(۳) بہار شریعت: ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۱۸

قرآن خوانی کی محفل میں سارے لوگوں کا مل کر بلند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کرنا کیسا؟

عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ قرآن خوانی کی محفلوں میں سارے لوگ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں حالاں کہ اس طرح سے لوگوں کا ایک ساتھ مجمع میں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا ناجائز و حرام ہے، اگر چند افراد پڑھنے والے ہوں تو حکم یہ ہے کہ سب لوگ آہستہ آہستہ پڑھیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دو یا زیادہ آدمیوں کا باآواز پڑھنا اور شدید ممنوع کہ مخالف حکم قرآن اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے ان لوگوں کو چاہیے کہ آہستہ پڑھیں"۔(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں"۔(۲)

تلاوتِ قرآن کے وقت ما کان محمد پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے جب آیت "**ما کان محمد**" پر پہنچتے ہیں یا تلاوت قرآن کے وقت لفظ **ما کان محمد** سنتے ہیں تو انگوٹھا چومنے لگتے ہیں، لوگوں کا یہ طریقہ غلط ہے، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت خاموش رہ کر سننا واجب ہے اب اگر اس وقت کوئی شخص انگوٹھا چومے تو درست نہیں کہ یہاں واجب کو ترک کر کے دوسرا کام کر رہا ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ: ج:۳، ص:۲۸

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص:۹۶

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

"وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" (۱)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قران مجید پڑھا جائے اسے کان لگا غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے" (۲)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے ایک سوال ہوا کہ فاتحہ خوانی کے وقت جب فاتحہ خواں **"ما کان محمد"** کو پڑھے تو انگوٹھا چوم سکتے ہیں یا نہیں تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

"اس وقت قرآن سننا فرض ہے، انگوٹھا نہ چومے جائیں" (۳)

تنبیہ: یاد رہے قرآن پاک کی تلاوت اور خطبے کے علاوہ میں نام اقدس ﷺ پر انگوٹھا چومنا باعث ثواب و برکات ہے۔







(۱) القرآن: پ۹، س: الاعراف، آیت: ۲۰۴ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۱۶۶
(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸، ص:۴۰۰

محرم الحرام کا بیان

محرم الحرام کے چاند کو غمی کا چاند کہنا کیسا؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ محرم الحرام کے شروع کے دس دنوں کو لوگ غمی کے دن کہتے ہیں اور عورتیں محرم الحرام کے چاند کو غمی کا چاند کہتی ہیں اور نئی دلہن کے لیے ضروری خیال کرتی ہیں کہ وہ یہ چاند سسرال میں نہ دیکھے بلکہ میکے میں آکر دیکھے۔ یہ سب لوگوں کی جہالت اور عورتوں کی من گھڑت باتیں ہیں اس طرح کی باتوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے مذہب اسلام میں تین دن سے زیادہ کسی کی موت کا غم منانا یعنی جان بوجھ کر ایسے کام کرنا کہ جس سے غم کا اظہار ہو ناجائز ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

''تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا۔'' (۱)

ایسے ہی کسی کے غم میں کسی مہینے یا دن یا چاند کو غمی کا چاند یا غمی کا دن یا غمی کا مہینہ کہنا درست نہیں، رہا مسئلہ چاند دیکھنے کا تو کوئی بھی عورت کوئی سا چاند کہیں بھی دیکھ سکتی ہے البتہ عورتوں کو کھلے چھت پر چڑھ کر چاند دیکھنا کہ جس سے بے پردگی ہو ضرور ناجائز ہے۔

کیا محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنا منع ہے؟

عوام میں یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ محرم کا مہینہ غمی و سوگ کا مہینہ ہے اس لیے اس میں شادی بیاہ کرنا درست نہیں یہ لوگوں کی جہالت و کم علمی اور احکام شرع سے ناواقفی ہے صحیح بات یہ ہے کہ نکاح سال کے کسی بھی مہینے میں کرنا شرعاً منع نہیں اب چاہے وہ محرم کا مہینہ ہو یا صفر کا یا کوئی اور مہینہ۔ دراصل محرم میں سوگ منانا فرقہ ملعونہ رافضیوں اور شیعوں کا کام ہے جو کہ اب اہل سنت و جماعت میں بھی رائج ہو گیا ہے اور خوشی منانا مردود خارجیوں کا شیوہ

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح۴، ص:۱۶۷

لیکن نیاز فاتحہ دلانا اور نفل پڑھنا روزے رکھنا اہل سنت کا کام ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"عشرہ محرم الحرام میں نکاح بلا کراہت جائز ہے، خلاف تقوی بتانا اسے غلط ہے۔ ایسا بتانے والے پر توبہ لازم ہے"۔(۱)

تعزیہ، علم اور پائک بننے کی منت ماننا کیسا ہے؟

مروجہ تعزیہ داری ناجائز و گناہ ہے اس لیے اس کی منت ماننا بھی گناہ اور ایسے ہی دیگر خلاف شرع کام جن کی بنیاد جہالت و حماقت پر ہوتی ہے سب لغو و بدعت سیۂ قبیحہ ہیں مثلاً علم، مہندی، پائک بننا یعنی جب سے تعزیہ چوک پر آجاتا ہے اور جب تک مصنوعی کربلا میں پھینک نہیں دیا جاتا اس وقت تک پائک بننے والا کھڑا ہی رہتا ہے یہ سب گناہ ہے اور کوئی شخص ان چیزوں کی منت مانے تو ضروری ہے کہ اسے پورا نہ کرے تا کہ گناہ گار ہونے سے بچ جائے، اور ان میں سب سے زیادہ گناہ پائک بننے میں ہے کہ وہ کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرتا ہے نماز چھوڑے رہتا ہے جس کے سبب سخت گناہ گار ہوتا ہے ایسے لوگوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کبھی خوش نہیں ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علم، تعزیہ، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیہ دیکھنے کو نکلنا یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں"۔(۲)

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱۰، ص:۶۸

(۲) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۴۴

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منت سخت جہالت ہے ایسی منت ماننی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے"۔(۱)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"پیک بنا جسے عام لوگ پائک، پانخ کھڑا ہونا کہتے ہیں یہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں شریعت مطہرہ کے نزدیک سب لغو، خرافات اور بدعات ہیں، اور پھر اس کا کھڑے ہو کر پیشاب، پاخانہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا گناہ سخت گناہ ہے ان لوگوں سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ہرگز ہرگز خوش نہیں، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے کہ یہ سب خرافات شیوہ روافض ہیں"۔(۲)

کیا محرم الحرام میں مچھلی کھانا منع ہے؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ محرم الحرام میں مچھلی نہیں کھانا چاہیے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مچھلی کھانا کسی دن منع نہیں ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محرم میں مچھلی نہیں کھانا چاہیے اگر ایسا سوگ کی وجہ سے کہتے ہیں تو ناجائز ہے مچھلی کھانا شرعاً درست ہے اور جو کھانا شرعی اعتبار سے درست ہے تو محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ یا دن مچھلی کھانا منع نہیں۔

فتاوی بریلی شریف میں ہے:

"مچھلی کا کھانا کسی دن منع نہیں ہے بعض جہلا یہ کہتے ہیں کہ ایام محرم میں مچھلی کھانا نہ چاہیے یہ بالکل بے اصل ہے"۔(۳)

(۱) بہار شریعت، ج:۲، ح:۹، ص:۳۵ (۲) فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص:۶۹۴

(۳) فتاوی بریلی شریف، ص:۳۰۲

چوک پر اور تعزیہ کے سامنے فاتحہ دینا کیسا؟

عوام میں یہ طریقہ بہت رائج ہے کہ ایام محرم میں مالیدہ بنا کر یا شیرنی وغیرہ لے جا کر چوک پر یا تعزیہ کے سامنے فاتحہ دلاتے ہیں لوگوں کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شرع ہے صحیح بات یہ ہے کہ کھانے پینے کی ہر جائز چیز پر اصلا فاتحہ و نیاز درست ہے لیکن اسے چوک پر یا تعزیہ کے سامنے نذر و نیاز دلانا اور اس کے سامنے فاتحہ دلانے کے سبب اسے تبرک سمجھنا ضرور جہالت و حماقت ہے حتی کہ علمائے کرام کے لیے حکم ہے کہ چوک و تعزیہ کے سامنے نیاز دی ہوئی چیز کو نہ لیں تا کہ عوام کے دل میں اس کی عقیدت نہ بڑھے، عوام اہل سنت کو چوک اور تعزیہ پر فاتحہ سے بچنا ضروری ہے البتہ چوک اور تعزیہ سے الگ جو سچی نیت سے بزرگان دین اور شہدائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے فاتحہ دی جائے اس کی شیرنی ضرور تبرک ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"فاتحہ جائز ہے روٹی، شیرنی، شربت چاہے جس چیز پر ہو، مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اس کے سامنے ہونا جہالت ہے اور اس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے، ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے"۔ (۱)

محرم الحرام میں رلانے والی تقریر کرنا کیسا ہے؟

کچھ مقرروں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنی تقریر میں اور شاعر یا نعت خواں اپنے اشعار میں آقا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت و دیگر شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی شہادت اور واقعات کربلا اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ سامعین رونے لگتے ہیں حتی کہ وہ خود بھی روتے یا رونے کی طرح چہرہ بناتے اور سامعین کو بھی رونے پر مجبور کر دیتے ہیں یہ ان کی

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۴۴

جہالت و حماقت ہے اور اگر تقریر سے مقصود رلانا ہو کہ جس سے تجدید حزن و غم ہو شرعاً ناجائز ہے۔ ہاں اگر واقعات کربلا پڑھ کر سن کر یا شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ان کی یاد آ جائے جب کہ رونا، پیٹنا، نوحہ، ماتم اور غم مقصود نہ ہو تو حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں"۔ (۱)

عورتوں کا مرثیہ پڑھنا یا سننا کیسا ہے؟

آج کل کے مرثیہ جو عام طور پر پڑھے اور سنے جاتے ہیں سخت ناجائز و حرام ہیں اور اگر عورتیں پڑھیں تب تو اور زیادہ سخت گناہ ہے کہ جب عورت کی آواز ہی پردہ ہے تو اپنی آواز غیر محرم تک پہنچانا گناہ اور مرثیہ پڑھنا تو سب کے لیے گناہ کا ذریعہ ہے اس لیے عوام اہل سنت کو مرثیہ پڑھنے سے بچنا ضروری ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مرثیہ کہ رائج ہیں سب حرام و ناجائز ہیں"۔ (۲)

شہادت نامہ پڑھنا اور پائک جھمانا کیسا ہے؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کا ذکر کرنا سننا پڑھنا جائز ہے چاہے نظم میں ہو یا نثر میں لیکن آج کل کے شہادت نامے جو عوام میں پڑھے اور سنے جاتے ہیں یہ گڑھے ہوئے جھوٹ سے بھرے ہوئے باطل روایتوں پر مشتمل ہیں اس لیے ان کا پڑھنا سننا حرام سخت حرام ہے پڑھنے اور سننے والے دونوں گناہ گار ہیں

(۱) احکام شریعت، ص:۱۴۵

(۲) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۳۷

اور جب شہادت نامہ پڑھنا درست نہیں تو اسے پڑھ کر پائک جھمانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز گناہ ہے کہ جب پائک بننا بنانا ہی گناہ ہے تو جھومنا جھمانا اور زیادہ گناہ کا ذریعہ ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایت باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے"۔ (۱)

محرم الحرام میں کالا ہرا اور لال کپڑا پہننا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک خاص طور سے تین طرح کے لباس پہنتے ہیں یعنی ہرا، کالا، لال حالاں کہ ایام محرم میں تین قسم کے کپڑے پہننا درست نہیں ہے کالا رنگ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے ہرا رنگ کہ یہ بدعتیوں یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور لال رنگ خارجیوں کا طریقہ ہے کیوں کہ معاذ اللہ وہ خوشی ظاہر کرنے کے لیے پہنتے ہیں۔ البتہ اگر مختلف رنگ کا کپڑا ہے تو اس میں مشابہت نہیں پہن سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کو چاہیے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے سیاہ، سبز، سرخ، سیاہ میں: اودا، نیلا، کاسنی، سبز میں: کاہی، دھانی، پستی، سرخ میں: گلابی، عنابی، نارنجی سب

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۶۲

داخل ہیں، غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے"۔ (۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عشرہ محرم میں تین رنگ کے لباس اہل بدعت پہنتے ہیں ان تینوں سے اجتناب چاہیے اول سرخ یا گلابی کہ یہ خوارج دشمنان اہل بیت اظہار مسرت کے لیے پہنتے ہیں، دوم سیاہ کہ اس کو روافض پہنتے ہیں، سوم سبز یا دھانی کہ یہ تعزیہ داروں کا شیوہ ہے۔ اگر کپڑا مختلف رنگ کا ہو تو وہ ان تینوں سے خارج ہے"۔ (۲)

فرضی کربلا بنانا وہاں فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

آج کل جہاں دیکھو وہاں پر مصنوعی کربلا نظر آتا ہے حتی کہ ہر گاؤں ہر قصبہ اور ہر شہر کا کربلا الگ الگ ہوتا ہے جس میں لوگ مروجہ تعزیہ بنا کر پھینکتے ہیں یہ سب ناجائز و گناہ کا کام اور تضییعِ مال ہے، اسے مقدس جگہ سمجھ کر اس کا احترام کرنا وہاں نیاز و فاتحہ دلانا جہالت وحماقت اور روافض کا شیوہ ہے اصل میں کربلا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید کیے گئے اور وہ عراق میں ہے لیکن اب جہاں تعزیہ پھینکتے ہیں اسے ہی لوگ کربلا سمجھنے لگے یہ ان کی جہالت وکم علمی ہے مذہب اسلام میں ان فرضی کربلاؤں کی کوئی حیثیت نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ ساختہ کربلا مجمع بدعات ہے"۔ (۳)

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مذکورہ کربلا محض فرضی ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں"۔ (۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۳۷، (۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۱۶۷
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۹ نصف آخر، ص:۶۹ (۴) فتاویٰ تاج الشریعہ ج:۱۰ ص:۶۹

نوحہ و ماتم کرنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ محرم کی دسویں رات میں جب تعزیہ چوک یا امام باڑے پر رکھ دیا جاتا ہے تو حسن حسن کہہ کر سینے پر ہاتھ مارتے، سینہ کوٹتے رہتے ہیں اور کچھ نوحہ خوانی کرنے لگتے ہیں یہ ان کی سخت جہالت وحماقت ہے اور نوحہ و ماتم کرنا سینہ کوٹنا حرام سخت حرام ہے عوام اہل سنت کو اس حرکت قبیحہ سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے اس لیے کہ ایام محرم میں ایسی حرکتیں کرنے والوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کبھی خوش نہیں ہوں گے بلکہ ان کے نام سے قرآن خوانی میلاد پاک کرنا بہتر ہے اس سے امام حسین رضی اللہ عنہ خوش ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ماتم کرنا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے حسن حسن بتشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے"(۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"نوحہ کی حدیثوں میں ممانعت آئی، ہر قسم کے نوحہ سے احتراز لازم"۔(۲)

محرم کا تیجہ چالیسواں کرنا کیسا ہے؟

اکثر جگہ یہ رسم محرم الحرام کی بارہ تاریخ کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا تیجہ کرتے ہیں اور اس دن چوک پر تیل پھول اتارتے نیاز و فاتحہ دلواتے ہیں لوگوں کا یہ طریقہ غلط اور خلافِ شریعت ہے بارہ محرم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا تیجہ کہنا گویا کہ یہ تصور کرنا کہ دس محرم کو تعزیہ دفن کیے تو اب تیسرے دن تیجہ ہے یہ بھی جہالت وحماقت ہے۔

آقا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم سفر دیگر شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۳۷ (۲) فتاوی امجدیہ، ج۴، ص:۲۹۱

نوش فرمائے صدیاں ہوگئیں تو ان کے لیے یہ تصور کرنا کہ ہر سال ان کی موت تعزیہ دفن کرنے پر ہوتی ہے اس لیے تیجہ کیا جاتا ہے ضرور جہالت وحماقت ہے لہذا بارہ محرم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے تیجہ کا دن کہنا اور چوک پر تیل پھول اتارنا فضول خرچی ہے۔ ہاں اگر ان کے نام سے میلاد، فاتحہ، قرآن خوانی کا اہتمام کریں اور خلاف شرع ان میں کوئی چیز نہ ہو تو شرعاً حرج نہیں بلکہ یہ تو ثواب کا کام ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے"۔(۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"مروجہ تعزیہ داری حرام ہے، نفس فاتحہ و تیجہ اور چالیسواں میں حرج نہیں مگر فاتحہ تعزیہ کے سامنے منع ہے"۔(۲)

کیا محرم الحرام میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی فاتحہ نہیں ہوسکتی ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ محرم الحرام میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے فاتحہ نہیں کرنی چاہیے کہ محرم میں صرف انہی کے نام سے فاتحہ درست ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ سب دن ہر مہینہ و تاریخ میں ہر ولی اور بزرگ کے نام سے فاتحہ ہوسکتی ہے شرعاً حرج نہیں۔

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۴۷ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸، ص:۲۲۹

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانے میں تمام انبیا اولیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگر چہ خاص عشرہ کے دن ہو"۔ (۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے"۔ (۲)

کیا دس محرم الحرام کو روزی کمانا حرام ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کو کاروبار کرنا منع ہے اور اگر اس دن کوئی روزی کمائے گا تو حرام کمائے گا یہ لوگوں کی جہالت و کم علمی اور شریعت پر افترا ہے صحیح بات یہ ہے کہ سال کے کسی بھی دن روزی کمانا کاروبار کرنا منع نہیں جب کہ حلال طریقے سے رزق حاصل کرے اور اگر حرام طریقے سے حاصل کرتا ہے تو پھر محرم کی دسویں تاریخ کی کیا تخصیص سال کے کسی بھی دن ایسی روزی کمانا حلال نہیں۔

عاشورہ کے دن نفل نماز کی کیا حقیقت ہے؟

عاشورہ کا دن بہت ہی فضیلت کا دن ہے اس دن تلاوت قرآن ذکر و اذکار اور نوافل پڑھنے کی بہت فضیلت ہے لیکن عاشورہ کے دن معینہ نوافل کے متعلق جو حدیث بیان کی جاتی ہے یہ حدیث درست نہیں ائمہ دین اس حدیث کو موضوع مانتے ہیں اور باطل قرار دیتے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''عاشورا ایام فاضلہ سے ہے اور نماز بہترین عبادات اور اوقات فاضلہ میں اعمالِ صالحہ کی تکثیر قطعاً مطلوب و مندوب مگر اس دن نوافل معینہ بطریق مخصوصہ جو حدیث روایت

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۹، نصف آخر، ص:۴۴ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۴۵

کی جاتی ہے علما اسے موضوع و باطل بتاتے ہیں"(۱)

کیا سید عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ خاتون جنت اور امام عالی مقام کو دیکھ کر تعزیہ کے ساتھ ہو لیے تھے؟

تعزیہ کی تعریف اور اس کی تصحیح و تائید میں کچھ لوگ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ایک مرتبہ جلاہوں کا تعزیہ جا رہا تھا حضرت سید عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ اس تعزیے کے ساتھ ساتھ کربلا تک گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے مرید و خدام بھی گئے کچھ دنوں بعد جب خاص مریدوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے تعزیے سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ میں گئے تھے۔

اسی طرح سے ایک اور واقعہ انہیں بزرگوں کی جانب منسوب کر کے بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک بار عاشورہ کے دن سید عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے کہ لوگ تعزیہ لیے جا رہے تھے آپ اسی کے ساتھ ہو لیے جب لوگوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ یہ دونوں واقعات بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہیں جسے تعزیہ داروں نے خود سے گڑھ لیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول مجبورانہ حکایات بناتے ہیں اسی شاخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے کوئی مولوی فضل الرحمٰن صاحب سے کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور سب باطل و مصنوع ہیں"۔ (۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۳، ص:۴۶۰ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۳۷

واقعات وروایات کا بیان

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعلین شریف پہن کر معراج میں تشریف لے گئے؟

عوام الناس کے درمیان یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور بعض مقررین اسے بیان بھی کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں گئے پھر جب آپ اپنے نعلین شریف کو اتارنے لگے تو رب نے ارشاد فرمایا میرے محبوب نعلین کے ساتھ چلے آؤ یہ واقعہ کہ نعلین شریف پہن کر حضور تشریف لے گئے محض جھوٹ ہے اور مقرروں نے اسے گڑھ لیا ہے کسی معتبر ومستند کتاب میں یہ واقعہ نہیں ملتا۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے"۔(۱)

کیا لکڑہارے کی بیوی پہلے جنت میں جائے گی

عام طور سے یہ واقعہ قوالوں کی زبانی بہت سنا گیا ہے اور مشہور بھی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ایک لکڑہارے کی بیوی ان کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر جنت میں ان سے پہلے جائے گی یہ واقعہ بالکل من گھڑت معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ کسی بھی مستند ومعتمد کتاب میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ملتا اور یہ واقعہ حدیث شریف کے خلاف بھی ہے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور میرے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی۔اس سے معلوم ہوا

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶،ص:۲۴۶

کہ جنت میں مردوں میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی لیکن کسی بھی کتاب میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پہلے لکڑہارے کی بیوی جنت میں داخل ہوگی اس کو قوالوں اور شیعوں نے بے سند اپنی طرف سے گڑھ لیا ہے۔

بحر العلوم علامہ عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''خاص کر لکڑہارے کی عورت کے بارے میں احادیث مبارکہ میں کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری۔''(۱)

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا جب کہ آزر آپ کے چچا کا نام تھا اہل عرب یہ رواج ہے کہ چچا کو اب کہہ دیتے ہیں اور بڑوں کی یہ عادت معروف ہے کہ وہ چچا کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں اور یہی بات درست ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کا حقیقی باپ نہیں بلکہ چچا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور کے آبا واجداد میں سے ہیں اس لیے آپ کے والد کفر وشرک کی نجاست سے آلودہ کیسے ہوسکتے ہیں۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والد کے نام میں اختلاف ہے علمائے اہل سنت کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر آپ کے چچا کا نام تھا"۔(۲)

(۱) فتاوی بحر العلوم، ج:۶،ص:۲۷۲ (۲) فتاوی فیض الرسول، ج:۱،ص:۵۶۸

کیا حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تھے؟

عوام میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ جنگ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانتوں کو شہید کر دیا پھر آپ کو حلوہ بنا کر کھلایا گیا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کے لیے کیلے (ایک مشہور پھل ہے) کو پیدا فرمایا تا کہ آپ کو کھانے میں تکلیف نہ ہو۔ حالاں کہ سچ یہ ہے کہ اس واقعہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

جس طرح یہ واقعہ نقلاً ثابت نہیں اسی طرح عقلاً بھی قابلِ تسلیم نہیں کیوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی دانت مکمل طور پر شہید نہ ہوا تھا بلکہ سامنے والے دانت مبارک کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جدا ہوا تھا، جیسا کہ علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضور انور کی داہنی کی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا تھا یہ دانت شہید نہ ہوا تھا"(۱)

اس مستند قول کی روشنی میں یہ ثابت ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دانت مکمل شہید نہیں ہوا، تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے یہ بات جوڑنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ لہذا یہ روایت سراسر جھوٹ اور گڑھی ہوئی ہے۔

نور نامہ پڑھنا، سننا کیسا ہے؟

نور نامہ سے ایک کتاب اردو نظم یا ہندی زبان میں عوام میں بہت مقبول اور خوب پڑھی جاتی ہے خاص کر عورتیں اسے بہت پڑھتی ہیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

(۱) مراٰۃ المناجیح، ج:۸،ص:۱۰۵

پیدائش اور آپ کے نور ہونے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ جس طرح سے اس کتاب میں ہے اور آپ کے نور ہونے کا قصہ بیان کیا گیا ہے وہ بے اصل اور غلط ہے کسی مستند و معتبر حدیث وتاریخ کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملتا، لوگوں کو اس طرح کی کتابیں پڑھنے سے احتراز چاہیے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور ست روایت ست بے اصل است خواندنش روا نیست چہ جائے ثواب"۔(۱)

ترجمہ: ہندی زبان میں لکھا ہوا رسالہ نور نامہ کے نام سے مشہور ہے اس کی روایت بے اصل ہے اس کو پڑھنا درست نہیں پھر ثواب کی کیا امید۔

اس لئے کہ اس میں ثواب کی جگہ پر اور دعاؤں پر مطبوعوں میں جو اسنادی روایتیں لکھتے ہیں بے اصل ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"نور نامہ مذکور میں جو روایت لکھی ہوئی ہے وہ بے اصل ہے اس کتاب کا پڑھنا جائز نہیں ہے"(۲)

موضوع روایات بیان کرنا کیسا ہے؟

آج کل کچھ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں نے عوام کو خوش کرنے اور تقریروں کو جمانے کے لئے عجیب عجیب قصے، انوکھی نرالی حکایات، گڑھی ہوئی کہانیاں اور من گھڑت کرامات بیان کرنا شروع کر دی ہیں کیوں کہ عوام کو ایسی باتیں سننے میں مزہ زیادہ آتا ہے اور آج کل کے مقرروں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ انہیں اللہ ورسول سے زیادہ عوام کو خوش کرنے کی فکر رہتی ہے الا ماشاء اللہ حتی کہ فضائل بیان کرنے میں بھی موضوع اور فرضی روایات بیان

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ۲۵۳ (۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲،ص:۵۸۸

کر جاتے ہیں جب کہ فضیلت بیان کرتے ہوئے بھی موضوع روایات بیان کرنا درست نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے"۔(۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں، موضوعات اور گڑھے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں، کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے"۔(۲)

کیا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا کوئی دھوبی تھا؟

حضور سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا ایک دھوبی تھا جب وہ مرگیا تو قبر میں فرشتوں نے سوال کیا 'من ربک' تو جواب میں اس نے کہا میں غوثِ پاک کا دھوبی ہوں اسی طرح سے اس نے ہر سوال کے جواب میں یہی کہا کہ میں غوثِ پاک دھوبی ہوں، یہ واقعہ درست نہیں بلکہ فرضی اور بے اصل ہے کسی معتبر کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں لہذا اس کو بیان نہ کریں۔

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"مبہم بلا توضیح بیان کرنا جس سے عوام مبتلائے اوہام ہوں، خلاف احتیاط ہے جس سے احتراز لازم ہے"۔(۳)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"روایت مذکورہ بے اصل ہے اس کا بیان کرنا درست نہیں لہذا جس نے اسے بیان کیا اس سے رجوع کرے اور آئندہ اس روایت کے نا بیان کرنے کا عہد کرے اگر وہ ایسا نا کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے"۔(۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول ص:۱۵۴ (۲) بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۶، ص:۲۴۶
(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸، ص:۳۲۷ (۴) فتاوی فقیہ ملت، ج:۲، ص:۱۱۴

متفرقات کا بیان

کیا ماں لڑکے کو دو سال اور لڑکی کو سوا دو سال دودھ پلائے؟

عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ ماں لڑکی کو اپنا دودھ دو سال پلائے اور لڑکے کو ڈھائی سال یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کو ماں دو دو سال دودھ پلائے اس سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:"

بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں"۔(۱)

کیا کسی کو پھلانگنے سے اس کی لمبائی نہیں بڑھتی؟

اگر کوئی شخص لیٹا ہوا ہے اور اس کے اوپر سے کوئی نکل جائے یعنی پھلانگ جائے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی لمبائی نہیں بڑھے گی اس کا قد چھوٹا رہے گا یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے شریعت میں اس طرح کی باتوں کی کوئی اصل نہیں انسان کا لمبا، دبلا، موٹا یا ناٹا ہونا وغیرہ یہ سب اللہ کے دست قدرت میں ہے اس میں انسان کا کچھ بھی بس نہیں لہذا لوگوں کا یہ کہنا کہ کسی کے اوپر سے گزرنا گویا اس کے قد کو کم کرنا ہے یہ بالکل غلط و خلاف شرع بات اور جہالت ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

"وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ"۔(۲)

ترجمہ: اور تم کیا چاہو گے مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب۔ (کنز الایمان)

یعنی تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

(۱) بہار شریعت، ج:۲، ح:۷، ص:۲۹ (۲) القرآن پ:۳۰، س: التکویر، آیت:۲۹۔

کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے ایسے ہی جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، لیکن اگر اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے یہ محض لغو خیال ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے"۔(۱)

کیا بلی راستہ کاٹ دے تو نقصان ہوتا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کسی گلی یا راستے سے جا رہے ہیں اور سامنے سے بلی گزر جائے تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر جاتے ہیں کہتے ہیں کہ بلی راستہ کاٹ گئی اور برا شگون لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اب کچھ نہ کچھ نقصان ہو سکتا ہے اور اس چیز کو بدفالی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں کیوں کہ بلی کے راستہ کاٹنے سے برا شگون لینا بدفالی خیال کرنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے خیالات ہرگز نہ رکھیں بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالی ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن إبن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتفائل ولا يطيّر "۔(۲)

---

(۱) فتاوی بحر العلوم، ج:۴،ص:۱۴۵، (۲) مشکوۃ المصابیح، حدیث: ۴۵۸۱ ج:۴،ص:۱۷

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھی فال تو لیتے تھے بدفالی نہ لیتے تھے۔

کیا خنزیر کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص خنزیر کا نام لے لے یا ویسے ہی کہہ دے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی زبان چالیس دن تک ناپاک رہے گی یہ لوگوں کی غلط فہمی اور ان کی جہالت ہے صحیح بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں خنزیر کھانا حرام اور اس کا گوشت، پوست، ہڈی، بال، پسینہ اور تھوک وغیرہ پورا بدن اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز ناپاک ہے حتیٰ کی اس سے نفرت کرنا مومن کی شان ہے لیکن اس کے نام لینے کی وجہ سے یہ کہنا کہ زبان ناپاک ہوگئی غلط ہے، البتہ بلا ضرورت نام نہیں لینا چاہیے۔

کیا پان کھانا سنت ہے؟

عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ پان کھانا سنت ہے حالاں کہ صحیح بات یہ ہے کہ پان کھانا نہ سنت ہے اور نہ ہی مستحب بلکہ مباح ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

’’پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے ہاں بعض عوارج خارجیہ کے باعث مباح ہو سکتا ہے جیسے کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسئہ زوجہ کے لئے منہ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذا ہو یوں ہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہو سکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔‘‘(۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

" پان بلا شبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلا نکیر رائج ہے"۔(۲)

---

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف آخر: ص:۲۵۶، رضا اکیڈمی ممبئی (۲) مرجع سابق، ص:۱۱۱

کیا ہتھیلی کھجلانے سے مال ملتا ہے؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ ہتھیلی کھجلانے سے مال ملتا ہے اور رات میں کنگھی کرنے یا ناخن کاٹنے سے گھر میں نحوست آتی ہے۔ یہ لوگوں کی گڑھی ہوئی باتیں ہیں، شریعت میں اس طرح کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نہ ہتھیلی کھجلانے پر مال ملتا ہے اور نہ ہی رات کے وقت کنگھی کرنے یا ناخن کاٹنے میں نحوست آتی ہے، لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کی باتوں پر اعتماد نہ کریں۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ہتھیلی کھجلانے پر کہتے ہیں روپیہ ملے گا اس کا اعتبار نہیں لیکن اس پر خوش ہو سکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: نیک فالی میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن کسی بات پر یہ کہنا نحوست آتی ہے یہ بات فال میں داخل ہے حالاں کہ بدفالی جائز نہیں " ملخص۔ (۱)

کیا مغرب کی اذان کے بعد یا رات میں جھاڑو نہیں لگانا چاہیے؟

یہ بات مشہور ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد گھر میں جھاڑو نہیں لگانا چاہیے اس لیے کہ رات میں جھاڑو لگانے سے گھر کی برکت چلی جاتی ہے اور غریبی آتی ہے یہ بات غلط مشہور ہے صحیح بات یہ ہے کہ صاف صفائی کا کوئی وقت مقرر نہیں جب بھی صفائی کی ضرورت ہو تو ضرور کریں لیکن لوگوں کا یہ کہنا کہ شام کے وقت جھاڑو لگانے یا رات میں جھاڑو لگانے سے غریبی آتی ہے یا گھر کی برکت چلی جاتی ہے ضرور جہالت و نادانی و کم علمی ہے قرآن و حدیث میں صفائی کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں لہٰذا صبح ہو یا شام، رات ہو یا دن ہر وقت جب صفائی کی ضرورت ہو تو اسے کرنا چاہیے ایسے ہی عصر کے بعد جھاڑو دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

---

(۱) فتاوی بحر العلوم، ج:۴، ص:۱۴۵

قرآن پاک میں ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ"۔ (۱)

ترجمہ: بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنز الایمان)

تیسری لڑکی پیدا ہونے کو منحوس خیال کرنا کیسا ہے؟

عوام میں تیسری لڑکی پیدا ہونے کو منحوس خیال کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی بلکہ تیسرا لڑکا اچھا اور نصیب ور ہوتا ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی اور جہالت ہے تیسری لڑکی ہو یا تیسرا لڑکا سب اللہ کی عطا سے ہوتے ہیں پیدا کرنا مارنا جلانا سب اسی کے دست قدرت میں ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی ہے یہ غیر مسلموں اور عورتوں کی بنائی ہوئی من گھڑت باتیں اور وہم پرستیاں ہیں جن کا شریعت میں نہ کوئی اعتبار ہے نہ کوئی حیثیت بلکہ اس طرح کی باتوں اور باطل خیالات سے لوگوں کو بچنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

" یہ محض باطل اور زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے"۔ (۲)

کیا رات میں روپیہ پیسہ کا لین دین نہیں کرنا چاہیے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں رات میں روپیہ پیسہ کا لین دین نہیں کرنا چاہیے اس سے گھر میں برکت نہیں ہوتی ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے ایسا خیال بدشگونی اور غیر اسلامی توہمات میں سے ہے ایسی چیزوں سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بدشگونی لی وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں لہذا قرض دینا کسی وقت منحوس نہیں اور رات میں قرض دینے یا روپیہ پیسہ وغیرہ کے لین دین کو منحوس سمجھنا

---

(۱) القرآن، پ:۲، س: البقرہ، آیت:۲۲۲ (۲) فتاوی رضویہ، ج:۱۲، ص:۲۶۷

جاہلوں کا خیال ہے جس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"دنوں میں کوئی دن اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس اور نامبارک نہیں ہے سب دن اللہ تعالیٰ کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے"۔(۱)

غازی میاں کا بیاہ منانا اور ان کے نام کا نشان اٹھانا کیسا ہے؟

بہت سے لوگ غازی میاں یعنی سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے میلے کے موقع پر کسی لکڑی میں کپڑا لگا لیتے ہیں اور اس کے اوپر کسی چیز کا بال بھی لگا دیتے ہیں، اس کو نشان کہتے ہیں اور اس کو لے کر ڈھول باجے کے ساتھ بلکہ بعض ڈھول باجے کے ساتھ ساتھ ناچنے والے بھی رہتے ہیں۔ ناچتے کودتے پورے میلہ میں چکر لگاتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتوں مردوں کا ہجوم رہتا، ہے جو بے پردگی کے ساتھ گھومتی ہیں، جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں اس نشان پر گیہوں وغیرہ اناج بھی پھینکتی ہیں اور سب لوگ اس کو چلتے رہتے ہیں اور بعض عورتیں اسی بھیڑ میں کھیلنا کودنا شروع کر دیتی ہیں، یہ سب ناجائز وگناہ ہے۔ لکڑی میں کپڑا باندھ کر اس کے اوپر کسی چیز کا بال لگالینا اور اسے غازی میاں کا نشان کہنا، اس پر اناج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسمیں ہیں، شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ یہ ساری خرافات شرعاً ناجائز وگناہ ہیں اور عورتوں کا بے پردگی کے ساتھ گھومنا، مزید اناج وغیرہ کی بے حرمتی کرنا سخت حرام ہے، ایسے ہی غازی میاں کا بیاہ منانا بھی جہالت وبدعت ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔''(۲)

(۱) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۴، ص:۱۴۱ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۱۸۹،

کیا صفر کا مہینہ منحوس اور کوئی مہینہ خالی کا ہوتا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ صفر کے مہینے میں سفر نہیں کرنا چاہیے نہ شادی بیاہ کرنا چاہیے کہ یہ مہینہ منحوس ہوتا ہے یہ لوگوں کی جہالت وکم علمی اور غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح بقیہ مہینوں میں شادی بیاہ وغیرہ کرنا صحیح ہے ویسے ہی صفر کے مہینے میں بھی درست ہے، خاص کر صفر کے مہینے کو برا ماننا حدیث شریف کے خلاف ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفر کا مہینہ کوئی چیز نہیں یعنی اسے منحوس ماننا غلط ہے جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے اسی طرح ذی قعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغویات ہے"۔(۱)

کیا اُتر کی جانب پاؤں کر کے نہیں سونا چاہیے؟

یہ مسئلہ عوام میں کافی مشہور ہے کہ اتر کی جانب پیر کر کے نہیں سونا چاہیے اس لیے کہ ادھر قطب یعنی ستارہ ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اتر کی جانب پاؤں پھیلا کر لیٹ جائے یا سو رہا ہو تو اس کو منع کرتے ہیں اور چارپائی وغیرہ ڈالتے وقت یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ سرہانا یا تو پچھم کی جانب ہو یا پھر اتر کی جانب جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانا تو یقیناً بے ادبی ومحرومی ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام سمتیں برابر ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں۔

(۱) بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۶، ص:۲۵۷،

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ قطب کی جانب پاؤں کر کے سونا چاہیے یانہیں؟ تو آپ جواباً تحریر فرماتے ہیں:

" کوئی حرج نہیں وہ ایک ستارہ ہے ستارے سب طرف ہیں"۔(۱)

اگر کسی بزرگ کے نام سے مرغے کی نظر مانی تو کیا مزار پر مرغا لے جا کر ذبح کرنا ضروری ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی بزرگ کے نام سے مرغا یا بکرا وغیرہ کی منت مانتے ہیں تو اس کو بزرگ کے مزار پر لے جا کر ذبح کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جس کے نام سے مرغے یا بکرے کی منت مانی ہے تو اس کو اسی بزرگ کے مزار پر لے جا کر ذبح کرنا ضروری ہے ورنہ منت پوری نہ ہوگی یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جانور مزار پر لے جا کر ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر جانور کو مزار پر نہ لے جا کر گھر پر ہی شرعی طریقے سے ذبح کر کے جس بزرگ کے نام کی منت ہے ان کے نام سے ایصالِ ثواب کر دیں تب بھی منت درست ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو جانور مسلمان نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا اور اللہ عزوجل کے لیے اس کی جان دے وہ حلال ہے مرغ مزار پر لے جانا نہ چاہیے نہ مرغ کی خصوصیت ضروری سمجھنا چاہیے، جو ذبح جہاں ہو اللہ کے لیے کرے، اس کا ثواب ان کی روح پاک کو پہنچا دے"(۲)

فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

"بزرگ کے نام پر مرغ چھوڑنا جہالت ہے کہ اس صورت میں حقدار کو اس کا حق نہیں پہنچتا اور نہ بزرگ کو اس کا ایصال ثواب ہوتا ہے البتہ اگر اس طرح منت مانی ہو کہ مثلاً ہمارا فلاں کام ہو جائے تو ہم ایک مرغ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۵۸ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۵۵

کریں گے۔ اس صورت میں جہاں چاہے مرغ کی نیاز کرے۔ حضرت کے مزار پر اسے پہنچانا ضروری نہیں"۔(۱)

مرد کو بال صفا صابن یا کریم استعمال کرنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مردوں کو موئے زیر ناف کے لیے بال صفا صابن یا کریم استعمال کرنا ناجائز ہے، یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح عورتوں کے لیے بال صفا صابن یا کریم استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح مردوں کو بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ اصل مقصود اس جگہ کی طہارت و نظافت ، ہے خواہ کسی بھی طریقے سے ہو۔ ہڑتال چونا یا صابن وغیرہ لگا کر سب جائز ہے البتہ مرد کے لیے اُسترا ہی بہتر ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں::

"حلق و قص و نتف و تنور یعنی موڑنا کترنا اکھیڑنا نورا لگانا سب صورتیں جائز ہیں کہ مقصود اس موضع کا پاک کرنا ہے اور وہ سب طریقوں میں حاصل "(۲)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہڑتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابن چلا ہے، اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے، عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے "(۳)

کیا بغیر لنگوٹ یا نیکر کے تہبند پہن کر قبرستان نہیں جا سکتے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر بغیر انڈر ویئر یا نیکر، جانگھیہ پہنے صرف تہبند پہن قبرستان جاؤ تو مردے ستر دیکھ لیں گے چاہے تہبند کے نیچے کچھ پہن لو یا گھرس لو یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ تہبند کے نیچے انڈر ویئر وغیرہ پہننا ضروری نہیں صرف تہبند پہن کر قبرستان جانا جائز ہے۔ جس طرح سے عمومی طور پر تہبند باندھا جاتا ویسے ہی باندھنا چاہیے

(۱) فتاویٰ برکاتیہ، ص:۴۲۸ (۲) فتاویٰ رضویہ نصف اول: ج:۹، ص:۱۰۱ (۳) بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۶، ص:۱۹۷

پیچھے گھرسنا نہ چاہیے اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ صرف تہبند اگر پہنے ہو تو عورت کا جنازہ نہیں اترانا چاہیے یہ بھی غلط ہے۔

مفتیٔ اعظم ہند، علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تہبند یوں ہی باندھنا چاہیے پیچھے گھرسنا نہیں چاہیے مردے تہبند کے نیچے سے ستر نہ دیکھیں گے یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ گھرسانہ ہوگا تو مردہ ستر دیکھ لے گا"۔(۱)

کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور اشرف علی تھانوی ایک ہی ساتھ تعلیم حاصل کی ہے؟

یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ اور اشرف علی تھانوی ایک ہی مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور ایک ہی ساتھ پڑھے بھی ہیں جب کہ یہ بات بالکل غلط مشہور ہے، صحیح بات یہ ہے کہ نہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ اشرف علی تھانوی کے ساتھ پڑھے اور نہ ہی ایک مدرسے میں تعلیم حاصل کی بلکہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے گھر پر ہی رہ کر تعلیم مکمل فرمائی۔

بحرالعلوم علامہ عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"نہ تو اشرف علی کے کسی استاذ سے حضرت نے کچھ پڑھا ہے نا ہی دونوں نے کسی ایک مدرسے میں پڑھا یا دیوبندی صاحبان اپنے دل کے پھپولے پھوڑنے کے لیے ایسی خبریں اڑاتے رہتے ہیں"۔(۲)

امانت میں تصرف کرنا کیسا ہے؟

آج کل اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کچھ روپیہ پیسہ وغیرہ بطور امانت دے دے تو جس کے پاس وہ چیز ہے وہ شخص اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے خرچ

(۱) فتاوی مفتی اعظم ہند، ج:۵، ص:۱۲۴، (۲) فتاوی بحر العلوم، ج:۴، ص:۱۰۹

کرتا رہتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ دینے والے کو میں اپنے پاس سے دے دوں گا یا ابھی اس میں سے نکال لیتا ہوں، بعد میں پورا کر دوں گا۔ خاص کر مسجدوں کے متولی اور مدرسوں کے مہتممین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ چندہ کے پیسے کو اِدھر اُدھر کرتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی کو قرض دیتے ہیں، تو کبھی تجارتوں میں لگا دیتے ہیں اور کبھی اپنی ضرورتوں میں خرچ کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ بعد میں اس میں پورا کر دوں گا، جبکہ اس طرح سے کرنا گناہ اور ایسا کرنے والے سب گنہگار ہیں۔ چاہے وہ بعد میں پوری رقم واپس کر دیں، پھر بھی جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ امانت میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جس کو امین بنایا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بغیر رد و بدل کے وہی چیز واپس کرے کہ یہی بزرگوں کا طریقہ بھی رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد خواہ غیر مسجد کسی کی امانت اپنے صرف میں لانا اگرچہ قرض سمجھ کر ہو حرام و خیانت ہے توبہ استغفار فرض ہے اور تاوان لازم پھر دے دینے سے تاوان ادا ہو گیا وہ گناہ نہ مٹا جب تک توبہ نہ کرے"۔(۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"متولی کو روا نہیں کہ مال وقف کسی کو قرض یا بطور قرض اپنے تصرف میں لائے۔"(۲)

مردوں کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا کیسا ہے؟

آج کل اکثر نوجوانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، ایسے ہی لڑکیوں اور عورتوں کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں جب کہ مذہب اسلام میں عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت

(۱) فتاوی رضویہ ج:۶ ص۴۷۰ (۲) مرجع سابق، ص:۵۱۰

اختیار کرنا حرام ہے اور حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

" لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال".(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یوں ہی مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام وموجب لعنت ہے"۔(۲)

کیچوے یا گھینسا سے مچھلی کا شکار کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ زندہ کیچوے کو کاٹیں میں پرو کر بڑی مچھلیوں کا شکار کرتے اور کچھ لوگ چھوٹی مچھلیوں کو کاٹیں میں پھنسا کر بڑی مچھلیوں کا شکار کرتے ہیں حالاں کہ اس طرح سے شکار کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ بلا وجہ جاندار چیز کو ایذا دینا ہے جو کہ شرعاً منع ہے البتہ شکار کی ہوئی مچھلی کا کھانا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" مچھلی کا شکار جائز طور پر کریں اس میں زندہ گھینسا پرونا جائز نہیں ہاں مار کر ہو یا تلی وغیرہ بے جان چیز تو مضائقہ نہیں، یہ سب اس فعل کی نسبت احکام تھے رہی شکار کی ہوئی مچھلی تو اس کا کھانا ہر طرح حلال ہے اگرچہ فعل شکار ان ناجائز صورتوں سے ہوا ہو۔''(۳)

(۱) صحیح البخاری، حدیث:۵۸۸۵،ص:۱۴۲۶ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۸۹

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۸۰

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈک کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اُس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اُس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح زندہ گھینسا کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔(۱)

براق کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے گھر دکان مکان میں ایک ایسی تصویر لگاتے ہیں جس میں آدھی تصویر کسی عورت اور آدھی تصویر کسی چوپائے مثلاً گھوڑے وغیرہ کی لگتی ہے اسے ہی وہ لوگ براق کہتے ہیں حالاں کہ اس طرح کی تصویر یا کسی بھی جاندار کی تصویریں گھروں میں لگانا یا لٹکانا سخت ناجائز وحرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"إن الملائكة لا تدخل بيتاً فيه صورة " ۔(۲)

ترجمہ: بے شک فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوتی ہیں۔

بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ صورت جو براق النبی کے نام سے بناتے ہیں قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کیوں کہ براق کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور حضور کے عہد مبارک میں اس کی کوئی تصویر ہی نہیں کہ تصویر بنانا حرام ہے تو آج کل جو یہ لوگ بناتے ہیں جھوٹ ہی ہوتی ہے۔''(۳)

ایام وبا میں بکرے کے کان میں قرآن پڑھنا اور اسے ذبح کر کے گاؤں کے اطراف میں گھمانا کیسا ہے؟

کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایام وبا میں اور کچھ جگہوں پر ہر سال بکرے

(۱) بہار شریعت ج:۳ ح ۱۷، ص:۳۰ (۲) سنن أبي داود، حدیث:، ص:۴۱۵۵

(۳) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۵، ص:۲۳۷

کے داہنے کان میں سورہ یسین شریف اور بائیں کان میں سورہ مزمل پڑھ کر دم کرتے ہیں اور گاؤں کے چاروں طرف گھماتے ہیں پھر اس بکرے کو بیچ راستے یا چوراہے پر ذبح کر کے اس کی کھال اور سری زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ طریقہ لوگوں کا خلاف شرع اور چوراہے یا بیچ راستے پر جانور ذبح کرنا جہالت و نادانی ہے، البتہ اس جانور کو شرعی طریقے پر ذبح کر کے بطور صدقہ کھلانا جائز ہے۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے:

"کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے"۔ (۱)

کیا پیر سے پردہ ضروری نہیں ہے؟

آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں پیر سے بیعت ہونے کے بعد ان سے پردہ نہیں کرتی ہیں حتی کہ پیر سے مصافحہ کرتی ہیں اور کچھ عورتیں تو پیر کے ہاتھ پاؤں بھی دباتی ہیں ان کا یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر پیر غیر محرم ہے جیسا کہ آج کل کے اکثر پیر غیر محرم ہی ہوتے ہیں تو ان سے پردہ کرنا واجب بلکہ اگر پیر جوان یا دونوں میں سے کوئی ایک جوان ہے اور اس عمر میں ہے کہ شہوت ہو تو اس صورت میں اس سے مصافحہ کرنا اور ہاتھ پاؤں دبانا سب ناجائز و گناہ ہے اور اگر عورت کا شوہر یا اس کا بھائی یا بیٹا وغیرہ اس خلاف شرع کام سے عورت کو منع نہ کرے تو وہ بھی گناہ گار و دیوث ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"پردے کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے"۔ (۲)

(۲) الملفوظ، ح:۳، ص:۱۴۰ (۲) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۰۲

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو"(۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہو سکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہو گی بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گناہ گار ہیں"۔ (۲)

کیا بیری کی کڑیاں مکان میں لگانا درست نہیں ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بیری کی لکڑی کا دروازہ کھڑکی یا کڑی وغیرہ گھر میں نہیں لگانا چاہیے کہ اس لکڑی کو قبرستان میں لگایا جاتا ہے اگر اس خیال سے لوگ اسے برا خیال کرتے ہیں تو یہ ان کا وہم فاسد اور ان کی جہالت ہے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں شاید لوگ یہ سمجھتے ہوں گے کہ بیری کی لکڑی قبر میں ڈالی جاتی ہے تو مکان میں لگانا شگون بد ہے اگر ایسا خیال ہے تو وہم فاسد و جہالت ہے کوروں کے تختے قبر میں لگاتے ہیں تو اس کی کڑیاں بھی نہ ڈالیں ایسے اوہام قابل اعتبار نہیں"۔ (۳)

ناک کان چھدوانا یا چھدوانے کی منت ماننا کیسا ہے؟

کچھ جگہ یہ رسم ہے کہ جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے اس کے کان یا ناک کو چھدوا دیتے ہیں اور کچھ عورتیں تو اپنے بچوں کے ناک کان چھدوانے کی منت بھی مانتی ہیں جب

(۲) مرجع سابق، نصف آخر، ص:۳۰۴ (۳) بہار شریعت ج۴ ح:۱۶، ص:۷۷

(۳) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۲۷

کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ لڑکوں یا مردوں کے ناک کان چھیدنا یا چھدوانا ناجائز و گناہ ہے اور منت ماننا جہالت جس سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیا رکھنے کی منّت مانتی ہیں یا اور طرح طرح کی ایسی منّتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں اور مانی ہو تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوں ہی کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کریں گے تو بچہ مر جائے گا بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منّتیں بچانہ لیں گی منّت ماننا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، دُرود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منّت مانو"۔(۱)

قرآن شریف غلطی سے گر جائے تو تول کر اناج خیرات کرنا کیسا ہے؟

قرآن شریف اگر ہاتھ یا الماری میں سے چھوٹ کر گر جائے تو کچھ لوگ اس کو تول کر آٹا چاول یا اناج وغیرہ خیرات کرتے ہیں اور اس خیرات کو اس کا کفارہ خیال کرتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو جان بوجھ کر گرانا گناہ ہے کسی بھی مسلمان سے اس کی امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایسا کرے گا اور جو توہین و تحقیر کے لیے ایسا کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھے نکاح ہو گیا ہو تو پھر سے نکاح کرے لیکن اگر دھوکے سے بھول کر ہاتھ سے چھوٹ جائے یا الماری وغیرہ سے گر جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ بھول چوک معاف ہے پھر بھی اگر بطور خیرات کچھ راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے تو اچھی بات ہے اور نہایت مناسب و بہتر

(۱) بہار شریعت، ج:۲، ح:۹، ص:۳۵

بھی ہے لیکن قرآن شریف کو تولنا اور اس کے وزن کے برابر اناج وغیرہ خیرات کرنے کو کفارہ سمجھنا غلط فہمی و بے علمی ہے۔

جانوروں کو آپس میں لڑانا کیسا ہے؟

کچھ علاقوں میں جانوروں کا لڑائی میں مقابلہ کرواتے ہیں مثلاً مرغا، بکرا یا بیل، تیتر، بٹیر وغیرہ حالاں کہ جانوروں کو آپس میں لڑانا حرام ہے اس لیے کہ انہیں بلاوجہ ایذا پہنچانا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بعض جگہ پر تو مال کی شرط پر جانور لڑائے جاتے ہیں یہ جوا بھی ہے اور حرام در حرام اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن إبن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم"۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے"۔(۲)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں، یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا یہ بھی ناجائز ہے۔"(۳)

(۱) سنن أبي داود، حديث:۲۵۶۲، ص:۵۶۴ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول، ص:۱۹۵

(۳) بہار شریعت، ج۳، ح:۱۶، ص:۱۳۱

کیا چاند گرہن یا سورج گرہن کے وقت حاملہ عورتوں کو چلتے پھرتے رہنا چاہیے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب سورج یا چاند گرہن ہو تو اس وقت حاملہ عورتوں کو چلتے پھرتے رہنا چاہیے سونا نہیں چاہیے اسی طرح سے کچھ کاٹنا یا کاٹنے والا کام نہیں کرنا چاہیے یہ غلط ہے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں عوام میں یہ غلط مشہور ہے شریعت میں ان توہمات کی کوئی اصل نہیں یہ عورتوں کی فقط گڑھی ہوئی باتیں ہیں اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک سورج گرہن یا چاند گرہن رہے اس وقت تک کھانا پینا نہیں چاہیے یہ بھی لوگوں کے غلط و فاسد خیالات ہیں۔ درست مسئلہ یہ ہے کہ ان اوقات میں بھی کھانے پینے میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ عام حالات میں، ہاں ذکر و اذکار تلاوت قرآن کثرت سے ضرور کرنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الشمس والقمر لا یخسفان بموت أحد ولا لحیاته فإذا رأیتم ذلك فادعوا الله عز وجل، وكبروا، وتصدقوا"۔ (۱)

یعنی چاند اور سورج میں کسی کی موت یا پیدائش سے گرہن نہیں لگتا ہے تو جب تم اسے دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس کی تسبیح کرو اور صدقہ و خیرات کرو۔

چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ چاند دیکھتے ہیں تو اس کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہیں حالاں کہ چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے۔

(۱) سنن أبی داود، حدیث: ۱۱۹۱، ص: ۲۹۹

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"(ہلال) یعنی چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو"۔ (۱)

دودھ بخشوانا کیسا ہے؟

دودھ بخشوانا بے اصل چیز ہے اس کی قطعی کوئی حاجت نہیں ماں پر یہ بچے کا حق ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلائے تو ماں نے اپنا حق ادا کیا ہے نہ کہ بچے کے ذمہ قرض کا بوجھ لادا ہے۔ ہاں ماں کے احسانات اولاد پر کثیر ہیں ان سے اولاد ماں کی بہت کچھ خدمات کر کے بھی سبکدوش نہیں ہو سکتی بلکہ والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک تا عمر ہر شخص پر لازم ہے جہاں تک ہو سکے ہر شخص اپنے والدین کی خوشنودی حاصل کرے اس لیے کہ رب کی رضا والدین کی رضا میں ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"رضاء الرب فی رضاء الوالدین و سخطه فی سخطهما"۔ (۲)

ترجمہ: والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور والدین کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی ہے۔

بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"شریعت میں دودھ پلانے والی کا دودھ پینے والے پر کوئی مطالبہ نہیں اس لیے دودھ بخشوانا کوئی شرعی حکم نہیں"۔ (۳)

کیا سات مرتبہ اجمیر شریف جانے سے ایک حج کا ثواب ملتا ہے؟

بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دینا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے لیکن عوام میں

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، ص:۱۱۱ (۲) کنز العمال، حدیث: ۴۵۵۴۳، ج:۸، ح:۱۶، ص:۲۰۰

(۳) فتاویٰ بحر العلوم، ج:۲، ص:۷۹

جو یہ مشہور ہے کہ سات مرتبہ اجمیر شریف جانے سے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے شریعت میں ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں یہ لوگوں کی گڑھی ہوئی باتیں ہیں لہذا کسی بھی ولی کے مزار پر خواہ کتنی ہی بار کیوں نہ جائیں اس سے قطعاً حج نہیں ہوتا حج مکہ شریف سے ہوتا ہے اس کے علاوہ کہیں سے بھی نہیں۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت جائز و مستحسن ہے وہاں جا کر ایصال ثواب کرے ان کے مزار سے فیوض و برکات حاصل کرے مگر یہ کہیں نہیں آیا ہے کہ سات مرتبہ جانے سے ایک حج مقبول ہوتا ہے لوگوں کی ایسی باتیں قابل اعتبار نہیں۔''(۱)

کیا رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر رات کے وقت آئینہ دیکھا جائے تو اس سے منہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اس لیے رات میں آئینہ نہیں دیکھنا چاہیے یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ دن ہو یا رات کسی بھی وقت آئینہ دیکھنا منع نہیں اس لیے کہ اس کا ثبوت نہ شریعت سے ہے نہ ہی تجربہ سے بلکہ عورت اگر اپنے شوہر کے سنگار کے لیے رات کو آئینہ دیکھے تو ثواب کی مستحق بھی ہے اس لیے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی وجہ سے روکی نہیں جا سکتی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طباً نہ تجربۃً اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے، ثواب کی بات بے اصل

(۱) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۲۴۸

خیالات کی بنا پر منع نہیں ہو سکتی''۔(۱)

کیا چھینک آنے سے بدفالی آتی ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ کہیں جا رہے ہوتے ہیں اور کسی شخص کو چھینک آ جائے تو اس کام کے لیے جاتے وقت رک جاتے ہیں کہتے ہیں اگر جائیں گے تو نقصان ہو جائے گا یہ لوگوں کی جہالت و نادانی ہے بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الٰہی کرنا نیک فال ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

"بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی خیال کرنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہے"۔(۲)

کیا کوئی شخص منحوس ہوتا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ اگر صبح کو اس کی صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جا رہے ہوں اور وہ سامنے آ جائے تو یہ سوچتے ہیں کہ اب ضرور کچھ نہ کچھ پریشانی اٹھانی پڑے گی اور کیسا ہی اعتماد کیوں نہ ہو لیکن یہ خیال ذہن میں رہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ ہوگی اور اگر کہیں جا رہے ہوں اور وہ شخص سامنے آ جائے تو مکان کو واپس آ جاتے ہیں یا کچھ دیر ٹھہر کر پھر جاتے ہیں یہ معلوم کر کے کہ وہ سامنے تو نہیں ہے، یہ خیال لوگوں کا بالکل باطل ہے شریعت میں ان توہمات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے شریعت میں

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۹، نصف آخر، ص:۱۱۹ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۰۳

حکم ہے جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے۔ مسلمان کوایسی جگہ چاہیے کہ " **اللھم لاطیر إلاطیرک ولا خیر إلاخیرک ولا إله غیرک** "پڑھ لے اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے ہرگز نہ رکے نہ واپس آئے۔"(۱)

بیڑی سگریٹ اور حقہ پینا یا تمباکو کھانا کیسا ہے؟

بیڑی سگریٹ اور حقہ پینا جیسا کہ عموماً رائج ہے شرعاً جائز و مباح ہے کہ نہ ان کے حرام ہونے کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی البتہ اس سے بچنا بہتر ہے کہ یہ منہ میں بدبو اور صحت کے نقصان کا سبب بن سکتے ہیں لیکن اگر ایسا سگریٹ ہو جس سے عقل میں فتور پیدا ہو تو یہ خاص صورت ضرور ناجائز و حرام ہوگی ایسے ہی تمباکو کھانے کا حکم ہے کہ اگر اس سے نشہ پیدا ہو تو حرام ورنہ مباح البتہ نہ کھانا بہتر ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"تمباکو اور حقہ کا حکم ایک ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز بدبو ہے تو باکراہت ورنہ بلاکراہت"۔(۲)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"بیڑی میں حرج نہیں اور حقہ جیسا عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولیٰ"۔(۳)

کسی بزرگ کے نام سے چراغ جلانا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے گھر یا دکان و مکان میں کسی بزرگ کے نام سے چراغ جلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں فلاں بزرگ آتے ہیں حالاں کہ یہ بات بے اصل ہے کہ چراغ جلانے سے کوئی بزرگ آتے ہیں البتہ چراغ جلانے سے

(۱) فتاوی رضویہ، ج:۱۲،ص:۲۲۷، (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹، نصف اول،ص:۱۲۵،
(۳) مرجع سابق ص ۱۲۶

گھر وغیرہ میں روشنی مقصود ہو یا راہ گیروں کے لیے فائدہ پہنچے یا دینی کتب پڑھنے والوں کو فائدہ ملے تو چراغ جلانا بلاشبہ جائز و مستحسن بلکہ کار ثواب ہے البتہ بلاضرورت چراغ جلانا یا جہاں کوئی حاجت نہ ہو یہ ایک طرح سے فضول خرچی ہے جو کہ ممنوع ہے اور چراغ جلا کر کسی بزرگ کی جانب منسوب کرنا ضرور جہالت ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"چراغ جلانے میں بعض لوگ آٹے کا چراغ جلاتے ہیں یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے مٹی کا چراغ کافی ہے اور گھی کی بھی ضرورت نہیں مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے"۔(۱)

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"یہ فرضی چراغ بے اصل ہیں اور کوئی بزرگ ان میں آتے ہیں، یہ جاہلانہ خیال ہے۔"(۲)

بزرگوں کی تصویریں گھروں میں رکھنا کیسا ہے؟

آج کل بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بزرگانِ دین کی تصویریں دکان، مکان وغیرہ میں لگائے رکھتے ہیں حتیٰ کہ کچھ لوگ تو تصویروں کو فریم میں لگا کر گھروں میں سجا لیتے ہیں پھر ان پر مالائیں ڈالتے اگربتی اور لوبان سلگاتے ہیں اور بعض اس تصویر کے سامنے کافر ومشرک بت پرستوں کی طرح ہاتھ باندھ کر یا جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اس تصویر کو چومتے اور کچھ لوگ (معاذ اللہ) سجدہ بھی کرتے ہیں حالاں کہ مذہب اسلام میں تصویروں کو گھر، مکان، دکان وغیرہ میں رکھنا حرام سخت حرام اور تصویروں پر ہار پھول ڈال کر اس کے سامنے کھڑا ہونا یا تصویر کو سجدہ کرنا سخت ترین حرام ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے

(۱) بہار شریعت، ج:۳، ح:۹، ص:۳۵ (۲) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۸، ص۳۱۹

پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا احادیث اس بارے میں حدِ تواتر پر ہیں"۔(۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"غیر خدا کو سجدہ بلاشبہ حرام ہے پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے کبیرہ ہے مگر کفر نہیں"۔(۲)

کیا منگل، اتوار کو سفر کرنا منع ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ منگل اتوار کو سفر نہیں کرنا چاہیے کہ یہ دن منحوس ہوتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی وجہالت ہے، صحیح بات یہ ہے کہ منگل یا اتوار کسی بھی دن سفر کرنا شرعاً منع نہیں اور نا ہی شریعت مطہرہ میں کوئی دن یا تاریخ منحوس ہے، جو لوگ بعض تواریخ اور دنوں کو منحوس سمجھتے ہیں، یہ ان کا خیال فاسد ہے، جس سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر اچھا نہیں"۔(۳)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ہفتہ پنجشنبہ کو سفر مبارک ہے اور ممانعت کسی دن بھی نہیں"۔(۱)

ماہ صفر کے چہار شنبہ کی کیا حقیقت ہے؟

ماہ صفر کے آخری بدھ کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ احکام شریعت میں ہے:

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نا اس دن صحت یابی حضور سید عالم ﷺ

(۱) فتاویٰ رضویہ میں، ج:۹، نصف اول، ص:۱۴۵ (۲) مرجع سابق، نصف آخر، ص:۱۱۳
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۹۲

کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ واضاعت مال ہے بہرحال یہ سب باتیں بے اصل وبے معنی ہیں" ملخص۔(۲)

صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینۂ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلاف واقع ہیں، اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں، بلکہ حدیث کا یہ ارشاد "لاصفر" یعنی صفر کوئی چیز نہیں ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے"۔(۳)

کیا غنیۃ الطالبین غوث پاک کی کتاب نہیں ہے؟

غنیۃ الطالبین غوث پاک کی کتاب ہے یا نہیں اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ غوث اعظم کی کتاب نہیں ہے اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ غوث اعظم کی کتاب ہے اور یہی مشہور بھی ہے اسی قول کے قائل علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ ہیں کہ یہ کتاب سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے البتہ جو باتیں اس میں خلافِ شریعت موجود ہیں اس کو جہنم کے مستحقین نے اپنی جانب سے اضافہ کر دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے:

''کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی

(۱) فتاویٰ امجدیہ ج:۴ ص:۲۲۲ (۲) احکام شریعت، ح:۲، ص:۱۸۳
(۳) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۵۸

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تشریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقینِ عذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں خبردار دھوکہ نہ کھانا اس سے جو امام الاولیاء سردار اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور پر افترا کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بری ہیں"۔ (۱)

کیا ایک چراغ سے ملا کر دوسرا چراغ روشن نہیں کرنا چاہیے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر نہیں روشن کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے غریبی آتی ہے یہ لوگوں کی غلط فہمی و جہالت ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ایک چراغ سے دوسرے چراغ کو ملا کر روشن کرنے میں شرعاً حرج نہیں۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنے میں کچھ حرج نہیں"۔ (۲)

کیا سرس کی لکڑی استعمال کرنا منع ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سرس کی لکڑی نہ جلانا چاہیے اور نہ ہی اسے گھر کے کسی کام میں لانا چاہیے مثلاً چوکھٹ کواڑ وغیرہ یہ لوگوں کی غلط فہمی و خیال فاسد ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ سرس کی لکڑی کسی بھی طرح استعمال کرنا منع نہیں۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سرس کی لکڑی کی چیز استعمال کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں" (۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱،ص:۶۱ (۲) فتاویٰ مصطفویہ،ص:۵۳۶ (۳) مرجع سابق

بلا وجہ ہاتھ میں ڈورا باندھنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں بلا وجہ دھاگہ باندھے رہتے ہیں یہ مکروہ ہے ہاں اگر ضرورت کی وجہ سے مثلاً دھاگے پر آیت کریمہ یا کوئی دعا پڑھ کر دم کیا گیا ہو تو پہننا منع نہیں اور بعض لوگ جو کسی درگاہ یا مزار وغیرہ سے دھاگہ لا کر باندھتے ہیں اس طرح کے دھاگے کو باندھنا یا پہننا فضول و بے معنی اور غیروں سے مشابہت ہے۔ جس سے حتی الامکان مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے"۔ (۱)

لڑکے اور لڑکی کو کب سے الگ سلانا چاہیے؟

جب لڑکا اور لڑکی کی عمر دس سال ہو جائے تو ان کو الگ سلائیں لیکن بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کے بچے اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں اس کے باوجود وہ لوگ لڑکے اور لڑکی کو یکجا سلاتے ہیں یہ غلط ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے، بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے"۔ (۲)

پہلا گراہک واپس چلا جائے تو کیا روزی نہیں ملتی ہے؟

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر دکان داروں کی دکان سے پہلا گراہک واپس

(۱) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۵۶، (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۷۱،

چلا جائے اور اس سے مول بھاؤ نہ ہو پائے تو دکان دار اسے غلط خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اب پورا دن صحیح سے دکان داری نہیں ہوگی یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح بات یہ ہے کہ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا اس کی ذات پر بھروسا رکھنا چاہیے اور اس طرح کے لغو و فاسد اور ہندوانہ خیالات وطریقہ کو دل میں جگہ نہیں دینا چاہیے اور نہ انہیں اپنانا چاہیے اس لیے بونی خراب ہونے کے متعلق خیال کرنا خیالِ فاسد ہے جس سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O" (۲)

عاق کرنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنے بیٹے پر کسی بات کو لے کر ناراض ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں نے اسے عاق کر دیا اور اس کا مطلب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے والد کی وراثت سے حصہ نہ پائے گا یہ لغو بات ہے اس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی باپ کے اس لفظ کو بولنے سے اس کی اولاد جائیداد کے حصہ سے محروم ہوگی بلکہ وہ بادستور باپ کی موت کے بعد اس کے ترکہ سے حصہ پائے گی ہاں والدین کی نافرمانی کرنا یا انہیں کسی چیز سے ایذا دینا بہت بڑا گناہ ہے حتیٰ کہ والدین کو اُف تک کہنے کی اجازت نہیں اور جس کے والدین اس سے ناراض ہوں اس کے لیے دنیا و آخرت میں دونوں جگہ خسارہ ہی خسارہ ہے لیکن بچوں کو عاق کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں نہ اس سے ولایت زائل ہو۔''(۲)

---

(۱) القرآن، پ:۲۰ س: العنکبوت، آیت:۶۲ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۴۱۲

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''عاق کرنے کے معنی جو عوام میں مشہور ہے کہ ماں باپ جب ایسا کہہ دیں گے تو اولاد ترکہ سے محروم ہو جائے گی یہ صحیح نہیں۔ عاق کرنے کے بعد بھی ترکہ پاسکتی ہے کہ حقوق مانع ارث نہیں، ہاں اگر اپنی زندگی میں دوسری نیک اولاد کو مال دینا چاہتا ہے اور اس بدکار کو نہ دینا چاہے تو اس میں مواخذہ نہیں"۔(۱)

حرام چیزوں سے دوا کرنا کیسا ہے؟

کچھ لوگوں کو جب بیماری ہو جاتی ہے مثلاً آنکھ پھولنا یا ہاتھ پاؤں میں پھنسیوں کا ہونا تو حرام چیز جیسے شراب یا پیشاب سے دوا کرتے ہیں حالاں کہ حرام چیزوں سے دوا کرنا نا جائز ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے"۔(۲)

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"پیشاب اور کتے کا لعاب نجس ہیں اور نجس سے دوا کرنا بے ضرورت شرعیہ ملجئہ جائز نہیں اس جگہ ضرورت شرعیہ یہ ہے کہ کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا ہو اور اسی حرام سے حصول شفا کا یقین ہو اور یہ صورت بہت نادر ہے لہذا اس کی بے ضرورت اجازت نہ ہوگی"۔(۳)

بیعانہ واپس نہ کرنا کیسا ہے؟

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی چیز کے خریدنے سے پہلے کچھ رقم بیعانہ کے نام پر دیتا ہے جو بعد میں سامان خریدنے پر اسی میں شامل کر لیا جاتا ہے لیکن اگر کسی وجہ سے بیعانہ

---

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۳۶ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۱۲۶

(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ ج:۹، ص:۴۴۲

دینے والا سامان نہیں خرید پاتا ہے یا جس کام کا بیعانہ دیا ہے اس کو نہیں کرواتا ہے تو سامان بیچنے والا یا جس کو بیعانہ کی رقم دی ہے وہ رقم واپس نہیں کرتا ہے حالاں کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیع مکمل نہیں ہوئی تو اس صورت میں بیعانہ واپس نہ کرنا ظلم ہے۔ جس نے بیعانہ لیا ہے اس پر واجب ہے کہ بیعانہ واپس کرے ورنہ حق العبد میں گرفتار اور گناہ گار ہوگا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بے شک (بیعانہ) واپس پائے گا بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے ظلمِ صریح ہے۔''(۱)

جانور جفتی کرانے کی اُجرت لینا کیسا ہے؟

کچھ علاقوں میں گائے بھینس اور بکری وغیرہ جانوروں کو گابھن کرنے کی اجرت لیتے ہیں حالاں کہ جانوروں کو گابھن کرنے کی اجرت لینا یا جانوروں کو جفتی کرانے کے لیے اجرت پر دینا دونوں ناجائز ہیں اس لیے کہ جفتی سے مخصوص نر کا مادہ منویہ اور وہ ایسی چیز ہے جس کی کوئی قیمت نہیں نیز اس کام سے مقصود نسل حاصل کرنا ہے اور وہ حمل سے ہوگی اور حمل ٹھہرانا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

''عن إ بن عمر قال نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن عسب الفحل''۔(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے جانور جفتی کرانے کی اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷، ص:۷، رضا اکیڈمی ممبئی (۲) صحیح البخاری، حدیث:۲۲۸۴، ص:۶۴۲

''نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اجرت پر دینا ناجائز ہے اور اجرت بھی لینا ناجائز''(۱)

کیا جماہی کے وقت شیطان منھ میں پیشاب کر دیتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب جماہی آتی ہے تو شیطان منھ میں پیشاب کر دیتا ہے یہ لوگوں کا غلط خیال ہے صحیح بات یہ ہے کہ جماہی کے وقت شیطان منھ میں پیشاب نہیں کرتا بلکہ منھ میں تھوک دیتا ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"علما فرماتے ہیں: کہ جو جماہی میں منھ کھول دیتا ہے، شیطان اس کے منھ میں تھوک دیتا ہے اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے، وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا منھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے، وہ شیطان کا تھوک ہے"(۲)

لہٰذا جب کسی کو جماہی آئے تو فوراً منھ پر ہاتھ رکھ لے اور دل میں یہ خیال کرے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رک جائے گی۔

صرف قرآن وحدیث ہی سے جواب طلب کرنا کیسا ہے؟

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی عالم سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث ہی سے حوالہ چاہیے ان کا یہ طریقہ غلط ہے یہ طریقہ اہل سنت وجماعت کا نہیں بلکہ غیر مقلدوں کا طریقہ ہے جس سے اہل سنت حضرات کو پرہیز کرنا چاہیے اس لیے کہ اصول شرع چار ہیں تو ان میں سے جس سے بھی حوالہ پیش کیا جائے درست ہے۔

ماہر ہفت لسان علامہ عاشق الرحمٰن علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''اُصولِ شرع چار ہیں، کتاب الٰہی، سنت نبویہ، اجماع اور قیاس صرف قرآن وحدیث سے جواب طلب کرنا غیر مقلد وہابیہ کا طریقہ ہے اہل سنت اس سے احتراز کریں۔''(۳)

(۱) بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۴، ص:۱۳۴ (۲) بہار شریعت ج:۱، ح:۳، ص:۱۵۳
(۳) فتاویٰ حبیبیہ، قسط:۲، ص:۴۸

کیا رمضان المبارک کے آنے کی خبر جو سب سے پہلے دیتا ہے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے؟

رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں برکتوں والا ہے اس کی آمد کی خوشخبری دینا اور اس کے فضائل بیان کرنا کارِ ثواب ہے لیکن آمدِ رمضان کی خوش خبری سنانے کے متعلق جو لوگ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے کسی کو رمضان کی مبارک بادی پیش کی اس پر جنت واجب ہوگئی یہ جھوٹ ہے، کسی بھی حدیث میں یہ بات مذکور نہیں کہ آمدِ رمضان پر سب سے پہلے خوشخبری سنانے والے کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے یہ حدیث من گھڑت ہے اور من گھڑت حدیث بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"من کذب علی فلیتبوا مقعدہ من النار".(۱)

ترجمہ: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

بغیر تحقیق وتصدیق ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلانا بھی نہیں چاہیے اس لیے کہ حدیث شریف میں ایسے شخص کو جھوٹا کہا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع"۔(۲)

ترجمہ: کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرے۔

لہٰذا اس طرح کی فرضی روایات والی باتوں کو دوسروں تک پہنچانے سے بھی بچنا ضروری ہے۔

(۱) صحیح البخاری، حدیث: ۱۰۷، ص: ۲۱۸، (۲) صحیح مسلم، حدیث: ۷، ص: ۶۴

گنے کی پیداوار پر چالیسواں نکالنا کیسا ہے؟

بعض جگہ کسانوں کو دیکھا گیا ہے کہ گنے کی پیداوار پر چالیسواں حصہ نکالتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ زمین کی پیداوار میں چالیسواں نہیں بلکہ عشر یا نصف عشر یعنی دسواں یا بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

ہاں اگر کھیتی کی سینچائی اپنے روپے کے پانی سے کرتا ہے تو جو کچھ پیداوار ہوئی اس کا بیسواں نکالے اور اگر اس کی سینچائی بارش کے پانی سے ہوئی تو دسواں حصہ نکالے، یا پھر اگر چاہے تو دسواں بیسواں حصہ پیداوار کی قیمت لگا کر نکالے اور بعض لوگ مزدوری وغیرہ نکال کر دسواں بیسواں حصہ نکالتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس لیے کہ جس پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب ہوتا ہے وہ مصارف زراعت یعنی ہل، بیل مزدوری وغیرہ نکالنے کے بعد نہیں بلکہ کل پیداوار میں واجب ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''گیہوں، جَو، جوار، باجرا، دھان اور ہر قسم کے غلّے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربز، کھیرا، ککڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے، تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔"(۱)

کیا بلی مارنے پر سونے کی بلی دینی پڑے گی؟

کسی بھی جانور کو بلا وجہ ایذا دینا درست نہیں لیکن اگر کوئی جانور تکلیف پہنچاتا ہو تو اس کو مارنا جائز ہے البتہ اس بات کا خیال رہے کہ موذی جانور کو ایسی چیز سے مارا جائے کہ فوراً مر جائے تکلیف دے دے کر کے نہ مارا جائے۔

(۱) بہار شریعت، ج: ۱، ح: ۵، ص: ۵۲

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

''الهرة إذا كانت مؤذية لا تضرب ولا تعرك أذنها بل تذبح بالسكين حاد"(۱)

ترجمہ: بلی جب ایذا دے تو اسے تکلیف دے کر نہ مارا جائے اور نہ اس کے کان کو کاٹا جائے بلکہ تیز چھری سے ذبح کر دی جائے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بلی اگر ایذا پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں اسے ایذا دے کر نہ ماریں۔(۲)

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ بلی اگر ایذا دیتی ہو تو مارنا جائز ہے لیکن اگر ایذا نہ دے تو مارنا درست نہیں۔

سونے کی بلی دینے والی روایت کی کوئی اصل نہیں۔

کیا عورت پیر ہو سکتی ہے؟

کچھ جگہ دیکھا گیا ہے کہ مرد کے بجائے عورت لوگوں کو مرید کرتی ہے یہ طریقہ خلاف شریعت ہے عورتوں کا پیر ہونا کوئی چیز نہیں نہ اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا سوائے فتنہ کے، عورت کا پیر بن کر مرید کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ عورت نہ مردوں کو مرید کر سکتی ہے اور نہ ہی عورتوں کو۔ عورت کی پیری مریدی کوئی چیز نہیں اس لیے کہ بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ پیر بننے کے لیے مرد ہونا شرط ہے لہذا کوئی عورت پیر نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کو مرید کر سکتی ہے اس لیے اس سے عوام اہل سنت کا پرہیز کرنا لازم ہے بلکہ جامع شرائط مرد پیر سے مرید ہوں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اولیائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا"۔(۳)

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۵، ص:۴۱۷ (۲) بہار شریعت، ج:۴، ح:۱۶، ص:۲۵۴
(۳) فتاوی رضویہ، ج:۲۱، مترجم:۴۹۴

فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے:

"اولیائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ داعی الی اللہ ہونے کے لیے ذکورت (یعنی مرد ہونا) شرط ہے تو عورت کا یہ منصب نہیں"۔(۱)

کیا جس کی شادی نہیں ہوئی ہے وہ مرید نہیں ہو سکتا ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس کی شادی نہیں ہوئی وہ مرید نہیں ہو سکتا یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے شریعت میں اس طرح کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ مرید ہونے کے لیے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں بلکہ ایک دن کا بچہ بھی مرید ہو سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ایک دن کا بچہ بھی اپنے ولی کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے"۔(۲)

کیا عورت کو مرید ہونے کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر عورت کسی پیر سے بیعت ہونا چاہے تو شوہر کی اجازت ضروری ہے ورنہ بیعت درست نہ ہوگی یہ ان کا غلط خیال ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت کو بیعت ہونے کے لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں البتہ عورت کو شوہر کی رضا کا خیال رکھنا چاہیے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''بیعت ہونے کے لیے اجازت شوہر کی ضرورت نہیں مگر ناراضی شوہر کا خیال رکھنا ضروری ہے"۔(۳)

واللہ تعالیٰ اعلم

شب شنبہ ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ ۱ جنوری ۲۰۲۴ء

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۲، ص:۲۲ (۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ص:۲۳۹
(۳) فتاویٰ امجدیہ، ج۴، ص:۳۱۹

نغمۂ عفیف بسوے رفیقِ عطیف بر دستارِ عبد اللطیف

بارِ علم و فن کا حامل شانۂ عبد اللطیف — آفریں صد آفریں یہ رتبۂ عبد اللطیف
جشنِ دستارِ تفقہ کی نرالی بزم میں — باعثِ فرخندگی ہے جلوۂ عبد اللطیف
آج ہے افروزیِ حکمت کی جلوہ ریزیاں — اور محفل میں چھڑا ہے نغمۂ عبد اللطیف
دیکھیے کس طور روشن ہے بصیرت کی چمک — مستعارِ کوہِ فن ہے سرمۂ عبد اللطیف
ہے یہ فیضانِ ضیاے نیرِ غارِ حرا — آج جو گردوں رسا ہے قمۂ عبد اللطیف
مدتوں تک وادیِ پُر خار میں پھرنے کے بعد — مسکرائی قسمتِ خوابیدۂ عبد اللطیف
انجلائی رنگ ہے آہنگ ہے تسکین ہے — مژدۂ فرح وسکوں ہے مژدۂ عبد اللطیف
تشنہ کاموں کو پلائے خوب حکمت کی شراب — اس قدر فیاض ہو پیمانۂ عبد اللطیف
جادۂ تحقیق میں ہو شرع کا کامل لحاظ — تابعِ اسلاف ہو بس جادۂ عبد اللطیف
صدق گوئی، حق بیانی التزام ذات ہو — انحرافِ سطحیت ہو طرۂ عبد اللطیف
پر رہے اخلاص اور للٰہیت سے عمر بھر — خدمتِ ملت کی خاطر جذبۂ عبد اللطیف
ملتِ بیضا کے حق میں ہر نگارش ہو مفید — منفعت آمیز ہو ہر کتبۂ عبد اللطیف
گوہرِ تکریم کی ہو وہ فراوانی نصیب — شاکیِ قلت نہ ہو پھر کاسۂ عبد اللطیف
کوکبِ تقدیر چمکے آسمانِ اوج پر — خوب کھنکے سوقِ فن میں سکۂ عبد اللطیف
موقعِ دستار پر تحسین کے گل ہیں نثار — ہے بشاشت سے درخشاں چہرۂ عبد اللطیف

ہے دعاے قلبِ نوری زندگی بھر پر رہے
نورِ علم و آگہی سے سینۂ عبد اللطیف

از: **محمد فیض العارفین نوری علیمی شراوستی یوپی**

۱۲ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ / ۲۴ر جنوری ۲۰۲۴ عیسوی

مآخذ ومراجع

نمبر	کتاب کا نام	مکتبہ کا نام
(۱)	القرآن	
(۲)	کنز الایمان مع خزائن العرفان	
(۳)	صحیح البخاری	مؤسسہ الرسالہ ناشرون
(۴)	مسلم شریف	مؤسسہ الرسالہ ناشرون
(۵)	سنن ابی داؤد	مؤسسہ الرسالہ ناشرون
(۶)	جامع الترمذی	مؤسسہ الرسالہ ناشرون
(۷)	مؤطا امام محمد	مجلس برکات
(۸)	مشکوۃ المصابیح	مکتبۃ البشری، کراچی
(۹)	کنز العمال	دار الکتب العلمیہ
(۱۰)	مراۃ المناجیح	نعیمی کتب خانہ، گجرات
(۱۱)	شرح فقہ اکبر	دار الکتب العلمیہ
(۱۲)	رد المحتار علی در المختار	دار الحدیث قاہرہ
(۱۳)	فتاوی عالم گیری	زکریا بک ڈپو، دیوبند
(۱۴)	فتح القدیر	زکریا بک ڈپو، دیوبند
(۱۵)	تفسیر الم نشرح	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
(۱۶)	فتاوی رضویہ، قدیم	رضا اکیڈمی، ممبی
(۱۷)	فتاوی افریقہ	جامعہ نوریہ فیصل آباد

(۱۸)	احکام شریعت	قادری کتاب گھر
(۱۹)	ملفوظات اعلیٰ حضرت	قادری کتاب گھر
(۲۰)	بہار شریعت، قدیم	قادری کتاب گھر
(۲۱)	فتاوی امجدیہ	قادری کتاب گھر
(۲۲)	فتاوی ملک العلما	المجمع الرضوی، بریلی شریف
(۲۳)	فتاوی مفتی اعظم ہند	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
(۲۴)	فتاوی مصطفویہ	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
(۲۵)	فتاوی بحرالعلوم	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
(۲۶)	فتاوی فیض الرسول	دارالاشاعت، براؤں شریف
(۲۷)	فتاوی فقیہ ملت	فقیہ ملت اکیڈمی
(۲۸)	فتاوی برکاتیہ	فقیہ ملت اکیڈمی
(۲۹)	فتاوی بریلی شریف	زاویہ پبلیشر
(۳۰)	فتاوی تاج الشریعہ	جامعۃ الرضا، بریلی شریف
(۳۱)	فتاوی حبیبیہ	جامعہ حبیبیہ، الہ آباد

فروغِ اہلِ سنّت کے لیے امام احمد رضا کا دس (۱۰) نکاتی پروگرام

☆ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

☆ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

☆ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں۔

☆ طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے، معقول وظیفہ دے کر اُس میں لگایا جائے۔

☆ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائیں جائیں، کہ تحریراً وتقریراً وواعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔

☆ حمایتِ مذہب وردِّ بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانہ دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

☆ تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

☆ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

☆ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں مہارت ہو، لگائے جائیں۔

☆ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بہ قیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ’’آخر زمانہ میں دین کا کام بھی دِرم ودینار سے چلے گا‘‘ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

Printed by: SUNNI PUBLICATIONS Mob. 9867934085 Designed by: ADNAN GRAPHICS Mob. 7011750164



Darul Uloom Faizane Tajush Shariya
Bareilly Shareef